ناراض عورتیں



انیس ناگی

ناراض عورتیں

انیس ناگی

جمالیات

22۔ گنگارام مینشن مال روڈ۔ لاہور

ذخیرہ کتب

انیس نقوی

03142893816

ناشر جمالیات

۲۲ گنگارام مینشن، مال روڈ لاہور

طابع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

سال اشاعت 2003

قیمت 200 روپے

۱

حال ہی میں ایک غیر ملکی این جی او نے مجھے عورتوں کے بارے میں ایک دستاویزی فلم بنانے کے لئے کمیشن کیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ میں عورتوں کی زندگی کے مختلف مناظر کو یکجا کردوں، اس کے بعد وہ حسب ضرورت اسے کانٹ چھانٹ کر کے مربوط کرلیں گے۔ مجھے یہ کنٹریکٹ ایک پرانے کلاس فیلو کے ذریعے ملا ہے جس نے نہایت خاموشی سے بیس فی صد اپنی کمیشن مانگی۔ پہلے مجھے اس بات پر کچھ حیرت ہوئی کہ صاف ستھرا سوٹ پہنے اور انگریزوں کے لہجے میں انگریزی بولنے والے کے اندر کچھ اور ہی ہے۔ لیکن جب میں نے اردگرد نگاہ دوڑائی تو سب اسی کام میں مصروف دکھائی دیئے۔ میں نے جواب میں یہ مطالبہ کیا کہ مجھے کچھ ایڈوانس رقم دی جائے جس سے فلم کے بعض اخراجات کو پورا کیا جاسکے۔ یہ مطالبہ بھی پورا ہوگیا اور اس ایڈوانس میں سے بھی میں نے اس کا پانچ فیصد کا مطالبہ پورا کردیا۔ میں کچھ دن موی کیمرہ لے کر پھرتا رہا کہ مجھے کون کون سے مناظر عکس بند کرنے ہیں خاص طور پر جہاں عورتوں کا ہجوم ہو۔ میں لڑکیوں کے ایک کالج کے باہر تاک لگا کر کھڑا ہوگیا۔ جب چھٹی ہوئی تو کالج کے گیٹ سے لڑکیوں اور عورتوں کا ایک لشکر جرار باہر نکلا مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ہمارے یہاں اتنی تعداد میں لڑکیاں یا عورتیں ہیں۔ تمام

عورتوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک گھبراہٹ میں سوزکی کاروں اور ویگنوں کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ ان میں جلد از جلد سوار ہو کر چلی جائیں کہیں وہ کسی کے ہتھے نہ چڑھ جائیں- کسی زمانے میں کالجوں کے باہر کالج کے لڑکوں کا ہجوم ہوتا تھا لیکن اب وہاں پولیس کے سپاہی گشت کرتے ہیں- مجھے یہ منظر نہ بھایا کیونکہ یہاں متوسط طبقے کی عورتیں اور لڑکیاں تھیں جن کے پہناوے اور بات چیت کا رنگ ڈھنگ سپاٹ تھا- میں متوسط طبقے سے ڈرتا ہوں کیونکہ یہ طبقہ سماجی طور پر خوفناک ہوتا ہے- یہ ''ہونے،، اور ''نہ ہونے،، کے درمیان چلتا ہے، یہ بہت سے اخلاقی دعوے کرتا ہے لیکن جلد ہی ان سے منحرف ہو جاتا ہے- معاشرے میں دکھ کا لاوا سب سے زیادہ اسی طبقے میں پکتا ہے- میں اگلے دن ایک فیشن ایبل کالج کے باہر ایک درخت کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا- کھاتے پیتے گھروں کی لڑکیاں بکریوں کی طرح چبڑ چبڑ چیونگمیں چباتیں ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کرتیں باہر کھڑے نوجوانوں کو تاڑتی ہوئیں لمبی کاروں میں بے اعتنائی سے داخل ہو رہی تھیں- میں نے اپنے کندھے سے لٹکتا ہوا کیمرہ نیچے اتارا اس کا اپرچر درست کرتے کرتے رک گیا -- مجھے اسی کالج کے بارے میں اپنے دور کے ایک رشتہ دار کا واقعہ یاد آ گیا کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو اس کالج میں داخل کرانے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں کالج کے عملے کو رشوت دیتے ہیں، ٹیچرز سے رابطہ قائم کرتے ہیں، کیتھولک اور پروٹسنٹ چرچوں کے پادریوں کی خوشامدیں کرتے ہیں کیونکہ کالج کی سربراہ ایک عیسائی عورت ہے، وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتی، اس کے چیف سیکرٹری آئی جی پولیس اور اس سطح کے افسروں سے رابطے ہیں- کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ایک مرتبہ اس کا تبادلہ ہوا تھا تو کئی سفارت خانے حرکت میں آ گئے تھے- مجھے اس اچھلتی کودتی گیٹ سے باہر نکلتی مخلوق سے دلچسپی نہیں ہے- عام خیال ہے کہ جو لڑکیاں یہاں پڑھتی ہیں ان کو بہت جلدی بر مل جاتے

ہیں لیکن دوسری طرف پرانی وضع کے لوگ اپنی لڑکیاں یہاں داخل نہیں کراتے' ان کے نزدیک یہاں آ کر وہ بہت کھل جاتی ہیں اور پھر بے قابو ہو کر خاندان کے لئے شرمندگی کا باعث بنتی ہیں، مجھے ان دونوں فریقوں سے دلچسپی نہیں ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کو یا اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

میں دارلامان بھی دیکھنے گیا، وہاں عجیب وغریب مخلوق آباد ہے! ان میں سے ایک آدھ کی کہانی کو بھی فلمانے کی کوشش کروں گا۔ دیکھنے میں تو وہ مظلوم ہیں لیکن یہ بعد میں پتہ چلے گا کہ ظلم کس پہ ہوا۔ وہاں سب گھر سے بھاگی ہوئی ہیں یا انہیں بھاگنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ وہاں بات بن سکتی تھی لیکن ان کی منتظم ایک کالی موٹی اور چرب زبان عورت ہے جس کے ہر لفظ سے بے رحمی ٹپکتی ہے۔ اس کے مطابق ہر مغویہ جنسی چکر میں گھر سے بھاگی ہوئی ہے۔ میں اس سے بحث کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بار بار اپنی انگیا اوپر نیچے کر رہی تھی لگتا تھا کہ اس کی چھاتیاں بہت بڑی تھیں اور انگیا کافی تنگ تھی۔ اس کی بار بار اس حرکت سے میں کچھ زچ ہونے لگا تھا۔ وہ ہر جملے میں اپنی تعریف کرتی کہ اس نے سینکڑوں کی تعداد میں مغویہ عورتوں کو کس حفاظت اور سلیقے سے رکھا ہوا ہے۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں شیخی بگھارنے کی لت زیادہ ہوتی ہے۔ سب سے پہلے وہ اپنی تعریف کرتی ہیں اور اس کے بعد اپنے خاندان کے ہر فرد کی۔ میں اگر فرائیڈ اور ایڈلر دونوں کو رلا ملا لوں تو عورتوں کے بارے میں نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ یہ میرا کام نہیں ہے۔ میں تو ایک اخبار نویس اور ایک فوٹوگرافر ہوں۔

فلم سکرپٹ لکھنے سے پہلے میں یہ بتاتا جاؤں کہ مجھے ان عورتوں میں ہرگز دلچسپی نہیں ہے جو بادل نخواستہ روزانہ اپنے خاوند کے لئے روٹی ہانڈی پکاتی ہیں' اس سے ضرورتوں کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں' ان سے لڑتی جھگڑتی ہیں' رات کو فرمانبردار عورت

کی طرح آنکھیں بند کر کے منہ دوسری طرف کئے مجامعت کا فریضہ بھی ادا کرتی ہیں اور ہر سال اسے ایک ریں ریں کرتے بچے کا تحفہ بھی دیتی ہیں- یہ عورتیں ناراض نہیں ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے زندگی سے سمجھوتا کر لیا ہے- سمجھوتا مصلحت ہوتی ہے یا وقت بسر کرنے کا ایک حیلہ--اسے اصل زندگی تو نہیں کہا جا سکتا- معاف کیجئے میں یہ باتیں آپ سے نہیں اپنے آپ سے کر رہا ہوں کہ فلم کا سکرپٹ لکھنے سے پہلے دماغ ہر طرح کی کدورت سے صاف ہو جائے اور میں زندگی کو ایک شفاف انداز میں دیکھوں"-

میں سوچ کی دلدل سے باہر نکل آیا ہوں کیونکہ مجھے ایک مقررہ وقت کے اندر ایک پراجیکٹ بنا کر دینا ہے جس کا مجھے ایڈوانس پیسہ بھی دیا گیا ہے-

فلم بنانے کے دو طریقے ہیں- ایک طریقہ کیمرے کی آنکھ سے فلم بنانا ہے- یہ میکانکی طریقہ ہے کیونکہ کیمرہ کی آنکھ جامد ہوتی ہے' یہ خود بخود کچھ نہیں دیکھتی' اسے جو کچھ دکھایا جائے یہ وہی کچھ دیکھتی ہے- کبھی دور سے کبھی نزدیک سے- دو آنکھیں بھی تو ایک کیمرہ ہیں جب نگاہیں ایک نقطے پر مرکوز ہوتی ہیں تو وہ چیز گرفت میں آ جاتی ہے- آنکھیں کیمرے کے برعکس صرف وہی کچھ نہیں دیکھتیں جو کچھ انہیں دکھایا جاتا ہے! یہ ظاہر اور باطن کو بیک وقت دیکھ سکتی ہیں- اس لئے میں دستاویزی فلم بنانے کے دوران دونوں کیمروں کو باری باری حسب ضرورت استعمال کروں گا تا کہ میں وہ کچھ عکس بند کر سکوں جو عام طور پر ممکن نہیں ہوتا-

فلم بنانے میں ایک مشکل سے دوچار ہوں- میں اس وقت جس جگہ پر اپنا کیمرہ لئے کھڑا ہوں وہاں فلم بنانی ممنوع ہے- اس امتناع کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ اس صحن میں کوئی ایسا خفیہ راز نہیں ہے جو میرے عکس بند کرنے سے افشا ہو جائے گا- اصل میں لوگ جو کچھ روزانہ کرتے ہیں وہ نہیں چاہتے اسے محفوظ کیا جائے -

یہاں ہر طرف لوگ ہی لوگ ہیں! زیادہ تعداد وکیلوں کی ہے جو نئے اور بہت ہی پرانے کوٹ پہنے ہوئے ہاتھوں میں لفافے لئے ادھر سے ادھر گھوم رہے ہیں! ایک دو نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میں کس ایجنسی کے لئے فلم بنا رہا ہوں اور میں نے اس کی اجازت لی ہے! میں نے یوں ہی کہہ دیا ہے کہ میں بی بی سی کے لئے دستاویزی فلم بنا رہا ہوں، بی بی سی کا نام سن کر اعتراض کرنے والے خاموش ہو گئے ہیں۔

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۲

فیڈ اِن

ایک بھاری بھرکم تعمیراتی کمپلیکس جس کے بے شمار کمرے اور کمروں کے آگے کشادہ برآمدے جن میں بیشمار عورتیں اور آدمی، چہرے ویران، آنکھیں پریشان! عورتوں کی انگلیاں تھامے ہوئے، عورتوں کی گود میں بلکتے ہوئے بچے، تسبیحیں کرتی ہوئیں بچوں کی نانیاں اور دادیاں، ناراض گالیاں دیتے ہوئے ہر طرح کے مرد ہاتھوں میں کھلونے اور مٹھائیاں لئے ہوئے بوسیدہ کپڑوں میں اور اعلیٰ کپڑوں میں ملبوس ہر عمر کے لوگ، ایک حل کی تلاش میں---- زیریں منزل کے برآمدوں کے سامنے ایک بہت بڑا صحن جس میں زنجیروں سے بندھی ہوئی بے شمار میزیں اور کرسیاں کچھ خالی اور کچھ بھری ہوئیں، خالی جگہوں اور راستوں پر بہت سے وکیل اور بہت سے سائل، یوں لگتا ہے کہ یہ جھگڑے کا شہر ہے، ایک دوسرے سے ناراضگی کا میلہ ہے جہاں جھگڑنے والے خود فیصلہ نہیں کر سکتے۔

یہ صحن صرف صحن نہیں ہے ایک پورا جہان ہے اخبار، فوٹوسٹیٹ، سٹیشنری، چائے! کالی نیکٹائیاں اور نہ جانے کیا کچھ بِک جاتا ہے۔

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

نگاہیں گھومتی ہوئیں سارے صحن کا جائزہ لیتی ہیں اور ایک برگد پر آ کر ساکت ہو جاتی ہیں- چھتنار درخت کے بہت بڑے تنے کے ساتھ تین میزیں لگی ہوئی ہیں جن کے ساتھ کرسیوں پر تین جوان اور ادھیڑ عمر کی عورتیں کالے کوٹ پہنے اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہیں، ان کے سامنے میزوں پر صندوقچیاں، مہریں، انک پیڈ اور خاکی لفافے دھرے ہوئے ہیں- یہ لونگ شاٹ ہے، ان عورتوں کو نزدیک سے دیکھنے سے ان کے حلیوں اور حرکات کا جائزہ زیادہ بہتر طریقے سے لیا جاسکتا ہے-

فیڈ آوٹ

فیڈ ان

یہ تین عورتیں جنہوں نے کالے کوٹ پہنے ہوئے ہیں اور برگد کے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی ہیں، اوتھ کمشنر ہیں- ان عورتوں کی مردوں کے ہجوم میں موجودگی سے کسی کو حیرت نہیں ہوتی - اب آنے جانے والے ان پر آوازے نہیں کستے، ایک آدھ فحش جملہ زیر لب کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں- ہوسکتا ہے انہیں بھی ایسے جملے سننے کی عادت ہوگئی ہے- اس لئے وہ کسی ردعمل کا اظہار نہیں کرتیں- وہ اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتی دکھائی دے رہی ہیں، ان میں سے ایک اخبار کا سرسری طریقے سے مطالعہ کر رہی ہے، دوسری ایک کاغذ پر بار بار مہریں لگا رہی ہے اور تیسری بار بار اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی ہے- عورت کی ساری قدر و قیمت کا انحصار اس کے چہرے پر ہے جو بیک وقت ایک خوش قسمتی اور بدقسمتی ہوتا ہے حالانکہ چہرہ چہرے والے نے نہیں بنایا ہے- ان تینوں عورتوں کے چہرے بالکل معمولی ہیں ان میں کشش نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی طرف راغب کرسکیں- اس لئے وہ مردوں میں آ کر بیٹھ گئی ہیں-

فیڈ آوٹ

فیڈ ان

دو اڈھیڑ عمر کے وکیل، خستہ حال، کالے کوٹوں کا رنگ ماند پڑ گیا ہے، مرتعش

ہاتھوں میں خاکی لفافے تھامے آپس میں باتیں کرر ہے ہیں----

ایک وکیل یار کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا؟ میں نے بجلی کا بل دینا ہے، بچوں کی فیس سر پر کھڑی ہے، ادھر سے کوئی کیس ہاتھ نہیں لگ رہا، بہن چود منشی، کیس پکڑ کر اس کی بولی لگاتے ہیں جو زیادہ کمیشن دے کیس اس کے حوالے کر دیتے ہیں، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا- یہ کام چھوز کر کچھ اور ہی کرنا پڑے گا-

دوسرا وکیل اور کیا کریں گے فوجداری میں بھی جھک مار کر دیکھ لیا ہے، اب تھانیداروں کو پتی دے کر مقدمے لینے سے تو رہے، ہر اہلکار ہر کام کا معاوضہ مانگتا ہے اور ہر ایک صاحب کی پتی بھی مانگتا ہے، اگر ٹاؤٹی زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے تو پھر یہ بھی کر دیکھتے ہیں-

فیڈ آؤٹ

فیڈ اِن--

یہ دونوں وکیل باتیں کرتے ہوئے مسلسل اوتھ کمشنروں کو دیکھ رہے ہیں، ان کے اردگرد لوگ آ جا رہے ہیں، درمیان میں سے خواتین وکلا کا ایک گروہ گزر رہا ہے، ان کے کلفدار کپڑوں، سیاہ چمکتے ہوئے کوٹوں اور میک اپ کا انداز دیکھ کر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے ہیں، وہ آپس میں تیز تیز باتیں کرتی ہوئیں ہجوم کی گرسنہ نگاہوں سے بے اعتنا بر آمدے میں انتظار کرنے لگی ہیں-

فیڈ آوٹ

فیڈ ان

اسی برآمدے کے باہر ستون کے ساتھ دو جوان وکیل کھڑے خواتین وکلا کو مسلسل گھور رہے ہیں-

ایک وکیل یار خواجہ، یہ وکیلیناں اتنی بن ٹھن کر کیوں آتی ہیں؟

دوسرا وکیل - پیشے کی مجبوری ہے--

پہلا وکیل (قہقہہ لگا کر) ہاں واقعی پیشے کی مجبوری ہے- یہ بڑے بڑے چیمبروں میں کام کرتی ہیں، وہ گاہک میرا مطلب ہے موکل پھانس کرلاتی ہیں-

دوسرا وکیل ڈونٹ بی سلی، صبح صبح تمہارا دماغ چل گیا ہے، میں ان میں سے ایک دو کو جانتا ہوں، ٹھیک ٹھاک فیملیز سے ہیں، ان میں سے ایک مطلقہ ہے اور دوسری نے خلع لے لیا ہے-

پہلا وکیل -ویل ڈن، پھر تو انہیں کھلی چھٹی ہے- میرا مطلب ہے یہ سب ناراض عورتیں ہیں، جو انتقام لینے باہر نکلی ہوئی ہیں-

دوسرا وکیل -خواجہ تم ایک بے وقوف کشمیری ہو اسی لئے تم لوگوں کو کشمیر نہیں مل سکا، لوگوں کی عزت کرنا سیکھو، چل ہمارے کیس کو آواز پڑ گئی ہے-

فیڈ آؤٹ

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۳

فیڈ ان

ایک طویل برآمدے میں بہت سے کمروں کے دروازے کھلتے ہیں، ہر دروازے کے اوپر ناموں کی تختیاں لگی ہوئی ہیں۔ ان دروازوں میں سے لوگ اندر باہر جا رہے ہیں ان کمروں کے درمیان ایک 8 x 8 فٹ کے کمرے میں' الماریاں' سٹول' پروانے' فائلیں' کاغذ' مہریں' انک پیڈ' آدمی ہی آدمی۔ ایک سیاہ فام موٹا' خشخشی داڑھی' سر پر سندھی ٹوپی' دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں آٹھ چاندی کی انگشتریاں' نصف درجن کے قریب وکیل اور سائل میز پر ہاتھ رکھے' بازوؤں کو خمیدہ کئے' سر جھکائے ہوئے' بیک وقت سیاہ فام سے سرگوشیاں' سرگوشیاں ایسی جنہیں سب سن سکتے ہیں۔ کسی کی سرگوشی پر کوئی ردعمل نہیں' سب چہرے سپاٹ۔

''شاہ جی' میری مسل بڑے دنوں سے غائب ہے' مہربانی کریں''۔

''آپ دیکھتے نہیں' میرے پاس کتنا کام ہے''۔

''شاہ جی' اس نے پچاس روپے کا نوٹ شاہ صاحب کا ہاتھ دباتے ہوئے ہاتھ میں رکھ دیا ہے۔

شاہ صاحب نے کسی تاثر کا اظہار کئے بغیر ایک گوشے میں رکھی ہوئی فائلوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے تیز نظروں والے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا ہے۔

''بشیر صاحب کی فائل ڈھونڈو''۔

تیز اور بے حس آنکھوں والا ایک منحنی سا شخص بادل نخواستہ گوشے میں سے باہر نکل کر فائلوں سے ٹھسی ہوئی ایک الماری میں ادھر ادھر ہاتھ مارتا ہے' پھر پلٹ کر کہتا ہے

''شاہ صاحب' ان کی فائل ابھی اوپر سے نہیں آئی۔''

شاہ صاحب نے بشیر کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ بشیر تجربہ کار ہے فوراً سمجھ گیا ہے۔

''خواجہ صاحب' ذرا محنت کریں۔ مخالف فریق کی مشکل سے تعمیل کرائی ہے'' یہ کہہ کر اس نے دس دس روپے کے دو نوٹ چوہے جیسی آنکھوں والے خواجہ صاحب کو بڑے مودبانہ طریقے سے پیش کئے ہیں۔ اس نے دس روپے کے نوٹ اچک کر پکڑ لئے ہیں اور چند لمحوں کی کاوش کے بعد اس نے مطلوبہ فائل بشیر کے حوالے کر دی ہے۔

''جاؤ عیش کرو' جو فوٹو کاپی کرانی ہے کروالو''۔

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

ایک چھوٹا سا کمرہ' درمیان میں ایک میز ہے جس پر پرانے رمنگٹن ٹائپ رائٹر کی انگلیاں بڑی تیزی سے ٹھک ٹھک کر رہی ہے۔ ٹائپ کی کلیدوں پر دونوں ہاتھوں کی سوکھی ہوئی سیاہ انگلیاں تیزی سے چل رہی ہیں۔ کیمرے کے فوکس میں صرف ہاتھ' انگلیاں اور ٹائپ رائٹر ہے۔ میز پر فائلوں کا ڈھیر ہے' کرسی پر ایک اور آدمی بیٹھا ہے' اس نے دونوں پاؤں میز کے ایک گوشے پر رکھے ہیں' اس کا چہرہ بھی کیمرے کے فوکس سے باہر ہے۔ کمرے میں ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ بولنے والا نظر سے اوجھل

ہے۔ اس کی موجودگی کا احساس مرزا صاحب کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں کی حرکت سے ہوتا ہے۔

''مرزا جی' مرزا جی''۔

مرزا صاحب نے ٹائپ کرتے ہوئے آنکھیں اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا ہے۔

''مرزا جی' فیصلے کی نقل جلدی ٹائپ کر دیں' میں نے آج ہی اپیل کرنی ہے''

''بھائی صاحب دیکھتے نہیں' ابھی چھ دنوں کے فیصلے ٹائپ کرنے ہیں' آپ کا فیصلہ کل ہوا ہے۔ آپ چھ دنوں کے بعد آئیں'' کمرے میں موجود دوسرے شخص کی آواز بلند ہوئی ہے۔

''مجھے آج ہی چاہیئے ہے' میں خدمت کروں گا''۔

''اچھا' مرزا صاحب نے ٹائپ کو روک کر کہا''۔

''تو آپ کل آجائیں''۔

''مرزا صاحب آج ہی''۔

''ٹھیک ہے۔'' آج آٹھ پہرہ روز رکھا ہے۔ کھجوروں کے لئے کچھ دیں''۔

ہوا میں سو روپے کا سرخ نوٹ لڑکھڑاتا ہوا نیچے آتا ہوا ٹائپ رائیٹر کے عین اوپر گرا ہے' مرزا صاحب نے جھک کر اپنے دانتوں سے نوٹ اٹھایا ہے۔ اور آنکھیں اٹھائے بغیر زیر لب کہا ہے۔

''دو گھنٹوں کے بعد فیصلے کی نقل لے جائیں''۔

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

ایک درمیانے سائز کا کمرہ' درمیان میں دو بڑی بڑی میزیں جن کے گرد کرسیوں پر چار مختلف عمروں کے آدمی - ایک ناخن کاٹ رہا ہے' دوسرا احترام رمضان کے پیش نظر سر جھکا کر چائے پی رہا ہے' چائے کی پیالی میز کی دراز میں ہے- ایک ہاتھ میں تسبیح لے کر زیرلب کچھ پڑھ رہا ہے- ایک موٹے کرم خواہ رجسٹر پر کچھ اندراجات کر رہا ہے- پانچواں آدمی کمرے کے باہر سٹول پر بیٹھا عقابی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے- جونہی کوئی شخص کمرے کے اندر داخل ہونے لگتا ہے' وہ راستہ روک لیتا ہے-

''بابو جی کدھر؟''-

اندر داخل ہونے والے کے ہاتھ میں ایک چھپا ہوا کاغذ ہے' وہ اس کو دیکھ کر کہتا ہے-

''بیگم کوٹ''-

''یہ تو بہت دور ہے''-

یہ سمن آج ہی تعمیل کرانا ہے''-

''اچھا' کچھ خرچہ' چائے پانی - بڑی دور جانا ہے''--

''پیچھے ہٹو' میں وکیل ہوں' تم لوگوں کو تنخواہیں کس بات کی ملتی ہیں''-

''وکیل صاحب، مہنگائی کا آپ کو پتہ ہی ہے' چلیں اندر''-

اندر چار آدمیوں جو سب سے معمر ہے وہ غالباً ان کا انچارج ہے' وہ سمن دیکھ کر کہتا ہے-

''وکیل صاحب' بڑی دور جانا پڑے گا' رمضان یہ سمن پکڑو' اسے پرسوں تک تعمیل کروا کر لاؤ''-

''شاہ جی' میرے پاس وقت نہیں ہے' میں افطار کے بعد گھر سے باہر نہیں

نکلتا' رکھ دیں یہاں مجھے بیس تعمیلیں اور کروانی ہیں- مجھے کون سی سواری دی گئی ہے- ایک ٹوٹے ہوئے سائیکل پر جانا ہے- روزے میں دن بھر سائیکل چلاتا رہا ہوں''-

''جھوٹ کیوں بولتے ہو' وہ ماں کا سکوٹر کس لئے رکھا ہوا ہے'' انچارج نے غصے سے کہا ہے-

''وکیل صاحب دیں اس کمینے کو سو کا نوٹ' یہ دفعہ ہو جائے یہاں سے' پچاس تعمیلیں کرانی ہیں اور اوپر سے میری کھنچائی ہوئی ہے' آپ خود ہی سوچیں ایک آدمی اتنے بڑے شہر میں کہاں کہاں جا سکتا ہے جس کو طلب کیا جاتا ہے وہ سارا دن گھر تو نہیں بیٹھا رہتا' دس دس چکر لگانے پڑتے ہیں' شیدے' عمر' تم نے یہ سمن تعمیل کرانے جانا ہے-''

''کوئی تعمیل کرانے آئے گا تو تعمیل کروائیں گے' ان میں سے ایک پیادے نے کہا ہے-

''دیکھو زیادہ باتیں مت کرو' میں اوپر بھی جا سکتا ہوں' انسداد رشوت ستانی کا محکمہ بھی موجود ہے' یہ لو سو روپے-،، وکیل نے غصے سے ایک سو روپے کا نوٹ غصے سے میز پر پھینک دیا ہے''

مکار پیادے نے فاتحانہ انداز سے وکیل کو دیکھ کر سو روپے کا نوٹ کرتے کے کھیسے میں ڈال کر گولڈ لیف کا سگریٹ سلگا کر دو گہرے کش لئے ہیں-

''وکیل صاحب' اوپر جا کر کیا کریں گے' وہ بھی یہی کرتے ہیں' ہم سب مل جل کر ایک ہی کام کرتے ہیں-''

''ٹھیک ہے' اس کاروبار کو ہمارے قانون کا حصہ بنا لینا چاہیئے''-

''چھوڑو جی وکیل صاحب' غصہ تھوکو' کام چلنے دیں' آپ کی جیب سے تو پیسے

نہیں جاتے، پیچھے سے آتے ہیں"

"بس یار ٹھیک ہے- اب دوسرے فریق سے کچھ سودا نہ کر لینا" وکیل نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا ہے-

"یہ وکیل کریک ہے" پیادوں کے انچارج نے دوسرے پیادوں کی طرف دیکھ کر کہا ہے-

"تعمیل تو ایک سودا ہے، جو بولی دے، وہ لے جائے-"

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

وہی عمارت جس کے آگے کشادہ صحن ہے جس میں بیشمار وکیل کرسیوں پر براجمان ہیں ان کرسیوں کے درمیان میں سے راستہ بناتے ہوئے لوگ آ جا رہے ہیں- کیمرہ بتدریج اس عمارت پر فوکس ہوتا ہے اور بتدریج سر اٹھاتا ہوا اسی عمارت کی چوتھی منزل کے منظر تک جا پہنچتا ہے- اسی منزل کے اوپر تین منزلوں کی بالکونیوں سے بیشمار عورتیں، نوعمر لڑکے لڑکیاں اور گود میں اٹھائے ہوئے بچے نیچے کی طرف جھانک رہے ہیں- تینوں منزلوں کو جاتی ہوئی سیڑھیاں کھچا کھچ بھری ہوئی ہیں ہجوم میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے-

کیمرہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ جاتا ہے- برآمدے میں ہجوم کسی حد تک کم ہو گیا ہے- درشت شکل بیلف معمول کے مطابق نگرانی کرتا کرتا رک گیا ہے، اور موٹی زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی چاندی کی گھڑی باہر نکال کر اسے غور سے دیکھتا ہے- بینچوں پر بیٹھے ہوئے لوگ بار بار بچوں کو گلے لگا رہے ہیں، کچھ فاصلے پر چند ایک جوان اور

ادھیڑ عمر عورتیں چہروں پر درشتی اور تنفر کے تاثرات دانستہ طور پر ظاہر کر رہی ہیں - ایک نو جوان کی گود میں ایک تین سال کی بچی کھڑی ہے جو غصے میں اس کے منہ پر ہلکے ہلکے تھپڑ مار رہی ہے-

''مونا' میں تمہارا ابا ہوں'' بچی اسے تھپڑ مارتے مارتے رک جاتی ہے-

''تمہاری ---- ماں نے ایک سال تمہیں دور رکھا ہے' میں تمہارا ابا ہوں مجھے پہچانو' تمہاری ظالم ماں ---''

اس نے ابھی اتنا ہی کہا ہے کہ ایک ستون کے عقب سے ایک تیس سالہ بنی سنوری عورت چیل کی تیزی سے اس آدمی کی طرف آگے بڑھی ہے کہ بیلف درمیان میں آ گیا ہے-

''اے بابو' ملاقات کا وقت ختم ہو گیا ہے' بچی ادھر کرو' وہ اس کی گود میں سے بچی کو زبردستی اٹھاتا ہے-

''رک جاؤ' میں اس کا باپ ہوں' یہ میرے پاس ہے''-

بیلف نے بچی اپنے بازوں میں اٹھالی ہے' وہ عورت جو چیل کی سرعت کے ساتھ آگے بڑھی ہے-

''مادر چود اب تمہیں اپنی بچی یاد آئی ہے' جاؤ رہو اس گشتی کے پاس''-

''کیا بات کر رہی ہو' یہ پبلک پلیس ہے' کچھ خیال کرو''-

بچی چیخ چیخ کر رونے لگتی ہے' وہ بچی کو کھینچ کر لے جا رہی ہے- سامنے سے ایک وکیل نمودار ہوا ہے، اس کے لمبے سفید بال چہرے اور شانوں پر بکھرے ہوئے ہیں' اس کا سیاہ کوٹ جگہ جگہ سے دریدہ اور بے رنگ' اس کے ایک ہاتھ میں چند ایک بڑے بڑے خاکی چڑ مڑ گلے ہوئے لفافے ہیں' اس کی سیاہ نکٹائی آدھی سے زیادہ کٹی

ہوئی ہے‘ اس کا چہرہ سفید ہے جس پر سیاہ اور سفید بال گھاس کی طرح پھیلے ہوئے ہیں- اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اس طرح سوال کیا ہے جیسے اس کے سامنے کوئی کھڑا ہے‘ بیلف چھٹی کر کے برآمدے سے کھسک گیا ہے- اکا دکا وکیل برآمدے میں سے اسے دیکھ کر مسکرا کر آگے نکل جاتے ہیں-

’’یہ دیوانی ہے‘‘-

’’یہ فوجداری ہے‘‘-

وہ عورت جو اپنی بچی کو گود میں اٹھائے جا رہی ہے‘ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا ہے-

’’یہ دیوانی ہے؟،، پھر خود ہی جواب دیتا ہے-

’’نہیں‘ فوجداری- ہاں دیوانی‘ فوجداری سب کچھ رلا ملا ہے‘‘ وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا برآمدے کے موڑ پر پہلے کمرے میں جھانکتا ہے- کمرہ خالی ہے‘ وہ زور سے کہتا ہے-

’’ماڈی لارڈ ہو گیا فیصلہ؟‘‘-

وہ دروازے میں کھڑے ہو کر پھر کہتا ہے-

مائی لارڈ فیصلہ ہو گیا ہے؟

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

ایک بوڑھا اور ایک نوجوان وکیل جو اس خستہ حال وکیل کے پاس سے

گزرے ہیں، وہ برآمدے میں رک گئے ہیں، خستہ حال وکیل کی پشت ان کی طرف ہے، وہ صحن کی طرف منہ کر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوسیدہ سی فائل کے اوراق الٹ پلٹ کرر رہا ہے۔ بوڑھا وکیل ہاتھ کے اشارے سے نوجوان وکیل سے کہتا ہے۔

بوڑھا وکیل

بیچارے شیخ صاحب ہمارے ساتھی ہوا کرتے تھے، اب یہ کسی اور دنیا کے باشندے ہیں، انہوں نے اپنا مقدمہ ختم کرنے کے لئے بیس سال صرف کئے ہیں لیکن مقدمہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ پیادے سمن، پیشی، مخالف فریق کی غیر حاضری، افسر جلیس کی اتفاقی اور غیر اتفاقی رخصت۔

نوجوان وکیل

اعجاز صاحب بعض مقدمے خود بخود شروع ہوتے ہیں اور چلتے رہتے ہیں، پردادا نے اسی برس پہلے انگریز کی عدالت میں جائیداد کی تقسیم کا دعوی کیا تھا، ملک تقسیم ہوگیا لیکن ابھی تک تقسیم جائیداد کے مقدمے کا فیصلہ نہیں ہوا۔ چلیں اعجاز صاحب، اس احاطے میں ہر ایک کہانی ہے۔

بوڑھا وکیل

یار ہر ایک کہتا ہے کہ اس کی کہانی سچی ہے، اگر یہاں سب سچے ہیں تو پھر جھوٹا کون ہے؟ ہر ایک اپنے آپ کو مظلوم کہتا ہے لیکن پھر ظالم کون ہے، چلو یار بھوک لگ رہی ہے۔

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

نوجوان وکیل اور بوڑھا اس عمارت کے باہر کاروں اور سکوٹروں کی ایک طویل قطار میں اپنی کار تلاش کر رہے ہیں کہ اتنے میں ایک گٹھے ہوئے بدن کا گندمی رنگ کا گنجا وکیل ان دونوں کو دیکھ کر رک جاتا ہے۔ وہ دور سے باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ گھٹے ہوئے بدن کا وکیل کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا اپنی کار کھول رہا ہے۔

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

نوجوان وکیل اور بوڑھا وکیل کار میں بیٹھے ہوئے ہیں' ڈرائیونگ سیٹ پر بوڑھا وکیل ہے۔ وہ باتیں کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے ایک دو مرتبہ کار سٹارٹ کر کے اسے بند کر دیا۔

<u>بوڑھا وکیل</u>

جانتے ہو' اسے جو کار کے پاس ملا تھا۔

<u>نوجوان وکیل</u>

میں نے نیا نیا دیوانی کا کام شروع کیا ہے' چوہدری اللہ دتہ وکیل ہے۔ سنا ہے اندھا دھند پیسے کما رہا ہے' طلاق' خلع' خرچہ' حق مہر' جہیز سب کیسز اس کے پاس ہیں' اس کے اڈے پر سارا دن موکلوں کا ہجوم ہوتا ہے۔

<u>بوڑھا وکیل</u>

باسٹرڈ نمبر ایک ہے، وکالت کے ساتھ ساتھ اس نے شادی بیاہ کا دفتر بھی کھولا ہوا ہے صبح کے وقت طلاقیں اور راتوں کو اپنی بیوی کے ساتھ مل کر میرج بیورو

چلاتا ہے- آج سے تیس برس پہلے ی یہاں یہ پیادے کا کام کرتا تھا-

نوجوان وکیل

ونو اعجاز صاحب' پھر وکالت کیسے کرتا ہے؟

بوڑھا وکیل

جب وہ شہر میں ایمن آباد سے آیا تھا تو میٹرک پاس تھا' دس سالوں میں وہ پیادے سے وکیل بن گیا- جب آیا تھا تو میٹرک پاس تھا- اس کی جگہ کوئی اور امتحان دیتا تھا اور وہ پیسے دے کر ڈگری لے لیتا تھا-

فیڈ آؤٹ

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۴

نہ جانے میں نے کیوں اپنی روداد لکھنا شروع کر دی ہے اور وہ بھی ایک دستاویزی فلم بنانے کے دوران، حالانکہ میری زندگی اور اس فلم کا آپس میں کوئی ربط نہیں ہے- میں تو اس عہد کا نہایت ہی معمولی اور گمنام آدمی ہوں جس کی زندگی ہر طرح کی مہمات سے عاری ہے- میری زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے- ایک بے کیف سی روٹین ہے' مجھ میں کوئی ایسا وصف نہیں ہے کہ میں زندگی میں کوئی اہمیت حاصل کر سکوں- میری کہانی تو ایک اوسط درجے کے فرد کے شب و روز ہیں جن میں کوئی وقوعہ نہیں ہے' کوئی مہم نہیں ہے- صرف صبح کو شام سے ملانا اور بس- مجھے اپنی خواہشوں کی پرورش کرنی چاہیے تھی' لوگوں کو دوست بنانا چاہئیے تھا' ایک دو عورتوں کے ساتھ کھینچا تانی کرنی چاہئیے تھی- ادھر عمر میں آ کر مجھے احساس ہوا ہے کہ مجھے اپنی زندگی بدلنی چاہئیے' کسی اور کے لئے نہیں صرف اپنے لئے کیونکہ میری زندگی میرے لئے پہلا اور آخری واقعہ ہے-

میری زندگی پریشانی اور اضطراب ہے، مجھے کسی کی تلاش نہیں ہے، اس کے باوجود کبھی ایک لمحے کے لئے سکون نہیں ہے، بعض دفعہ میں سوچتا ہوں مجھے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میری ماں میری جگہ کسی اور کو پیدا کر سکتی تھی- اس کا کوئی اور نام رکھا جا سکتا تھا میر کوئی بھائی ہوتا تو وہ بھی اس گھر کا بوجھ اٹھاتا- سنا یہی ہے کہ بھائی بھائی کا بازو ہوتا

ہے-نہیں ہے-لیکن ایک بات ہے کہ ہر ایک اپنا اتنا زیاد بوجھ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا- مجھے اس بارے میں مجھے کچھ مغالطہ ہوا تھا- ماں کے مرنے کے چند دن بعد میری بڑی بہن کا بوجھ بھی مجھے سونپ دیا گیا- میں انکار کرسکتا تھا، لیکن میں نے یہ ذمہ داری قبول کرلی، ہر ذمہ داری ایک دکھ ہوتا ہے-- حالانکہ مجھے اپنے اخراجات برداشت کرنے کے لئے کیا کافی دھندے کرنے پڑتے ہیں- اخبار کے لئے فوٹوگرافی، ایک فلمی پرچے کے لئے کالم، تھوڑی بہت دستاویزی فلمیں بنانا پھر کہیں جا کر پورا ہوتا ہے- میری بڑی بہن سکول اور کالج کے زمانے میں بڑی شوخ قسم کی لڑکی تھی- لیکن اب اس نے خاموشی اختیار کر لی ہے' اس کے چہرے پر امید اور مسرت کی جگہ سنجیدگی نے لے لی ہے- جب وہ کالج سے واپس آتی تو ایک دو سہلیاں ساتھ ہوتیں' میری ماں چڑ جاتی لیکن میرا باپ اسے خاموش کرا دیتا- میری ماں کو اس کی شادی کی پیہم فکر رہتی لیکن میرا باپ یہی کہتا ہے پہلے ایم اے کرے گی پھر شادی کریں گے''

وہ دونوں اپنے کمرے میں لڑتے بھڑتے رہتے اس نے میرے باپ سے کہا'

''دو بچوں کے باپ بن گئے ہو اور تمہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ لڑکی کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں مرد کی ضرورت شروع ہو جاتی ہے- اسے بوڑھی کر کے شادی کرو گے''

اپنی موت تک میرا باپ شادی کا فیصلہ نہ کرسکا- وہ اس کے بہتر مستقبل کی تلاش میں تھا- مالی تنگی کے باوجود میری بہن خاموش طبع عورت ہے، اس کی شکل صورت بھی اچھی ہے، بی اے تک پڑھی ہوئی ہے- اس کی شادی میں کافی دقت پیش آئی تھی کیونکہ ہماری مالی پوزیشن کچھ ایسی ویسی ہی تھی- مجھے اس وقت بھی احساس تھا اور اب پورا یقین ہے کہ شادی انسانوں سے نہیں روپے پیسے سے کی جاتی ہے میری بہن کی عمر بڑھتی جا رہی تھی اور میر ماں اسی غم میں گھلتی جا رہی تھی، بصد مشکل اس کی شادی ایک ادھیڑ عمر کے آدمی سے کر دی جو ایک

فارماسوٹیکل کمپنی میں سیلز مینیجر تھا۔بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھا۔لاولد تھا۔ میرے والدین میری بہن کے لئے اچھا اور کھاتا پیتا گھرانہ ڈھونڈتے تھے اس لئے کہ میری بہن کی صورت اچھی تھی لیکن وہ ڈھلتی جارہی تھی۔

''میں گائے بھینس تو نہیں ہوں کہ بچھڑا پیدا کرنے کے لئے ادھیڑ عمر کے آدمی کی غلام بن جاؤں۔یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ میں اس شخص کے ساتھ مجبوراً زندگی بسر کروں جسے میں پسند نہیں کرتی''۔اس پر میری ماں نے تنک کر جواب دیا تھا۔

''بے وقوف،عورت کو صرف مرد چاہیئے ہے جو روٹی کپڑا دے۔شکلوں کا کیا ہے کچھ سالوں کے بعد ایک سی ہو جاتی ہیں۔''

''ایک مرد کے ساتھ رہنا یا نہ رہنا میری ذاتی مسئلہ ہے۔تم فکر مت کرو میں اپنی روٹی کمانا جانتی ہوں۔یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ روٹی کپڑے کے لئے عورت اپنا سب کچھ قربان کر دے۔'' شادی کے ایک ماہ بعد میری بہن کی خلع لینے کے لئے یہ دلیل تھی۔میرا باپ مدت سے راہی ملک عدم ہو چکا تھا۔میری ماں زندہ تھی لیکن جھگڑالو قسم کی عورت تھی۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس نے کس بات پر میرے باپ کا ناک میں دم کیا ہوتا تھا۔جب بھی دونوں بیٹھتے تو کسی نہ کسی بات پر جھگڑا شروع ہو جاتا۔جھگڑے کی ایک وجہ تو میرے والد کی آمدنی کم تھی۔میری ماں کا اصرار تھا کہ میرا باپ ساری تنخواہ اسے دے۔ایک فرمانبردار خاوند کی طرح وہ یوں ہی کرتا لیکن جب اپنے ذاتی اخراجات کے لئے پیسے مانگتا تو وہ صاف انکار کر دیتی،وہ گڑگڑاتا تو وہ ہنستی۔۔

''دفتر میں سنیئر سپرنٹنڈنٹ ہو،اپنا خرچہ وہاں سے پورا کیا کرو۔،، میرا باپ ایک دو آیات پڑھ کر اسے بدی سے بچنے کی ہدایت کرتا۔

''پٹواری کی بیٹی ہو نا،تمہیں حرام کھانے کی عادت ہے'' وہ یہ کہہ کر دفتر چلا جاتا

اور میری ماں اسے بے نقط گالیاں دینے لگتی - میں جس دنیا میں رہتا ہوں وہاں حرام حلال کو کون پوچھتا ہے-

بعض دفعہ میں اپنی بہن کے بارے میں سوچتا ہوں کہ اس کی زندگی کتنی بے اجر ہے، وہ رات بھر کتابیں پڑھتی رہتی ہے- میں نے کئی مرتبہ اسے کہا ہے کہ وہ ڈائجسٹوں کے لئے لکھے اچھے خاصے پیسے بھی مل جائیں گے-لیکن وہ کہتی ہے--

، لکھنا بات کرنا ہے اور میں خاموش رہنا چاہتی ہوں- جو باتیں خاموشی میں ہیں لفظوں میں نہیں---،،

اس کے خاوند نے ایک مہربانی کی کہ اس کا حق مہر اور جو تھوڑا بہت جہیز ہم نے دیا تھا چپ چاپ واپس کر دیا تھا--اب وہ ایک سکول میں پڑھاتی ہے، اوپر کی منزل میں ایک کمرے میں رہتی ہے، وہی میری دیکھ بھال کرتی ہے-اس نے کئی مرتبہ اصرار کیا ہے کہ میں شادی کرلوں میں نے اس کا جواب خاموشی میں دیا ہے اس لئے نہیں کہ میں شادی سے خائف ہوں بلکہ اس لئے کہ میں نے اپنے والدین کو سارا وقت لڑتے جھگڑتے دیکھا، دونوں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے تھے-ہم سب میں اب برداشت ختم ہو چکی ہے- یہ کیونکر ایسے ہوا کوئی بھی اس بارے میں نہیں جانتا- میری بہن کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ دیکھ کر شادی سے میرا دل بھر گیا ہے- یہ تو ایک بوجھ ہے، جب اپنا بوجھ اٹھانا مشکل ہو تو دوسرے کا بوجھ کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے؟ ایک کاندھے کا بوجھ دوسرے کاندھے پر لانے سے بوجھ تو کم نہیں ہو سکتا - ایک دوسرے کا بوجھ اٹھانا بہت مشکل ہے- میں اب چالیس برس کا ہو چکا ہوں، میں بالکل مجرد ہوں میں نے کبھی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا، جب خواہش زور پکڑنے لگتی ہے تو میں وہسکی کا ایک کوارٹر پی جاتا ہوں، پھر اپنے آپکو اور اس دنیا کو گالیاں دے کر سو جاتا ہوں کہ مجھے زندگی کا جہنم کیوں دیا-؟ میں عورت تک پہنچ سکتا ہوں لیکن یہ

راستہ بہت لمبا ہے ،اس تک پہنچنے کے لئے ایک جرائم پیشہ کی طرح جو جتن کرنے پڑتے ہیں وہ میرے بس میں نہیں- وہ پہلے یہ کہے گی تمہارے گھر میں کوئی ماں بہن نہیں ہے جو میرے پیچھے لگے ہوئے لاحول واللہ- معاف کیجئے ایک پڑھی لکھی عورت یہ کہہ رہی ہے اپنی ماں بہن سے---- چلئے وہ ملنے کے لئے مائل ہوگئی تو وہ بار بار کہے گی "دیکھو لوگ دیکھ رہے ہیں' میں تم سے کھلے بندوں نہیں مل سکتی- شہر میں میرے رشتہ دار بہت ہیں- اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاؤ' تم مجھے غلط سمجھے ہو' میں وہ نہیں ہوں"- اور آخر میں یہ کہے گی' تم مجھ سے شادی کرو گے؟" آپ خود ہی بتائیں ایسی عورتوں سے کوئی رابطہ ہوسکتا ہے جن کا رویہ انکار سے اقرار اور اقرار سے اپنا تحفظ کرنا- عورت اس وقت تک ہی اچھی لگتی ہے جب تک وہ غیر شادی شدہ رہتی ہے- چلئے میں آپ کو اپنے بارے میں ایک نہایت ہی خفیہ بات بتادوں- بہت سال پہلے آدھی رات کا وقت تھا میرا ایک دوست مجھے ایک عورت کے گھر لے گیا جو ایک عام عورت اور ایک پیشہ ور عورت کے درمیان تھی- اسے جب ضرورت پڑتی تو وہ کسی کو بلا لیتی- اس مرتبہ اس کی ضرورت زیادہ تھی اس نے ایک کی بجائے دو آدمی بلا لئے اور دوسرا آدمی میں تھا- میرے دوست نے اس عورت کی بہت صفات بیان کئیں کہ وہ پیشہ ور نہیں ہے- خاوند سے علیحدگی ہوگئی ہے' دو بچوں کی ماں ہے- ظاہر ہے گھر بار تو چلانا ہی ہوتا ہے' کچھ خرچہ عدالت کے حکم کے تحت مل جاتا ہے اور بس کچھ ادھر ادھر سے- ہم اس کے معمولی سے ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے- تیس بتیس برس کی گندمی رنگ کی عورت تھی- اس کا بدن ایک شادی شدہ عورت کا تھا جو اپنی چولوں سے ہلا ہوا تھا- بال کٹے ہوئے تھے- وہ ایک سرسری سی گفتگو کے بعد میرے دوست کو ساتھ والے کمرے میں لے گئی- تین چار منٹوں کے بعد میرا دوست کمرے سے نکل کر ڈرائنگ میں آ گیا' اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں' کچھ شرمندہ شرمندہ سا تھا- مجھے ایک لمحے کے لئے حیرت ہوئی کہ یہ سارا کام اتنی

جلدی ہو جاتا ہے کہ جس کے لئے مرد اتنا فساد مچاتے ہیں- وہ عورت کمرے کی دہلیز کی دوسری طرف کھڑی تھی- اس نے بند دروازے کو قدرے کھول کر سر باہر نکالا"آیئے"- میں کمرے کے اندر گیا جہاں گلابی رنگ کا بلب روشن تھا جو چیزوں کو وضاحت سے دیکھنے میں حائل تھا- اس عورت نے شلوار نہیں پہنی ہوئی تھی اس کی قمیض پنڈلیوں تک آویزاں تھی-" معاف کیجئے، جلدی کیجئے کوئی آ نہ جائے-" سامنے ایک چھوٹا سا بچہ خراٹے لے رہا تھا- نہ جانے میرے سر کو کیا ہوا' میں ایک دم گھبرا کر باہر نکل آیا- میرا دوست حیران ہو گیا- لیکن میرے اندر ایک نئی بے چینی نے جنم لیا- مجھے یوں لگا کہ یہ سارا کام مشینی ہے- اگلے دن میں پبلک لائبریری میں گیا- جنس اور نفسیات پر کتابیں ایشوع کرائیں اور ہفتوں اس موضوع پر ہر طرح کی کتابں میں جھانکتا رہا- جب میں نے اپنے اندر جھانکا تو کوئی خاص بات نظر نہ آئی- تاہم میں نے یہ محسوس کیا کہ یہاں کی عورتوں میں نسائیت نہیں ہے وہ صرف جنسی مشینیں ہیں جو تواتر کے ساتھ بچے پیدا کر سکتی ہیں- میرا اپنا تجربہ ہے کہ جنسی خواش کا طوفان سترہ اٹھارہ برس سے اٹھتا ہے اور پچیس برس کی عمر تک منہ زور رہتا ہے- جب اسے رسائی نہیں ملتی تو یہ دھرے دھیرے تھمنے لگتا ہے اور پھر ذات کے کسی نا معلوم گوشے میں اتر کر اپنا آپ کھو دیتا ہے-

آج میرا شعور میری جراحی کرنے پر تلا ہوا ہے-

میں کسی کو کوسنا نہیں چاہتا- میں اس دنیا میں اپنی مرضی سے نہیں آیا اور نہ ہی میری پرورش میں مرضی کو دخل ہے- ایک بنی بنائی دنیا میرے سامنے رکھ دی گئی اور پھر مجھے انتخاب کا حق بھی نہیں دیا گیا کیونکہ انتخاب شعور کے بغیر ممکن نہیں ہے اور میرا شعور بے شعوری ہے- اس لئے اکثر لوگ وہی کچھ کرتے ہیں جو دوسرے کرتے ہیں- میں بھی یہی کچھ کرتا رہا لیکن ایک دن معاً مجھے خیال آیا کہ میں کیا کر رہا ہوں' اس کے بعد میرا کام بگڑنے لگا- مجھے

کتابیں پڑھنے کی لت ہے رات بھر طرح طرح کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں میری بڑی بہن نے مجھے کئی مرتبہ جلدی سونے کی تلقین کی ہے- میرے جیسے آدمی کے لئے سونا بہت مشکل ہے کوئی چیز مجھے پیہم جگاتی رہتی ہے لیکن جگراتا میرے لئے کوئی نیا دروازہ نہیں کھولتا-

میرے والدین نے ترکے میں میرے لئے صرف پریشانی چھوڑی --ان کی نیک نیتی اور دیانت میرے لئے وبال بن گئی ہے- میری عمر آج چالیس برس ہوگئی ہے اور اس عمر میں زندگی کا برتن الٹ جاتا ہے- میں نے تو ابھی اپنی جوانی ہی دیکھی نہیں تھی کہ وقت نے آگے بڑھنے کا اعلان کردیا- میرا خیال ہے مجھے اب کوئی اور کام کرنا چاہئے، میں اتنے زیادہ فضول کام کرتا ہوں کہ ان کا حاصل بہت کم ہے- پھر سوچتا ہوں کہ زندگی میں لاحاصلی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے، اس لئے جو کچھ کر رہا ہوں مجھے کولھو کے بیل کی طرح یہی کرنا ہے-

ہاں میں ایک بات بتانا بھول گیا ہوں- میرا گھر شہر کے مضافات میں واقع ہے، میرے باپ نے بینک سے قرض لے کر بنایا تھا اور بڑی تنگی ترشی کے بعد اس کی قسطیں اتاری تھیں- ہمارے گھر میں ایک چھوٹا سا ڈرائنگ روم بھی ہے جس میں ایک ٹی وی رکھا ہوا ہے- جب میری بہن اکلاپے سے بہت بیزار ہو جاتی ہے تو وہ ڈرائنگ روم میں آ کر ٹی وی دیکھنا شروع کر دیتی تھی- اس کی چند ایک سہلیاں بھی ہیں، میرا خیال ہے وہ بھی ٹیچرز ہیں- میں کل باورچی کھانے میں اپنی چائے بنا رہا تھا تو میں نے اس کی ایک سہیلی کو اسے ایک غلط مشورہ دیتے ہوا سنا----

''اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ زندگی صبر کے ساتھ تو نہیں گزر سکتی، زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہے''-

''زندگی تو ایک دھوکہ ہے اسے بہتر بنانے سے کیا فائدہ،،

''چلو چھوڑو اسے وہ حرامزادہ تھا، اسے مزا چکھاؤ،،۔

''مزہ تو میں خود چکھ رہی ہوں،،۔

''ٹھیک ہے یار، عورت ایک دفعہ مرد کے نیچے سے گزر جائے تو اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے، تم دوسری شادی کی کوشش کرو، میں بھی اسی کام میں لگ جاتی ہوں،،

''نہیں،، ۔

''تو پھر اس سے انتقام لو--،،

'انتقام کیا لوں، میں نے اسے چھوڑا ہے، میں دھوکے کی زندگی بسر نہیں کر سکتی تھی،،۔

''میرا میاں وکیل ہے، کوئی نہ کوئی مقدمہ تیار کر لے گا، تم سے فیس نہیں لے گا-،،

''نہیں یار، جو بیت گیا اسے واپس نہیں بلانا چاہئے،،۔

'تو پھر ایک آدھ بوائے فرینڈ بنالو، بہت سی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں، اکثر مرد عورت کے بارے میں بدھو ہوتے ہیں جب بھی موقعہ ملے انہیں ایکسپلائٹ کرنا چاہئے، ایک ناراض عورت کی طرح زندگی بسر نہیں کی جا سکتی،،۔

''میں کسی سے ناراض نہیں ہوں اگر ہوں تو اپنی قسمت سے۔قسمت کیا یہ تو حالات ہوتے ہیں جنہیں ہم قسمت کا نام دیتے ہیں،،

میں چائے بنا کر اپنے کمرے میں آ گیا اور سوچنے لگا کہ میری بہن کی سہیلی خطرناک عورت ہے۔میری بہن بھی تو ایک کہانی ہے، میں اس کو بھی اپنی سکرپٹ میں شامل کرلوں گا۔ میں نے صبح کچھ سین بنائے تھے انہیں ابھی مونیٹر پر دیکھنا ہے۔ امید ہے میں چند دنوں میں سارے مطلوبہ سین بھی لے لوں گا اور سکرپٹ کا مسودہ بھی تیار کرلوں گا۔ میں

نے نئی موٹر سائیکل بھی لینی ہے، سارا دن لکیں مار مار کے دماغ خراب ہو جاتا ہے- مجھے واقعی بہت سارے پیسے چاہئیے ہیں- جب سے ملک میں سیاست ختم ہوئی ہے اخبار بھی ڈانوا ڈول لگتا ہے- اگر یہ واقعی بند ہوا تو میں اپنا سٹوڈیو بنالوں گا- میں غربت سے نہیں ڈرتا یہ تو ہماری دائمی صورحال ہے-

اوہ مجھے ایک خیال آیا، مجھے وہاں جانا چاہئیے جہاں ناراض عورتوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے- میرا دفتر کا چپراسی بھی وہیں کہیں رہتا ہے- اس سے رابطہ کروں، مین اپنے شیڈول سے بھی پیچھے رہتا جارہا ہوں- مجھے ابھی اس بد بخت وکیل, چوہدری اللہ دتہ کے پاس جانا ہے جس کے پاس سنا ہے مطلقہ عورتوں کا خزانہ ہے- ہمارا معاشرے دیکھنے میں بظاہر کتنا ایک سا لگتا ہے مگر اندر سے ہر شخص ایک جزیرہ ہے صرف اندر جھانکنے کی ضرورت ہے- ہمارے دفتر میں دیبا نامی ڈیزائنر ہے وہ بھی تو ایک مشکوک قسم کی کہانی ہے- اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں- اب کیا مشہور ہونی ہیں جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا- وہ سیالکوٹ کی رہنے والی ہے- اس کا باپ اخبار کے مالک کا ڈرائیور تھا- اس نے رودھو کر دیبا کو پڑھایا، پھر نیشنل کالج سے اس نے گرافکس کا ڈپلومہ لیا- اس نے کئی مرتبہ اخبار کے مالک کی منت سماج کی کہ وہ دیبا کو اخبار میں نوکری دے دے لیکن وہ ہر مرتبہ ٹال دیتا- ایک دو مرتبہ اس نے دیبا کو انٹرویو کے بہانے بلایا- دیبا کی شکل تو معمولی تھی لیکن بدن ورلڈ ریسلنگ فیڈریشن کی پہلوان شینا کی طرح گھٹا ہوا تھا- اخبار کا ملک ایک ادھیڑ عمر کا جدی پشتی آڑھتی ہے- اس نے اقتدار سے منسلک رہنے کے لئے اُخبار نکالا ہوا ہے- بعض کہتے ہیں کہ وہ ہوس کا پتلا ہے، عورتوں کے بدنوں کا شکاری ہے- بڑا شاطر اور جہاندیدہ ہے، اسے معلوم ہے کہ شہرت اور پیسہ عورت کی کمزوری ہے اور وہ اس کمزوری سے پورا فائدہ اٹھاتا ہے- اس عمر میں بھی ویاگرہ کی ایک گولی روزانہ نگلتا ہے- میرا ایک دوست بتارہا تھا

کہ اصل میں ویاگرہ عورتوں نے ایجاد کرائی ہے کیونکہ عورتوں کو مطمئن کرنا بڑا مشکل ہے مرد تو جھٹ پٹ فارغ ہو جاتا ہے اور عورت بہت پیچھے رہ جاتی ہے- وہ چاہتی ہے کہ مرد ایک مشقتی کی طرح لگا رہے-- بھاڑ میں جائیں دونوں، یہ میرا مسئلہ نہیں ہے-لیکن میرا مسئلہ ہے کیا؟ اس بارے میں پھر کبھی سوچیں گے- مجھے معلوم ہے دیبا میرے ساتھ سونا چاہتی ہے، میں دیکھنے میں ٹھیک ٹھاک آدمی ہوں، سفید رنگ، ستواں ناک، دراز قد، قدرے لمبا چہرہ لمبے لمبے گھنگریالے بال- میں ہمیشہ بہت نفیس کپڑے پہنتا ہوں، یہ میرا شوق بچپن سے ہے-کوئی میری شکل وصورت سے نہیں جان سکتا کہ میں اخبارنویس ہوں کیونکہ ان لوگوں کے حلیے بڑے واہیات ہوتے ہیں-اخبارنویسی کی صنعت میں ہوا یہ ہے کہ جس کے پاس دولت آئی یا اسمبلی کا ممبر بنا اس نے اقتدار سے وابستہ ہونے کے لئے اخبار نکال لیا اور اپنے گاؤں کے تمام لڑکوں کو صحافی بنا دیا- یہ سب بلیک میلنگ کے ذریعے نوٹ اکٹھے کرنے کے چکر میں رہتے ہیں، صحافت خاک ہوگی-

میں کن باتوں میں کھو گیا ہوں، ان لوگوں کے درمیان رہ کر اچھی باتیں سوچنے کی کوشش کر رہا ہوں جو رحم سے خالی اور سفاکی سے بھرے ہوئے ہیں- مجھے تو اپنی نئی موٹر سائیکل کے لئے پیسے اکٹھے کرنے ہیں، بہن سے پیسے لیتے ہوئے شرم آتی ہے- میں فلم کے ایڈوانس پیسے خرچ کر چکا ہوں اور ابھی تک سارا کام چند مناظر پر رکا ہوا ہے-

۵

میرا دوست عبدل اوٹ پٹانگ قسم کی حرکتوں کا ماہر ہے- وہ پیہم کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے- لیکن جب سے اس کی بیوی ناہید اسے چھوڑ کر گئی ہے وہ کچھا کھڑا اکھڑا سا رہتا ہے- میں اس کی مدد تو نہیں کر سکتا تاہم اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں' جب میری ضرورت پڑتی ہے میں حرکت میں آ جاتا ہوں- اس کا دن کا بیشتر حصہ بینک میں گزر جاتا ہے- وہ سٹاک کا کام بھی کرتا ہے- ،لوگوں کو بینک سے قرضے دینے اورانہیں آسان بنانے میں ان کی مدد کرتا ہے اوراپنا معاوضہ لے لیتا ہے- وہ اتنا ان پڑھ نہیں ہے- دنیا کے معاملات کے بارے میں ایک سوچ رکھتا ہے- وہ صرف اپنی بیوی ناہید کے بارے میں جذباتی ہے باقی تمام معاملات میں ایک قصاب ہے اورصرف اپنے فائدے کے لئے کام کرتا ہے- ایک دن اپنے فلیٹ میں بیٹھے ہوئے کہنے لگا--

''پیر بادشاہ،تم کیوں برہمچاری بن کر بیٹھے ہوئے ، زندگی تو ایک دِین ہے اسے خوشی سے بسر کرو، وقت بہت تیزی سے گزرتا ہے ، اپنی جنسی قوت کو پوری قوت سے استعمال کرو، یہ اللہ کی نعمت ہے جو مرد کو مرد بناتی ہے- عمر ڈھل گئی تو پچھتاوا شروع ہوتا ہے جو بہت تکلیف دہ ہے- اپنے حالات بہتر کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارو، تمہارا اخبار رینگ رینگ کر چل رہا ہے،تم چھوٹے چھوٹے اخباروں کے دفتروں کے

چکر لگاتے ہو، کبھی کالم لکھتے ہو، کبھی فوٹوگرافی کرتے ہو- یہ تو کوئی زندگی نہیں ہے-

''بس یار کچھ گزر گئی اور باقی بھی یوں ہی گزر جائے گی، نہ جانے لوگ کیوں بے صبر ہوکر زندگی بسر کرتے ہیں، سب لوگ سب کچھ چاہتے ہیں- اس لئے وہ اپنی خواہشوں کے غلام ہیں، وہ اس غلامی میں خوش رہتے ہیں- میری صرف اتنی خواہش ہے کہ میں اتنا کام کروں جس سے میں زندہ رہ سکوں-''

''کیا بات کرتے ہو، تم اپنی انا کے غلام ہو-تم نے تو زندگی کو ایک سزا بنالیا ہے-تمہاری قناعت میں ایک افسردگی ہے، تمہارا ایک قدم زندگی کے اندر ہے اور ایک باہر، تم اپنے آپ سے بچھڑے ہوئے ہو، کوئی بڑا کام کرو' میں نے تمہارے لئے ایک منصوبہ تیار کیا ہے-''

''چھوڑ یار تمہارے تمام منصوبے جنسی پرورش پر مبنی ہوتے ہیں''-

عبدل نے کچھ دیر کے لئے مجھے سنجیدگی سے دیکھا پھر بے اختیار ہنسنے لگا ہے-

''میں شیطان نہیں ہوں، میں شیطان کے اندر ایک اور شیطان ہوں جس کا اس شیطان کو علم نہیں ہے- وہ شیطان بدی کی طرف راغب کرتا ہے، میں وہ شیطان ہوں جو نیکی اور بدی کا فرق ختم کر دیتا ہے- اس فرق کے ختم ہوتے ہی ہر ایک چیز کی اجازت ہوتی ہے-''

عبدل تم فلسفی ہوتے جا رہے ہو-''

''عبدل پھر ہنسا'' میں نے آخری کتاب آج سے بیس سال پہلے پڑھی تھی- میں اب صرف انسانوں کو پڑھتا ہوں، ہر روز نئی باتیں سامنے آتی ہیں-- جب مجھ پر جنس کا بھوت اتر جاتا ہے تو پھر مجھے بہت صاف نظر آنے لگتا ہے- پیر باشاہ ایک بات ہے، مجھے یوں لگتا ہے کہ میری خواہش صرف جسمانی ہیجان نہیں اس سے زیادہ کچھ اور

زیادہ چیز ہے، یہ لذت سے آگے کوئی اور مقام ہے جہاں میں پہنچنا چاہتا ہوں-،،

میں عبدل کی طرف ہکا بکا ہو کر دیکھ رہا ہوں کہ وہ بظاہر تو ایک عام سا دنیا دار آدمی ہے لیکن اس کے اندر کوئی ویژن ہے جس سے وہ آشنا نہیں ہے، جسے وہ جسمانی لذت کہتا ہے وہ لذت نہیں ہے- اگر یہ چند لمحوں کی لذت ہے تو پھر بار بار اسے حاصل کرنے کی کوشش کیوں جاتی ہے جب یہ عارضی ہے تو پھر یہ اعصاب کو معطل کیوں کر دیتی ہے؟ شاید دوامی لذت کے لئے عبدل بار بار عورتیں بدلتا ہے-

''عبدل تم ہر عورت کو زیر کر کے ناہید کی بے وفائی کا انتقام لینا چاہتے ہو-،،

عبدل میرے اس سوال پر کچھ ہچکچایا--

''-تم مجھے نہیں سمجھ سکو گے- اس نے میرا گھر برباد کیا، میرا سکون لوٹ لیا، میری بنیادوں کو ہلا دیا، مجھے مقدمے بازی پر مجبور کیا--،،

''ایسی عورت کے لئے پھر رونا دھونا کیسا؟ اگر صرف تم جسمانی لذت چاہتے ہو تو تمہیں کرائے کی عورتیں آسانی سے مل جاتی ہیں-،،

''پیر بادشاہ یہ کیا فضول سی اصطلاح تم نے استعمال کی ہے- عورت بھی کوئی مکان ہے جسے کرائے پر لیا جاتا ہے-،،

''تم خود ہی کہا کرتے ہو کہ آجکل کی پڑھی لکھی ضرورتمند عورتوں نے اینویسٹرز رکھے ہوئے ہیں، جیسے عورتیں بھی کوئی انڈسٹری ہیں- خیر تمہاری الٹی سیدھی باتوں کو معاف کیا- یار ایک بات ہے عبدل اگر پیشہ ور عورت تم سے کرایہ نہ لے تو پھر وہ تمہیں قریب بھی نہ آنے دے- ایک مغربی مصنف لکھتی ہے کہ پیشہ ور عورتیں ایک رات کا کرایہ لیتی ہیں جبکہ شادی شدہ عورتیں اپنے بدن کا طویل عرصے تک کرایہ لیتی ہیں-،،

''پیر بادشاہ تمہارا دماغ چل گیا ہے، کسی اور سے ایسی بات کی تو تمہارا قتلمہ بنا دے گا-بس کرواب پینا،، یہ کہہ کر عبدل نے میز پر سے بوتل اٹھا کر الماری میں رکھ دی-لیکن مجھ سے نہ رہا گیا--

''عبدل تم دوہری شخصیت کے مالک ہو-کبھی عورتوں کے بے حرمتی پر تلے ہو اور کبھی ان کے بارے میں نرم دل ہو جاتے ہو--،،

''عورت خواہش اور ہوس کی پتلی ہے اسے انسان بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یار آجکل زندگی بڑی ڈل ہوگئی ہے-اچھی عورتیں ملتی نہیں ہیں، جو ملتی ہیں وہ بہت زیادہ کاروباری اور بہت زیادہ استعمال شدہ،،-

''اب میرے ڈان جان کا کیا پلان ہے؟،،-

''یار آجکل جس کے پاس چار پیسے ہیں وہ دوبئ جانے کا پروگرام بناتا ہے-،،

''اس نخلستان میں جا کر کیا کرو گے-وہاں کی عورتیں سخت پردہ کرتی ہیں' تمہاری مت ماری گئی ہے،،-

''یار تم بھی بھولے بادشاہ ہو-دنیا بھر کی طوائفیں وہاں ڈیرے ڈال لئے ہیں خاص طور پر روس سے بڑی زبردست قسم کی آئی ہیں--''

''عبدل تمہاری باتیں عورت اور دولت کے گرد گھومتی ہیں' اس کے علاوہ تمہیں کچھ اور نہیں سوجھتا؟ چلو آج ملکی حالات پر بات کرتے ہیں، مذہب پر بات کرتے ہیں تاکہ تمہارے دماغ سے جنس کا زنگ اترے-،،

''نہ نہ پیر بادشاہ--ہم رعایا ہیں، حکمرانوں اور سیاست دانوں کا کام ان موضوعات پر سوچنا ہے-رہا مسئلہ مذہب کا، ہم دونوں مسلمان ہیں-میں جمعہ کی نماز

پڑھتا ہوں ،عید کی نماز پڑھتا ہوں ،روزے رکھتا ہوں اور کیا کروں؟،، ۔

''اور جن خرافات میں لگے رہتے ہو؟،،

''میں ان کی اللہ سے معافی مانگ لیتا ہوں- انسان ہوں اس لئے بدی کی طرف راغب ہوں- سوچنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن سوچنے کو جی نہیں چاہتا- سوچ آدمی کو کمزور کر دیتی ہے''۔

''آدمی تو وہ ہے جو اپنی خواہش پر قابو پا سکے''-

''میں اس دنیا میں جینے آیا ہوں چلا کاٹنے نہیں،،-

''اس کا تو مجھے علم نہیں لیکن تم بے قابو آدمی ہو''-

،،ہاں ہاں میں بے قابو آدمی ہوں کیونکہ اس نے میری بیوی کو قابو کیا ہوا ہے' میں اسے نہیں چھوڑوں گا میں نے باؤ شیدے سے بات کر لی ہے' صرف میرے کہنے کی دیر ہے' میں صرف انتظار میں ہوں، اس کے عاشق نے اب اپنے گھر پر دو سکیورٹی گارڈ رکھ لئے ہیں'' عبدل ابھی کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ میں بغیر سوچے سمجھے اس پر برس پڑا ہوں---

''احمق کہیں کے' تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو وہ ایک صنعت کار ہے' پھانسی چڑھنا چاہتے ہو وہ بھی ایک گشتی کے لئے ؟ عقل سے کام لو' میری بات مانو، حق زنا شوئی کا مقدمہ واپس لو،

جو عورت تمہارے ساتھ بسنا نہیں چاہتی اس کا پیچھا کرنا حماقت ہے --تمہارے پاس عورتوں کی کمی نہیں ہے--''

عبدل نے روہنکا ہو کر کہا'' تم ایک سنگدل ہو تم نے کسی عورت سے محبت نہیں کی'' یہ کہہ کر وہ سسکیوں کے ساتھ رونے لگا- مجھے عبدل ایک چھوٹا سا بچہ لگا جو اپنی خواہش کے ہاتھوں بے بس تھا- میں نے اسے قالین سے اٹھایا اور صوفے پر لے آیا- کچھ دیر کے لئے

کمرے میں خاموشی چھا گئی' عبدل کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

''پیر بادشاہ تم نے کبھی محبت کی ہے؟''۔

'نہیں''۔

'اچھا کیا، یہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے جو آدمی اپنے آپ کو دیتا ہے- میں نے دو مرتبہ یہ دھوکہ کھایا ہے، ایک دھوکے کا تمہیں علم ہے اور دوسرے کے بارے میں میں نے تمہیں کبھی نہیں بتایا- یہ میری شکست کی کہانی ہے جسے میں پنے اندر رکھنا چاہتا تھا لیکن یہ اب یہ خود بخود باہر نکل رہی ہے-''

'نکلنے دو، مجھے تم ایک صوفی لگتے ہو، تم عورت کے بدن میں نہیں اس کے تصور میں جذب ہو گئے ہو اور تمہاری جنسی خواہش وہ جنون ہے جو تمہیں اپنے ہدف کی لے جاتا ہے-تم عورت سے جسمانی عمل کے ذریعے اپنے آپ کو فنا کرنا چاہتے ہو، یہ خودکشی ہے، یہ اپنا زوال ہے- یہ چند لمحوں کی لذت نہیں ہے، یہ سارے وجود کو ہلا دیتا ہے عورت خوش بھی ہوتی ہے اور افسردہ بھی -خوشی جسمانی لذت ہے اور افسردگی اس بات کی کہ وہ اپنا کنوار پن کھو چکی ہے اور اب اس کی قدو قیمت ختم ہو جائے گی-''

میری یہ تقریر سن کر عبدل غیر متوقع طور پر ہنسنے لگا ہے-

''پیارے شاہ جی، اتنا پرانا ساتھ ہے اور تم ابھی تک مجھے نہیں سمجھے ہو''

''بے وقوف کوئی کسی کو نہیں سمجھ سکتا''-

''ہو سکتا ایسا ہی ہو- میرے سر میں درد ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں درندہ نہیں ہوں اور نہ ہی انسان ہوں اگر چہ دونوں کی خصلتوں میں زیادہ فرق نہیں ہے، وہ تم ادیب لوگ کیا کہا کرتے ہو انسان کے اندر جو animal instinct ہے اس کو رام کرنے کے لئے سارے مذہب اور فلسفی ایک مدت سے لگے

ہوئے ہیں یہ جنگیں، یہ انفرادی اور اجتماعی ریپ، ایک دوسرے سے چھیننے کی خواہش-- یہ سب کیا ہے میرا خیال ہے ہمیں انسان بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے- میں نے ایک عورت کے ساتھ انسان بننے کی کوشش کی تھی لیکن عتیقہ نے مجھے یہی بتایا کہ حیوان ہونے میں سہولت ہے، اس میں ضمیر کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا-،،

''عبدل تم نے اب ماسی عتیقہ کہاں سے برآمد کر لی ہے،،-

''میرے پاس بہت سی ماسیاں ہیں جن کا ازار بند پیسے کے ساتھ بندھا ہوا ہے-،،

''یار تمہارے نزدیک اس دنیا میں کوئی ایسی عورت ہے جو شریف ہو؟،،

''میں یقین سے نہیں کہہ سکتا- ، بہادر باہر نکل آتی ہیں اور دوسریاں خیالوں اور خوابوں میں سب کچھ کرتی ہیں- میں بہت سی شادی شدہ شریف عورتوں کو جانتا ہوں جو جنسی طور پر اپنے خاوندوں سے غیر مطمئن ہیں اس لئے مجبوراً وہ اور طرف رجوع کرتی ہیں- ہر مذہب نے اس ٹیڑھی کمان کو سیدھا کرنے کے لئے احکام جاری کئے ہیں- عورت کو جنس سے الگ نہیں کیا جا سکتا،،-

''ایگریڈ،،

''میں تھوڑی سی اور وہسکی پی سکتا ہوں؟،،

''اگر تم اپنے آپ کو سنبھال سکو-،،

''یہ اس وقت ضروری ہے کہ میں تمہیں ایک دردناک کہانی سنانے والا ہوں اور جس کو بیان کرنے کے لئے مجھے سہارے کی ضرورت ہے- پیر بادشاہ وہ ایک عجیب عورت تھی- مجھے وہ عورتیں پسند ہیں جن کا چہرہ لمبائی کی طرف ہو کیونکہ وہ جنسی اعتبار سے بڑی شدید ہوتی ہیں- اس کی شکل وصورت ٹھیک تھی، گندمی رنگ، جسم کی متوسط گولائیاں لیکن

اس کی نگاہیں برمے کی طرح چھید کرنے والی تھیں۔ اسے گھور کر دیکھوتو وہ ایک دم لاتعلقی کا تاثر دیتیں۔ پیر بادشاہ وہ سوشل ویلفیر کے محکمے میں کام کرتی تھی عمر تیس بتیس برس تھی، اس کی ایک بچی تھی ،اس نے اپنے خاوند کو بھگا دیا تھا،،۔

''عبدل بھگانے کا کیا مطلب؟،،

''پیر بادشاہ اس نے ایک دو برس پہلے اپنے خاوند سے خلع لے لیا تھا۔ اس کی ایک بچی بھی تھی۔ پیر بادشاہ یہ میرا ایک نارمل عورت سے پہلا شریفانہ رابطہ تھا۔،،

''عبدل میرے ساتھ جھوٹ مت بولو، وہ جو جن پر تم سواریاں کر چکے ہو؟،،

'' پیر بادشاہ کیسے لچر لفظ استعمال کرتے ہو۔ وہ عورتیں تو جسم کی ضرورت پورا کرتی ہیں، اس کا تعلق ہارمونز سے ہے اس میں محبت یا جذباتی لگاؤ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔ یار اگر ایک مرتبہ تم بھی کسی عورت کے ساتھ لیٹ جاؤ پھر تم سے پوچھوں گا ،تم ہمیشہ تھیوریوں کی بات ہی کرتے ہو۔،،عبدل نے مجھے اس طرح جھاڑ پلائی ہے کہ میں کوئی جواب نہیں دے سکا۔ تاہم میں نے کھسیانہ ہو کر کہا

''زندگی اور کائنات عورت سے باہر بھی ہے، پیارے۔ ،،

''زندگی عورت کے اندر سے نکلتی ہے، خیر اس جھک جھک کو چھوڑو، میں یہ کہہ رہا تھا کہ کسی عورت سے مرد کا پہلا جذباتی رشتہ ساری عمر اس کا تعاقب کرتا ہے۔ مجھے پہلی عورت نے فریب دیا، مجھے دوسری عورت نے فریب دیا۔ دوسرے فریب کی کہانی تو تم جانتے ہی ہو۔ میرا کیا قصور تھا، میرے جذبات یں صداقت تھی، نیک نیتی تھی، اگر میں بقول تمہارے خیال میں بگڑ گیا ہوں تو میں اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا ہوں۔،،

''آج عبدل تمہیں کیا ہو گیا ہے بڑی گہری باتیں کر رہے ہو اور وہ بھی نشے میں۔۔،،

''پیر بادشاہ میں یہ کہانی اس لئے تمہیں سنانا چاہتا ہوں تا کہ میری طرف سے تمہارا دل صاف ہو جائے کہ میں کوئی لچر قسم کا آدمی نہیں ہوں-''

''شٹ اپ، اتنی لمبی دوستی کے بعد بھی اس کی ضرورت ہے؟''

''شاید تم اس کے بعد مجھے زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکو- سنو اور اس کے انجام تک پہنچو، وہ عورتیں جو بن سنور کر ولائیتی پروفیوم لگا کر بہت سوفسٹکیڈ لگتی ہیں ان کے اندر کیا ہوتا ہے، دے آر ڈرٹی''

''یار تم ورکنگ کلاس کی عورتوں کی بات کر رہے ہو''

''پیارے پیر بادشاہ ہر عورت ورکنگ ہوتی ہے- جھاڑو دینے والی ہو یا کسی انڈسٹریلسٹ کی بیوی ان دونوں کی ایک خصلت ہوگی، دیکھنے میں وہ تم کو بالکل مختلف لگیں گی، ہر عورت بنیادی طور پر میسنی ہوتی ہے اور دل کا بھید نہیں دیتی، یار آج فلسفہ بولنے کو جی چاہ رہا ہے-''

''fuck your فلسفہ اصل بات کی طرف آؤ، اس میں ایک اچھی کہانی موجود ہے جو کسی وقت بھی کام آ سکتی ہے''-

'پیر بادشاہ، وہ ہمارے بینک کی کلائنٹ تھی، مہینے میں تین مرتبہ آتی، اس کی تنخواہ بھی ہمارے بینک میں جمع ہوتی تھی- اس نے دو تین مرتبہ میری طرف اس طرح دیکھا اور میں ان نگاہوں کا مطلب سمجھ گیا- پھر کیا تھا جب بھی اسے چیک کیش کرانا ہوتا وہ سیدھی میری میز پر آتی، بس پھر کام چل نکلا- اسے اکثر پیسوں کی ضرورت ہوتی اگر اس کے اکاونٹ میں نہ بھی ہوتے میں اسے کیش میں دے دیتا جو وہ اگلے مہینے پورے کر دیتی- وہ اس مراعت کا کبھی ذکر تک نہ کرتی- چھ ماہ اسی طرح گزر گئے لیکن جذباتی سطح پر کسی قسم کی پیش رفت نہ ہوئی، اور میرے اندر جھلاہٹ پیدا ہونے لگی- یہ میرا پہلا تجربہ تھا اور مجھے

یوں لگا کہ سب عورتیں اسی طرح کرتی ہیں اور مردوں سے ملنے میں یا ان سے بے تکلف ہونے میں اسی طرح ہچکچاتی ہیں میں نے ایک دو مرتبہ اسے باہر چلنے کے لئے کہا لیکن وہ طریقے سے ٹال گئی- میں نے پھر یہی جانا کہ مذہبی قسم کی عورت ہے اس سے بات بڑھانا ممکن نہیں ہے- اس کے ہاتھ میں ہر وقت الیکٹرونک کی تسبیح ہوتی، وہ زیر لب کچھ پڑھتی رہتی -ایک دن وہ آئی اس کے چہرے پر پریشانی اڈری ہوئی تھی- اس نے کوئی چیک کیش نہیں کرانا تھا-- ادھر ادھر کی باتیں- میں نے اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھا لیکن اس کے آنکھوں میں کوئی جواب نہیں تھا، مین نے پل بھر کے لئے سوچا کہ کہیں یہ عورت مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہی- پھر ایک دم بولی--

''آپ دیوانی عدالت میں کسی کو جانتے ہیں؟،،

''مسئلہ کیا ہے کوئی نہ کوئی واقف نکل آئے گا- ایک سول جج میرا دوست ہے- ضرورت پڑی تو اس سے بات کرلیں گے-،، اسے میری بات سے کچھ حوصلہ ہوا-

''باہر چلتے ہیں،، اس نے غیر متوقع طور پر کہا

میں اس کی چھوٹی سی گاڑی میں اگلی سیٹ پر بیٹھا تھا اور وہ بڑے نروس طریقے سے کار چلا رہی تھی، کبھی دائیں دیکھتی، کبھی بائیں اور کبھی بیک مرر سے،، موسم اتنا گرم نہیں تھا اس کے چہرے پر پسینہ تھا، وہ مرکزی شاہراہ چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی گلیوں سے گزر رہی تھی-

''بھئی یہاں کہاں کے ایف سی ہے، سیدھے راستے پر گاڑی لائیں،،

''نہیں وہاں ہمیں کوئی دیکھ لے گا، ان چھوٹی سڑکوں پر ہی ٹھیک ہے،، اس نے کے ایف سی کے باہر درخت کے نیچے گاڑی روک لی، میں نے اسے اندر چلنے کے لئے کہا لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا-

''اندر کوئی دیکھ لے گا، آپ کو پتہ ہی ہمارا معاشراہ کیسا ہے، چوری چھپے سب کچھ

ہوتا ہے-،،

میں اندر گیا اور دو بڑی بڑی آس کریمیں لے آیا-

''اوہ اتنی زیادہ آئس کریم کھائے گا کون میرا وزن تو پہلے ہی بڑھتا جا رہا ہے،، یہ کہہ کر اس نے اپنے وجود پر بھرپور نظر ڈالی اس کی فکر میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی-

'آپ اتنی گبھرائی ہوئی کیوں ہیں؟،،

''آپ کو کیا معلوم، آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟،،

''آپ نے کبھی بتایا ہی نہیں،،-

''میرا خیال تھا کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے-،،

-''ہاں میں ہ پوچھنا بھول گیا کہ دیوانی میں آپ کا کیا مسئلہ ہے؟،،

''اس نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے ہونٹ کانپنے لگے اور اس کی تسبیح ٹک ٹک کر کے چلنے لگی- اس کے بعد اس نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر خود ہی کہنے لگی-''میری نگرانی کی جاتی ہے کہ میں کہاں جاتی ہوں،، ے اور دونوں یات منہ پر پھیر کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس لیا- اس کے لبوں پر پسینے کی مہین سی لکیر تھی• اس نے میری طرف گبھرائی ہوئی نظروں سے دیکھا جیسے وہ میراا اعتماد چاہتی تھی-

''آپ مجھ پر اعتماد کریں آپ کی ہر بات میرے سینے میں دفن رہے گی- مجھے احساس ہے کہ آپ مشکل میں ہیں، میں آپ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں، اس لئے کہ میں آپ لو پسند کرتا ہوں-،،

میں نے بظاہر یہ باتیں اس کا دل رکھنے کے لئے کئیں لیکن میرے دل میں کہیں اس کا قرب حاصل کرنا کا جنون تھا، میں اس عورت کو محسوس کرنا چاہتا تھا• وہ مجھ سے پانچ چھ برس عمر میں بڑی تھی-- میں پیر بادشاہ نوجوان تھا اور بالکل raw تھا- میں عورتوں کے

چلتر سے ابھی آشنا نہیں تھا- میں نے یہ اندازہ تو لگالیا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اور خاوند سے اس کی ان بن ہے- اس کا بدن اتنا ہموار تھا کہ اس کے شادی شدہ ہونے کا شائبہ نہیں پڑتا تھا-

''آپ کو پتہ ہے کہ میں کون ہوں؟،، اس نے اپنی بات پھر دوہرائی، شاید وہ میرے زبان سے بارے میں کچھ جاننا چاہتی تھی کہ میں اس کے بارے میں کس حد تک واقف ہوں-

''مجھے احساس ہے کہ آپ کسی گھریلو مشکل سے دوچار ہیں، آپ ایک حد تک مالی تنگی سے بھی گزر رہی ہیں، اسی لئے آپ نے ملازمت کی ہے-،، میں نے یہ گول مٹول اور عام سی باتیں کئیں- اس کی تسبیح کی ٹک ٹک بند ہوگئی-

''میں تو اللہ کے سہارے جی رہی ہوں- آپ ہیں تو نوجوان لیکن بہت ذہین ہیہں- میری زندگی بھی تو ایک کہانی ہے جسے بیان نہ کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ اس میں بے وفائی اور ایک دوسرے کو دھوکہ دہنے کی بہت سی کہانیاں ہیں،،-

''آپ کہاں رہتی ہیں-،،

''میں اپنے آپ میں رہتی ہوں، میرے گھر کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کرنا، میری اور میرے ہر ملاقاتی کی نگرانی کا جاتی ہے-،،

''آپ گھر میں اکیلی رہتی ہیں،،-

اس نے تنک کر میری طرف دیکھا-

''میری پانچ سالہ بچی اور میری والدہ،،-

اس نے پھر تسبیح کو رواں کیا اور اس کی مسلسل ٹک ٹک مجھے پریشان کرنے لگی-؟

''اور آپ کے شوہر؟-

''میں نے تین برس پہلے اس سے خلع لے لیا تھا۔''

میں بات آگے چلانا چاہتا تھا لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ بڑی موڈی قسم کی عورت تھی۔ پل میں کچھ اور پل میں کچھ۔ میں ابھی اس سے وجہ پوچھنے والا تھا کہ وہ خود ہی بولی،،۔

''آپ کو میری باتوں پر حیران نہیں ہونا چاہیئے میں جس تنگی سے دن رت بسر کر رہی ہوں مجھے ہی علم ہے۔ میرے پاس بھی ایک لمبی چوڑی ٹائیٹو اکار تھی اب اس ٹوٹی سی کار میں پھرتی ہوں۔ میں ڈیفینس میں رہتی تھی، اب سمن آباد کے ایک چھوٹے سے گھر میں پناہ گزین ہوں۔ آپ کبھی کبھار میری مدد کرتے ہیں، اس سے میری گزراوقات ہو جاتی ہے وگرنہ تنخواہ میں کیا رکھا ہے۔ میں نے یہ نوکری بھی مجبوری کے تحت کی ہے۔ میرے والد کا قالینوں کی ایکسپورٹ کا بہت بڑا کاروبار تھا، ہمیں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ میرے والد بڑے رحمدل تھا لیکن والدہ اتنی ہی سخت ہیں۔،، وہ بلا تکان بولتی جا رہی تھی۔ اس سے پہلے اس نے اتنے تسلسل کے ساتھ اتنی زیادہ باتیں نہیں کی تھیں۔ میں اس کی بات سن کر مرعوب ہو چکا تھا۔

''اس میں حیران ہونے کی بات نہیں ہے کہ میں نے خلع کیوں لیا۔ میرا خاوند میرا ماموں زاد بھائی ہے جس کے ساتھ میری شادی ماں نے میری مرضی کے خلاف کی تھی۔ میرا ماموں مالی طور پر کمزور تھا چنانچہ میرے ابا نے میرے مجوزہ خاوند کو اپنے کام میں شامل کرلیا کیونکہ میں ہی ابا کی واحد اولاد ہوں۔ چھ سات سالوں بعد میری ماں کے بیحد اصرار پر میرے والد نے میرے کدو نما کزن ممتاز سے میری مرضی کے خلاف شادی کر دی۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ فرسٹ کزن کے ساتھ شادی میں کوئی تھرل نہیں ہوتا۔ یوں لگتا ہے اپنے بھائی سے ہی شادی کر رہے ہیں۔ نہ جانے لوگوں کا دماغ کیوں خراب ہے۔ وہ میٹرک پاس تھا

میں نے سوشالیجی میں ماسٹرز کیا ہوا تھا - شادی کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ لالچی قسم کا شخص تھا اور کاروبار میں میرے ابا کو کارنرر ہا تھا - نہ جانے اس نے کیا چالاکی کہ وہ ہماری کمپنی میں بطور پارٹنر شامل ہو گیا - مجھے وہ پسند نہیں تھا، اس کی رگ رگ میں بدتمیزی اور بیڈ مینرز تھے - چنانچہ میں زیادہ وقت والدین کی کوٹھی میں بسر کرتی جہاں مجھے ہر طرح کی سہولت حاصل تھی - میرے والدین میری وجہ سے پریشان رہنے لگے تھے - میں گھر میں سارا دن بور ہوتی رہتی - اس دوران میری بچی پیدا ہوئی جس پر میرے خاوند اور اس کے گھر والوں نے بہت برا منایا کیونکہ وہ لڑکا چاہتے تھے - میری بچی کو دیکھنے کے لئے بھی کوئی نہیں آیا - عبدل تم مرد ہو اور تمہیں پتہ ہی ہوگا کہ لڑکا اور لڑکی مرد بناتا ہے، اس میں عورت کا کیا قصور ہے -،،

''پیر بادشاہ اس نے پہلی مرتبہ واشگاف طریقے سے بات کی، مجھے کچھ اچنبھا بھی ہوا کہ وہ بظاہر تو بڑی قدامت پسند لگتی ہے لیکن اس نے جنسی معاملات میں باب کھولا ہے -،،

''آپ ٹھیک کہتی ہیں لیکن --،،

''لیکن کیا --،، اس نے بے رخی سے کہا ایک رات کسی نامعلوم آدمی نے میرے والد کو دفتر میں بیٹھے ہوئے پیچھے سے گولی مار کر ہلاک کر دیا - بہت تفتیش ہوئی لیکن قاتل کا سراغ نہ ملا - میرے ایک چچا کو میرے خاوند پر شک تھا کہ وہ ساری کمپنی کا مالک بننا چاہتا تھا - دو تین مہینوں کے بعد ایسی شہادت ملی جس سے ثابت ہو گیا کہ میرے والد کے قتل میں میرا خاوند شامل تھا - ادھر مقدمات شروع ہو چکے تھے - نقص امن کی وجہ سے ہماری کوٹھی سر بہ مہر کر دی گئی تھی، کمپنی کے اثاثے منجمد کر دیئے گئے تھے جس کی وجہ سے آج میں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہوں --،، وہ یہ باتیں کار میں بیٹھی سٹیئرنگ پر سر رکھ کر کر رہی تھی

بیحد رحم آیا، میں نے ان کا سر تھپتھپایا، اس نے مزاحمت نہ کی- میں نے سوچا کہ بات بنتی ہوئی دکھا دے رہی تھی-

''پیر بادشاہ، اس طرح دو برس بیت گئے، ہم چوری چھپے ملتے، یہ ملاقاتیں اس کی کار میں ہوتیں- شام کے اندھیرے میں یا کسی باغ میں یا کسی ہوٹل کے آس پاس درختوں کے جھنڈ میں- اگر میں جذبات سے مغلوب ہو کر اسے چھوتا تو میرے ہاتھ کو جھٹک دیتی لیکن منہ سے کچھ نہ کہتی- میں نے عورت کے بارے میں جو کچھ سنا اور پڑھا ہوا تھا سب غلط ثابت ہو رہا تھا- میں نے دو تین برس اس کی خدمت کی- وہ جو بات بات منہ سے نکالتی میں اسے فوراً پورا کرتا- اس کے چھوٹے چھوٹے کام بھی نپٹاتا اس لئے کہ وہ بے سہارا تھی اور بہت سے ایسے کام ہوتے ہیں جو صرف مرد ہی کر سکتے ہیں- اس کا ٹیلیفون اکثر خراب ہوتا میں اسے بتائے بغیر اس کے بل کی ادائیگی کر کے اسے پھر چالو کرا دیتا-

پیر بادشاہ ایک بات سمجھ میں نہیں آئی تھی کبھی وہ بالکل مذہبی بن جاتی اور کبھی اس کی تسبیح غائب ہو جاتی- وہ عورت ہونے کے باوجود جسمانی لذت سے انکار کرتی رہی، میرے چھونے پر کنواری لڑکی کی طرح تڑپ اٹھتی حالانکہ اس کی سات سال شادی رہی اور ایک بچی کی ماں تھی- ایک سہ پہر میں بہت زیادہ جذباتی تھا اور اس کے جسمانی قرب کے لئے بیتاب تھا اور اس کی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، باتیں کرتے ہوئے میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا جو اس نے بہت طریقے سے چھڑا لیا- میں اندر سے برافروختہ ہو گیا-

''میں نے اپنے اندر بدن کی ہر خواہش ختم کر دی ہے- آپ مجھے کچھ پیسے دے سکتے ہیں بڑی مشکل میں ہوں-،،

میری جیب میں ایک ہزار روپیہ کا نوٹ تھا جو میں نے اسے دے دیا-

''پیر بادشاہ مجھ پر ایک جنونی کیفیت طاری تھی وہ پہلی عورت تھی جس سے میں

نے محبت کی تھی وہ شادی شدہ تھی ، وہ ایک استعمال شدہ عورت تھی ایک عجیب طرح کی fascination مجھے اس حقائق سمجھنے سے دور رکھ رہی تھی - ایک دن کہنے لگی --

''عبدل ساری مصیبتیں میرے لئے ہیں - میرا تبادلہ سرگودھا ہو گیا ہے میں نے رکوانے کی پوری کوشش کی ہے لیکن جائنٹ ڈائریکٹر میرے پیچھے لگا ہوا ہے - ،،

''کیا کہتا ہے؟ ،،

جب کسی عورت کا مرد نہ ہو تو اس کے پیچھے سب لگ جاتے ہیں کوئی ہمدرد بن کر کبھی دوسری طرح - میں نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے مجھے harass کیا تو میں اس کی بیوی کو اطلاع دے دوں گی - وہ ڈر گیا ہے لیکن تبادلے پر اصرار کر رہا ہے -- کچھ کرو، میں یہاں سے کیسے جا سکتی ہوں، اکیلی عورت ہوں، بچی سکول میں پڑھتی، خدا کا واسطہ ہے کچھ کرو ،، اس نے بڑی مسکینی سے میری طرف دیکھا -

''اچھا کوشش کرتے ہیں ،، -

یہ آج سے دس س پندرہ برس پہلے کی بات ہے - بینک میں اس وقت میری پوزیشن خاص نہیں تھی - مجھے ایک دم یاد آیا کہ میرا ایک پرانا کلاس فیلو شبیر احمد ڈائریکٹر کا پی اے ہے اس سے بات کرتے ہیں - اس کی عادتیں شروع ہی سے بگڑی ہوئی تھیں - پانچ ہزار روپے پر سودا ہوا اور ایک ہفتے میں اس کا سرگودھے تبادلہ منسوخ ہو گیا - میں نے اسے خود کینسلیشن آڈر دیا - اس نے سرسری طور پر اس طرح سے آڈر وصول کیا جیسے کوئی معمول کی بات تھی - اس نے شکریہ تک بھی نہ ادا کیا - مجھے حیرت ہوئی کہ یہ رویہ ناشائستہ تھا - میں سمجھ گیا تھا کہ وہ مجھ سے مل کر نسائی قرب کی قیمت وصول کر رہی تھی - مجھے یہ بات اچھی نہ لگی - پیر بادشاہ وہ عجیب وغریب عورت تھی - اس کے رویے میں نسائیت نہیں تھی - مجھے کبھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ میری دوستی کسی عورت سے تھی - میں اسے موقعہ بہ موقعہ بہت سے

تحفے تحائف دیتا جو وہ کسی ہچکچاہٹ کے شکریے کے بغیر وصول کر لیتی - یکا یک اس کے رویے میں اک اور تبدیلی آئی، جب میں اس سے ملاقات کے لئے کہتا وہ ٹال دیتی، کبھی دفتر کے کام کی مصروفیت کبھی رشتہ داروں کی آمد - میں اصرار کرتا رہا اور وہ ٹالتی رہی - اس طرح کئی مہینے گزر گئے - جب میں ٹیلیفون کرتا تو یوں بات کرتی جیسے کسی ماتحت سے بات کر رہی ہو یا یہ پھر مہمانوں کی موجودگی کا عذر کرتی - میں نے اس کے لئے بہت کچھ کیا جن کا ذکر کرتے ہوئے بھی مجھے چھوٹا پن لگتا ہے - میں سمجھ گیا تھا کہ وہ مجھ سے چھٹکارا چاہتی تھی،، یار اس نے رجھ کر میری تحقیر کی اور میں سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی برداشت کرتا جاتا - پیر بادشاہ تم کہتے ہو میں عورتوں کے بارے میں سفاک ہوں اور صرف اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کے قریب جاتا ہوں - ٹھیک میں حق بجانب نہیں ہوں - ابھی میری کہانی ختم نہیں ہوئی اس کا کلائمکس ابھی آئے گا پھر تم ہی فیصلہ کرنا -

''ایک دن اس کا پھر ٹیلیفون آیا اور ایک دو باتوں کے بعد کہنے لگی I want to quit -،،

''نہیں نہیں میں نے کون سے ایسی بات کی ہے،،

نہیں میری مجبوریاں ہیں، میرے نگرانی کی جا رہی ہے،، -

''یہ نگرانی کرنے والا کون ہے، ذرا اس سے بھی نپٹنے ہیں -،،

''پھر بتاؤں گی،، -

''عبدل تمہاری بور کہانی کافی لمبی ہوتی جا رہی ہے اور مجھے دو گھروں میں فیملی فوٹوز بنانے جانا ہے - اس کا باقی حصہ پھر سہی -،،

''رک جاؤ، بس ایک ٹوٹا رہ گیا ہے، میں اسے چھپے ہوئے غبار کو ہمیشہ کے لئے دل سے باہر نکالنا چاہتا ہوں -،،

''اچھا فرماؤ-،،

''یار میں اس معاملے سے بور ہو گیا تھا، میں اس کے ساتھ سونا چاہتا تھا، اس کے لئے میں نے بہت کشٹ کیا تھا- پیر بادشاہ اب تجربے سے مجھے معلوم ہوا ہے جب عورتیں تیس پینتس کی عمر کو پہنچتی ہیں، اور اپنے خاوند کے ساتھ آٹھ دس برس سیکس کرنے کے بعد ایک دو بچے بنا کر ان سے علیحدہ ہو جاتی ہیں تو پھر ان کے لئے مرد اتنا اہم نہیں رہتا۔ وہ اپنت اولاد میں لگ ہو جاتی ہیں، اور اپنی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مردوں کو سیکس کا چکمہ دے کر انہیں بے وقوف بناتی ہیں- یار دیکھو، مرد سب کچھ جانتے ہوئے بھی بے وقوف بن جاتا ہے میں اس عورت سے اکتا گیا تھا- مجھ اس کے رویے اور عادتوں سے ایک شک ضرور تھا کہ وہ کھاتے پیتے گھرانے سے نہیں تھی اور دوسرے اس کی تسبیح کا معاملہ بھی کچھ گڑ بڑ تھا-

پیر بادشاہ ایک عجیب اتفاق ہوا- میرے والد صاحب کا اپنی کرائے کی دکان کا کرایہ دار سے جھگڑا ہے، والد صاحب نے بیدخلی کا دعوی کیا ہوا ہے- انہوں نے وراثت میں یہ دکان مجھے دینے کا فیصلہ کیا اور دکان کے مقدمے کی مسل معہ وکیل میرے سپرد کر دی- میں ایک شام وکیل کے چیمبر میں مقدمے کے سلسلے میں تھا اور وکیل دوسرے کمرے میں چند ایک خواتین موکلوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا- انتظار کافی لمبا ہو گیا تھا- اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لئے میز پر رکھی ہوئی فائلوں کو دیکھنے لگا- ایک فائل پر آ کر میری نظر رک گئی- عتیقہ بنام-----،،- میں نے وکیل کے چیمبر کی طرف دیکھا وہ اندر مصروف تھا- اگر چہ کسی کی فائل پڑھنا معیوب بات تھی لیکن میں اصل حقیقت کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا- اسے ایسا کرنے کا حق نہیں تھا، میں نے اس کے کوئی زیادتی نہیں کی تھی بہت سے احسانات صرف انسان ہونے کے ناطے کئے تھے- میں ہکا بکا ہو کر رہ گیا- مجھے یقین نہ آیا کہ یہ اسی عورت

کے بارے میں ہیں کیونکہ یہ فائل تو اور اس کے شوہر کی طرف سے دائر کردہ جواب دعوے سے متعلق تھی۔ اس نے ایک دو مرتبہ سرسری طور پر بتایا تھا کہ اس کا ایک کزن اس کے مقدمات میں اس کی مدد کرتا ہے۔

اس نے یہ دعوی اپنے سابقہ خاوند کے خلاف بچی کے خرچے کے لئے کیا ہوا تھا۔ جواب دعوی میں اس کے خاوند کا موقف تھا کہ عباس نامی شخص اس کی بیوی کا کزن بالکل نہیں ہے۔ اس کی ماں ہی اسے کہیں سے لائی تھی۔ میری گھر میں کوئی حیثیت نہیں تھی کیونکہ میں کاروبار میں پے در پے ناکامیوں کے بعد قلاش ہو گیا تھا۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ میرے والدین کے گھر سے اٹھ آئی اور سمن آباد میں ایک چھوٹا سے مکان کرائے پر لے لیا۔ عتیقہ کے اس نام نہاد کزن سے ناجائز تعلقات ہیں اس کی شاہ عالم گیٹ میں ہوزری کی دکان ہے۔ اس شخص کی وجہ سے میرا گھر تباہ ہوا ہے اور اس کے کہنے پر اس نے خلع لیا ہے۔

اس کے نیچے کی فائل کی بھی میں نے ورق گردانی کی تو سناٹے میں آ گیا۔ اس کی بہت سی باتیں میری سمجھ میں آ گئیں کہ وہ میرے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلتی رہی ہے۔ میں نے حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے پڑتال کرنی مناسب سمجھی۔ چنانچہ میں نے بینک میں سے اس کے گھر کا پتہ نوٹ کیا۔ وہ جس سڑک پر رہتی تھی اس کے دونوں جانب مکان نما بنگلے تھے۔ اس کے موڑ پر چھوٹی چھوٹی دوکانیں تھیں۔ وہاں سے میں نے عتیقہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیئں۔ سب نے یہی کہا کہ ایک نوجوان اس کے گھر آتا جاتا ہے جسے وہ اپنا کزن کہتی ہے۔ وہ وہاں رہتا بھی ہے۔ اس کے ساتھ سرخ رنگ کی کار میں گھومتی ہے،،۔

''عبدل بے ہنگھم طریقے سے صوفے سے اٹھا ایک گوشے میں رکھی ہوئی تپائی پر وڈکا کی بوتل اٹھائی اور تھوڑی سی اپنے گلاس میں انڈیل کر ایک جھٹکے سے اسے نگل لیا۔

میں نے اسے منع نہ کیا اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ وہ نشے کے بوجھ تلے رہتا-- اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے- میں نے موضوع بدلنے کی کوشش کی-

''عبدل تم نے میرے لئے کیا منصوبہ تیار کیا ہے- بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور بہن چود کہاں جا پہنچی-''

'' عورت سے جذباتی تعلق قائم کرنے کی بجائے جسمانی تعلق بہتر ہے- بالکل جس طرح جانوروں میں ہوتا ہے- اس میں کوئی ملال یا رنجش تو نہیں پیدا ہوتی - دونوں نے ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کیا اور اپنی اپنی راہ پر چل نکلے''-

''یار اس طرح تو سوشل آ ڈر ڈسٹرب ہو جائے گا،،

'ایسے سوشل آ ڈر کو غارت ہو جانا چاہیئے جو فرد کو کچھ نہیں دیتا- جو اس کی آ زادی چھین لیتا ہے،،

'' عبدل میں تمہاری بہت سی باتوں سے متفق ہوں لیکن ایک بات ہے کیا عورت صرف جنس ہی ہے یا کوئی اور حیثیت بھی رکھتی ہے؟،،

'' پیر بادشاہ مجھے نہیں پتہ لیکن عورت کے چلتر بڑے خوفناک ہوتے ہیں، مرد کے بغیر وہ نامکمل رہتی ہے اس کے باوجود وہ اس کی بدترین مخالف ہوتی ہے، یہ اس کی انا کا مسئلہ ہے، وہ برتری چاہتی ہے-

میری کہانی کا انجام تو سن لو---- میں نے کسی نہ کسی طریقے سے اس جا سابقہ خاوند کا ٹیلیفون نمبر لیا اور اسے ٹیلیفون کیا'' میں عباس کا بدترین دشمن ہوں اس نے میرے ساتھ بزنس میں فراڈ کیا ہے، میں اسے تباہ کرنا چاہتا ہوں مجھے اس کے بارے میں کچھ تفصیلات چاہیئے ہیں-،، اس نے بتایا--

عباس میری بیوی کا کزن نہیں ہے- میری ساس اسے کہیں سے لائی تھی- گھر

میں میری موجودگی میں میری بیوی سے زنا کرتا تھا، اور پھر دوستوں میں اس کا تذکرہ کرتا ہے- اس نے میری بیوی کو کس طرح سبز باغ دکھایا؟ - میری بیوی فیشن اور ماڈرن ہونے کا شوق تھا نہ جانے اب بھی ہے یا نہیں، ملازمت کی وجہ سے اس کا اچھے لوگوں سے میل جول تھا- جب بھی اس کا گھر میں میرے ساتھ اختلاف ہوتا تو یہ کہتی تم کیا ہو؟ میری تو اچھی خاصی پوزیشن ہے- تمہاری وجہ سے مجھے خفت اٹھانی پڑتی ہے- یہ سن کر میرا دل بیٹھ جاتا- میں کہتا ہے 'ہم نے محبت کر کے شادی کی ہے- ہم نے اسی لئے اولاد پیدا کی تھی کہ ایک اچھا گھرانہ بنائیں گے لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا- زندگی کی گاڑی کا اگر ایک پہیہ چل نہ سکے تو پھر---،،

''اسے اتار کر پھینک دینا چاہیئے،، پھر ایک دم تیز ہو کر کہنے لگی ''عورت اس کے ساتھ دیتی ہے جو اسے زندگی میں سہولت دے، اس کے خواب پورے کرے،،- وہ بے تکان ٹیلیفون پر بولتا جارہا تھا اور اسے اپنی طویل گفتگو کا احساس بھی تھا-

دیکھیں اس حرامزادے کی چالیں- دو سال پہلے اسی بینک کے قرضے سے اسے سیکنڈ ہینڈ کار لے کر دی اور اب اسی کار کو فروخت کر کے بینک کی ایک چھوٹی سے قسط ادا کی ہے-،، میں نے شکریہ کہہ کر ٹیلیفون بند کر دیا- مجھے بیحد غصہ آیا اور میں رنجیدہ بھی ہوا کہ میرے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے- دیکھنے میں سیدھی سادی اور متین، اس کے اندر خواہشوں کا جوالا مکھی، میں اس کی مشکلات سے آگاہ تھا، اس کے کزن کے دباؤ کی وجہ یہی تھی کہ اس کا کسی اور مرد سے رابطہ نہ ہو، وہی اس کی نگرانی کرتا تھا اور بعض دفعہ وہ زچ ہو کر کہتی ''میں اب بتدریج اپنے معاملات خود طے کروں گی کہ میں اس سے نجات پا لوں،،- اس کی بات میں کتنی صداقت تھی میں اس وقت تو اندازہ نہ لگا سکا- لیکن اب مجھے یہ جھوٹ لگتا تھا- اس کی ہر بات میں مجھے مکر اور جھوٹ کی بو آتی تھی اس کا آخری ٹیلیفون بھی عجیب سا تھا-

''میں آپ سے دوستی ختم کرنا چاہتی ہوں-''

'' کیا کہہ رہی ہو-''

''زندگی بے اجر ہے، کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے سکتا''-

یہ کہہ کر اس نے ٹیلیفون ہمیشہ کے لئے بند کر دیا-''

پیر بادشاہ یہ ہے میرا ماضی، اس کے بعد ناہید کے کارناموں کا آپ کو علم ہے-

میں حق بجانب نہیں ہوں؟ میری داستان غم کے بارے میں کیا خیال ہے؟''-

''تم ایک سٹپنی تھے، مجھے بھی اب یقین ہو گیا ہے کہ ایک عورت بیک وقت ایک سے زیادہ مردوں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے- لیکن اس کا انحصار اس کی ضرورت پر ہے- آجکل وہ اپنے عارضی عاشقوں کو انویسٹرز کہتی ہیں''-

''یعنی انوسٹ کرو اور مزے لو، بہن چود آج کل عورت نے اپنے آپ کو انڈسٹری بنالیا ہے' پیر بادشاہ یہ کیا ہو رہا ہے- مذہب، اخلاق، وفاداری، خلوص یہ کدھر گئے ہیں-؟''

''میرے بے وقوف دوست ضرورت انسان پر حاوی ہو گئی ہے، کارل مارکس سچا تھا A new moral order جس میں منہ نیچا کرنے کی بجائے منہ دیوار کی طرف کرنے کی ضرورت ہے''-

۶

دوپہر ہو گئی ہے اور ہمارے اخبار میں دفتر میں مکمل خاموشی بلکہ سناٹا چھایا ہوا ہے- ہمارا اخبار اتنا گیا گزرا نہیں ہے- اس کی سرکولیشن اور اشتہاروں کو ملا جلا کر مالک کو تھوڑا بہت منافع مل جاتا ہے- اصل میں جب اخبار نکالا گیا تو اس کی غایت منافع نہیں تھی کیونکہ اس کا مالک اسلحہ کی سمگلنگ کرتا ہے- سب کو اس کا علم تھا لیکن اس کا بگاڑنا بہت مشکل تھا کیونکہ اس کے پاس دولت کی اتنی قوت تھی کہ وہ ایمانداروں کو بھی سرنگوں کر لیتا ہے- یہ زمانہ ہی کچھ ایسا تھا اور شاید آج اس سے بھی دو قدم آگے ہے- صبح شام، سکول، دفتر، گھر، عدالت جہاں بھی جائیں پیسہ، پیسہ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں- مولوی شہاب درست کہتا ہے,, ہمارے ملک میں ہر ایک کو ایک وقت کی روٹی مل جاتی ہے، بھوکا کوئی نہیں مرتا بھوک دیکھنی ہے تو بھارت جاؤ، ہماری بھوک تو اتنی ہی ہے ہوس بڑھ گئی ہے- مولوی شہاب ہمارے دفتر کا ایک ابنارمل/سب نارمل/نارمل کردار ہے- حال ہی میں اس کی ایسی قلب ماہیت ہوئی ہے کہ سب دنگ رہ گئے- اس کی کایا کلپ سے میرے اس تصور کو تقویت پہنچی ہے کہ انسان ہمیشہ غیر متوقع ہوتا ہے، وہ ہمیشہ اپنی اصل کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے- وہ خود یا اس کی پیشہ ورانہ مصروفیت اسے ایک معاشرتی روپ بنانے پر مجبور کرتی ہے- اس لئے انسان اپنے اصلی اور اپنے نقلی روپ کے درمیان چلتا رہتا ہے- چنانچہ یہ جاننا مشکل

ہے کہ وہ فریب سے کتنا دور ہے- یہاں کہیں صداقت نہیں ہے اس کے حصول کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے- یہاں مولوی شہاب اور اس کی قلب ماہیت کا بیان بے وجہ نہیں ہے کیونکہ اس کی توجہ دلانے پر میں ڈاکیومینٹری بنانے کے بارے میں سوچ میں پڑ گیا ہوں- خیر، مولوی شہاب پہلے صاف ستھرا اچھے کپڑے پہنتا تھا' ڈینم کی رینگلر کی جین اور رنگدار ٹی شرٹ تیس بتیس برس عمر' ایم اے جرنلیزم، کام سب ایڈیٹری، اخبار کے سٹاف کے ساتھ اس کا دوستانہ ضرور تھا لیکن میرے سوا کسی اور سے اس کی بے تکلفی نہیں تھی- جب وہ جذباتی طور پر اوپر نیچے ہوتا تو اپنے آپ سے باتیں کرنے لگتا اور چاہتا کہ کوئی اس کی خودکلامی میں مداخلت کرے- اس کی سیٹ میرے کمرے کے عین باہر دیوار کے ساتھ ہے- لیڈی رپورٹرز کا کمرہ ذرا دور ہے- مولوی شہاب ان سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے- وہ لیڈیز رپورٹرز کے بارے میں ایک طرح کا تعصب رکھتا ہے- وہ تھوڑا سا باغی بھی ہے- کبھی کبھار وہ اخبار کے مالک چوہدری برکت کے خلاف بڑبڑانے لگتا ہے- ایک دن وہ غصے کے عالم میں بڑبڑانے لگا کیونکہ اخبار کے ایڈیٹر نے اسے کسی بات پر ڈانٹا تھا--

''دلا مجھے صحافت سکھانا چاہتا ہے- ان لوگوں کا صحافت سے کیا تعلق ہے؟ اس نے اور اقتدار میں شرکت کرنے کے لئے اس نے روزنامہ نکال لیا ہے وہ کالے دھن کو سفید بنانا چاہتا ہے- اس نے پہلے خوبصورت لڑکیوں کو ملازمت کا لالچ دیا' پھر ان سے ہمبستری کی اور بعد میں انہیں اخبار میں ملازم رکھ لیا- اب یہی لڑکیاں اپنے کالموں میں عورتوں کی آزادی ان کی عفت اور ناموس کی باتیں کرتی ہیں- مولوی شہاب جب ان کے کالم پڑھتا ہے قہقہے لگاتا ہے-

شہاب ابھی مولوی شہاب نہیں بنا تھا- عورتوں کے بارے میں اس کا رویہ کچھ مشکوک سا تھا- اس کی ظاہری لاتعلقی بھی مجھے ایک پوز لگتا تھا- میں اس کی باتیں سنتا رہتا

لیکن اس پر بہت کم یقین کرتا ہوں کیونکہ میں شکی آدمی ہوں سمیت اپنے کسی پر اعتماد نہیں کرتا - میرا اس میں قصور نہیں ہے میری پرورش ایسی دنیا اور حالات میں ہوئی ہے جس میں جھوٹ کو سچ کہا جاتا ہے - ایک دن میں نے سوچا کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے - کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ جھوٹ وہ ہوتا ہے جو سچ نہیں ہوتا اور سچ وہ ہوتا ہے جو جھوٹ نہیں ہوتا یہ تو دونوں خرافات لگتے ہیں کیوں نہ زندگی جھوٹ اور سچ کے بغیر بسر کی جائے یعنی جو کچھ ہے اسے ایسے ہی چلنے دیا جائے - ایسی باتیں تو وہ سوچتا ہے جس کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہ ہو - میرے پاس تو کرنے کے لئے بہت کچھ ہے، سب سے پہلے تو مجھے دستاویزی فلم کا چربہ تیار کرنا ہے -- لیکن مولوی شہاب کہتا ہے کہ اس فلم کے گاہک اور بنانے والے بھاگ گئے ہیں - دیکھتے ہیں انہوں نے مجھے ایڈوانس دیا ہوا ہے، پہلے میں مولوی شہاب کی فلم مکمل کرلوں - مولوی شہاب جب اس اخبار کے دفتر میں آیا تو اس کی شکل بگڑنے لگی تھی - ایک عجیب اتفاق ہے کہ اخباروں میں نچے کھسے لوگ ہی کام کرتے ہیں - زیادہ تر لوگ دیہاتی علاقوں سے آئے ہوتے ہیں - پہلے اپنے ممبر کے ذریعے سرکاری ملازمت ڈھونڈتے ہیں، جب وہ نہ ملی تو اخبار میں ملازمت کرلی - یہاں جب انہیں میڈیا کی طاقت کا پتہ چلتا ہے تو پھر اوٹ پٹانگ حرکتیں اور نوٹ کمانے کے چکر - ان سب کے پیچھے کوئی نہ کوئی ہوتا ہے میرے پیچھے میں ہی ہوں، اس لئے میں وہی ہوں جو میں ہوں اور دس برسوں سے اسی جگہ پر کھڑا ہوں، نہ آگے نہ پیچھے - مولوی شہاب جتنا آگے بڑھتا ہے دوسرے لمحے وہ اتنا ہی پیچھے ہٹ جاتا ہے - ایک دن وہ مجھے کہنے لگا ----

''پیر بادشاہ یہ سب قسمت کا چکر ہے، میں ایک دن روک فیلر ن جاؤں گا'' اس نے بھی میری طرح دھکے کھا کھا کر زندگی شروع کی تھی - میرا باپ سخی سرور کے دربار کا مجاور تھا وہ مجھے بھی اسی کام پر لگانا چاہتا تھا - میں نے انکار کر دیا اور ڈیرہ غازی خان میں ایک تمن دار

کے گھر نوکری کر لی - وہ لاولد تھا اور اس کی بیوی نوجوان تھی اور خود بوڑھا تھا - اس نے مجھے میٹرک کرایا - اس کی بیوی اچھی خاصی مشٹنڈی تھی، وہ جان بوجھ کر میرے سامنے کپڑے بدلتی - میرے جی میں بہت کچھ آتا - لیکن تمن دار کے خوف سے اپنے آپ کو کچل دیتا کہ وہ میرا محسن بھی تھا - میں وہاں سے نوکری چھوڑ کر اس شہر میں آ گیا - یہاں آ کر ایکسٹرا اسپلائر کے دفتر میں کام کیا، وہیں سے یہ رنڈی میرے پیچھے لگی --

مولوی شہاب جب پریشان ہوتا ہے تو وہ اپنی ہنڈیا اس طرح الٹ دیتا ہے لیکن وہ اس قسم کی نجی باتیں صرف مجھ سے کرتا ہے، دل ہلکا کرتا ہے اور پھر سر دھن کر اخبار کا لے آوٹ بنانے لگتا ہے، کبھی کاپیاں جوڑنے لگتا ہے - ایک دن میں نے اسے کہا --

یار تمہاری شکل دن بدن خراب ہوی جا رہی ہے رنگ زرد ہو گیا ہے، وزن بہت کم ہو گیا ہے - چکر کیا ہے؟

'جو کچھ اندر ہوتا ہے وہ باہر آ جاتا ہے،،

''گدھے کہیں کے جو باہر ہوتا ہے وہ اندر کیوں نہیں آ جاتا؟ -،،

''سب کچھ آتا جاتا رہتا ہے لیکن آدمی کو پتہ نہیں چلتا - پیر بادشاہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں آپ نے دنیا دیکھی ہے آپ بھانت بھانت کے لوگوں سے ملتے ہیں 'ایک بات بتائیں ---،،

,,پہلے میری بات سنو، میں نے دنیا نہیں دیکھی شاید دنیا نے مجھے دیکھا ہے اور پھر دیکھ کر چھوڑ دیا ہو، یہ دنیا اسی طرح چلتی رہتی ہے، یار میں سٹوری لکھ رہا تھا تم نے اپنی بات شروع کر دی - ''

,,آپ ناراض ہو گئے ہیں؟

نہیں، مجھے پتہ ہے تمہارا مسئلہ کیا ہے، وہ پھر تمہیں تنگ کر رہی ہو گی؟' -

،،پیر بادشاہ کچھ ایسا ہی معاملہ ہے، صبح شام بس ایک ہی رٹ ہے اولاد اولاد میں اولاد کہاں سے لا کر دوں میں تو اپنا کام کر دیتا ہوں باقی کا کام تو اس نے کرنا ہے- بڑی ضدی عورت ہے، اسے لڑنے کا بہانہ چاہیئے ہوتا ہے' ادھر میں نے ایک لفظ کہا ادھر اس کی تقریر شروع ہو جاتی ہے- دن میں دو مرتبہ ہمبستری کیلیئے مجبور کرتی ہے' میں انسان ہوں بیل نہیں، کیا خیال ہے پیر بادشاہ؟ ''-

،، پیر بادشاہ خود اس مملکت میں داخل نہیں ہوا وہ کیا مشورہ دے، ہاں ایک بات ہے میں نے عورتوں کا ایک فاصلے سے بہت مشاہدہ کیا ہے' عورت اپنی مملکت کے بارے میں بہت حساس ہوتی ہے اس کی وہ شدید طور پر حفاظت کرتی ہے- میں مولوی شہاب سے باتیں کرتا ہوا اندر سے کچھ اور سوچ رہا تھا- میرا دوست جس کا ہمہ وقت مشغلہ عورتوں سے ربط پیدا کرنا ہے' مجھے کل ہی کہہ رہا تھا کہ اب لڑکیاں وہی نہیں ہیں جو پہلے تھیں- اب سب کچھ بدل گیا ہے- اب لڑکیاں شادی تک اپنی خواہش پوری کرنے کا انتظار نہیں کرتیں، صرف مناسب موقعہ کی تلاش میں ہوتی ہیں' البتہ وہ انتہائی حتیاط سے کام لیتی ہیں--- ،،

'آج دفتر میں کام زیادہ نہیں تھا- میں مولوی کی باتیں سن کر کچھ بور ہونے لگا تھا- میں نے اپنا بریف کیس بند کیا اور کرسی سے اٹھنے لگا تو مولوی شہاب نے کہا---

''پیر بادشاہ کچھ دیر اور بیٹھ جاؤ کوئی حل بتاؤ میں بہت پریشان ہوں' پیر بادشاہ وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اس کی تولیدی ٹیوبیں بند ہیں- یہ بات پچھلے برس مجھے لیڈی ڈاکٹر نے بتائی تھی- اس کے بعد میری بیوی نے کبھی اپنا علاج نہیں کرایا اور نہ ہی میں نے کبھی ظاہر کیا ہے کہ میں اندر کی بات جانتا ہوں- جی چاہتا ہے کہ میں اسے ماردوں یا خود کشی کرلوں- میں نے اس کی ہر بات کو مانا- اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑا اسے الگ

مکان لے کر دیا- میرے اس گھر میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں آ سکتا- اگر آ بھی جائے تو اس سے نہایت بدسلوکی کرتی ہے- میں نے رائے ونڈ کے ایک پیر صاحب سے بات کی انہوں نے مجھے کچھ وظائف پڑھنے کے لئے دیئے جنہیں میں رات کو پڑھتا ہوں ان کا کچھ اثر ہونے لگا ہے- مجھے ان سے کچھ سکون بھی ملنے لگا ہے-''

اس ملاقات کے دو ہفتوں تک مولوی شہباز دفتر نہ آیا اور اس کی تنخواہ کٹنے لگی- سولہویں دن مولوی شہاب آیا میں اسے دیکھ کر حیران ہو گیا- اس نے داڑھی بڑھائی ہوئی تھی، کھدر کا کرتہ اور ٹخنوں سے اونچا پاجامہ پہنا ہوا تھا- دفتر والوں نے اس سے طرح طرح کے سوالات کئے لیکن مولوی شہاب نے کسی بات کا جواب نہ دیا اور سر جھکا کر ڈیسک پر کام کرتا رہا- میں نے اس سے اس تبدیلی کے بارے میں نہ پوچھا- شام کو جب دفتر قدرے سنسان تھا وہ میرے پاس آ کر مسکراہٹ سے مجھے دیکھنے لگا جیسے میں اس سے کچھ سوال کروں- میں نے دانستہ طور پر اسے نظر انداز کیا- پھر میری میز پر اپنے ہاتھ پھیلا کر جھک گیا اور کہنے لگا----

,,اب معاملات کچھ بہتر ہیں- کسی کا ہاتھ پکڑا ہے' وہ مجھے راہ راست پر لے آیا ہے- مجھے اب کچھ روحانی سکون ملنے لگا ہے-'' اس کے بعد جو وقوعہ پیش آیا اسے میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں- بہر کیف مجھے ایک بات کا یقین ہو گیا ہے کہ کسی بات پر یقین نہیں کرنا چاہئے- سب کچھ اتنی تیزی سے بدلتا ہے کہ سب کچھ عارضی لگتا ہے- مولوی شہاب کا قصہ دلچسپ ہے لیکن یہ کسی نتیجے کو جنم نہیں دیتا اس لئے اپنی فلم کے مسودے میں اسے فی الحال جگہ نہیں دے سکتا-

اخبار بند ہو گیا ہے، اور اس کے ملازم تتر بتر ہو گئے ہیں- مولوی شہاب بھی لاپتہ ہو گیا ہے- ایک دن مجھے اخبار کا ٹرانسلیٹر ملا- وہی پرانی باتیں- میں نے پھر مولوی شہاب کا

پوچھا- اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا- سنا ہے وہ کیوبا میں سیر کر رہا ہے-

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۷

عرفان صاحب کے تعارف کے طور پر مجھے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے- بہتر ہے کہ وہ خود اپنے بارے میں کچھ بتائیں کیونکہ جو کچھ میں ان کے بارے میں کہوں گا ممکن ہے کہ وہ اپنی وضاحت کسی اور طریقے سے کریں' میں اس تضاد سے بچنا چاہتا ہوں- دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ آپ سوچ رہے ہوں کہ میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر فلمی سناریو کو استعمال کرتے ہوئے کہانی کا رخ بدلنا چاہتا ہوں-نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے' مجھے مت روکیئے میں کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ جاؤں گا، ایک لمحہ ٹھہریئے میں جن لوگوں میں رہتا ہوں وہ بے نتیجہ ہیں، ان کو براہ راست پیش کرنے سے میں اور وہ دونوں شرمندہ ہو جائیں گے- چنانچہ میں کبھی بیان اور کبھی بصری تصویروں سے کام لوں گا- میری آنکھوں کے لینز اسی عمارت پر مرکوز ہیں جہاں دو مہینے پہلے آیا تھا- اس کے بعد ہر مہینے مجھے عبدل کے مقدمے کے سلسلے میں یہاں آنا ہوتا ہے- میرا یہاں دل کچھ کچھ لگنے لگا ہے- جب سے اخبار بند ہوا ہے' میں اکثر و بیشتر بیکار ہوتا ہوں- اس عمارت کے صحن میں گھومتا پھرتا ہوں-کنٹین میں نامعلوم شہریوں اور دیہاتیوں کے درمیان بیٹھ کر چائے پیتا ہوں' کبھی وکیلوں کے ڈیروں پر رکھی ہوئی کرسیوں میں کسی ایک پر بیٹھ جاتا ہوں، ادھر ادھر دیکھتا رہتا ہوں' لوگوں کی باتیں سنتا رہتا ہوں- ہمارے لوگ ایک سی باتیں کرتے ہیں اس لیئے

کوئی نئی خبر نہیں دیتے لیکن عجب بات ہے کہ ہر کوئی بات کا آغاز گالی سے کرتا ہے اور گالی پر ختم کرتا ہے، ہر کوئی دوسرے کو نیچا دکھانے کے درپے ہے' ایسے حالات میں کیا نمو پا سکتا ہے- میں اس ناپسندیدگی کے باوجود گاہے گاہے ادھر آ نکلتا ہوں- مجھے یہاں آنے سے کوئی مالی فائدہ نہیں ہے- اصل میں مجھے زیادہ دولت کمانے کی امنگ نہیں ہے کیونکہ جب یہ زیادہ زور پکڑ لے تو انسان کے اندر سے ایسا سفلہ پن برآمدہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ شرم آنے لگتی ہے- میں صرف اتنا چاہتا ہوں جس سے میری بنیادی ضرورتیں پوری ہوسکیں- شاید آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں خود فریبی میں مبتلا ہوں کیونکہ جب آدمی کے پاس چار پیسے آ جائیں تو پھر ہر ضرورت بنیادی دکھائی دینے لگتی ہے- میں کس کج بحثی میں لگ گیا ہوں- میں تو آپ کو عرفان صاحب سے ملانے لے گیا تھا لیکن راستے میں خیالات کی بھیڑ میں الجھ کر رہ گیا- خیالات میں بھی انسانی خصائص ہوتے ہیں جو انسانوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں' وہ اپنے آپ کو منوانا چاہتے ہیں- بعض دفعہ خیالات انسان بن جاتے ہیں جنہیں ہم انسان سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ حقیقت میں خیال ہوتے ہیں جو انسانوں کا روپ بدل کر ہمارے درمیان پھرتے رہتے ہیں- میں عرفان صاحب کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ واقعی ایک انسان ہیں یا کوئی ایک خیال ہے جسے ہم عرفان کہہ کر بلاتے ہیں- میری ان سے ملاقات اتفاقی ہے- ایک دو مہینے ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایک دن کمرے کے اندر جب ہم اپنے مقدمے کا انتظار کر رہے تھے اور عرفان صاحب ہجوم کے انتہائی دباؤ سے بچنے کے لئے ایک دیوار سے لگے ہوئے تھے اور میں ان کے پہلو میں دبکا ہوا تھا- کمرے میں کافی چیخ و پکار تھی- اگر ایک بچہ اپنی ماں کے گود میں ہے تو وہ چیخ چیخ کر اپنے باپ کی طرف جاتا، ماں اپنی طرف کھینچتی اور قدرے بلند آواز میں بچے کے باپ کو گالیاں دیتی اُس کے لواحقین مشتعل ہو گئے تھے- ایک بوڑھا جو نہ جانے کس سے ناراض

تھا ہوسکتا ہے وہ اپنے آپ سے ہی ناراض ہوکر زیرلب کہہ رہا تھا --مردوں سے مزہ لینے کا یہی نتیجہ ہے- میں اس کی بات سن کر مسکرایا ہوں- ظاہر ہے عرفان صاحب نے بھی سنی ہو گی' ان کے چہرے پر سنجیدگی تھی جیسے انہوں نے کچھ سنا نہیں- کچھ کچھ وقفے کے بعد کسی کا نام سنائی دیتا روسٹرم کی طرف کچھ لوگ بڑھے' عورت کے مختار نے نقلی جذباتی لہجے میں کہا --

''پھر خاوند سے بدسلوکی نہیں کرنی تھی ---،،

''وہ بدزبان تھا اس کے دوسری عورتوں سے تعلقات تھے،، روسٹرم کے ساتھ جڑی ہوئی ایک طویل قامت برقعہ پوش نے کہا --

,,محترمہ اگر اس کے دوسری عورتوں سے تعلقات تھے تو آپ کو سات لڑکیوں کا تحفہ کیوں دے گیا ہے -،،

''وہ انسان نہیں ایک گھوڑا تھا،، برقعہ پوش کی مختار نے کہا ہے جو ایک درمیانی عمر کی مشٹنڈی سی عورت ہے-

''یہاں فحش بات مت کریں،،-

,,یور آنر آپ خود عورت ہیں، بات سمجھ گئی ہوں گی' فحش باتیں تو مرد کرتے ہیں -،،

یور آنر ایک فربہ اندام تیس برس کی عورت جو کافی دیر سے اپنی بائیں جانب کھڑے اہلمد کو ڈانٹ رہی ہے کہ وہ ابھی تک گھر سبزی چھوڑنے کیوں نہیں گیا --

''اس توہین کے جرم میں اندر کریں،، ہجوم میں سے کسی شرراتی نے جملہ کسا ہے-

''ہم یہاں ایک دوسرے کی توہین کرنے ہی تو آئے ہیں

dirty linen،، رومی ٹوپی اور بند گلے کا کوٹ پہنے ہوئے ایک بزرگ نے کہا ہے اور اس

کے بعد اس پر شدید کھانسی کا دورہ پڑا کہ وہ بے حال ہو گیا، سب نے اس کی مسلسل کھانسی کا برا منایا - افسر جلیس بار بار چیخ رہی ہے ''اس کی کھانسی بند کرو'' اس کے لہجے میں تکبر تھا جو خدا کو پسند نہیں آیا - اس نے پہلے برا سا منہ بنایا' پھر ایک دو مرتبہ رومال سے اپنا پکوڑا سا ناک صاف کیا - اس نے چھینکوں کو خطرے کا الارم سمجھتے ہوئے جلدی سے اپنا پرس کھولا دمے کا سپرے نکالا اور مگرمچھ کی طرح منہ کھول کر سپرے کرنے لگی - اسکی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے - اس کا اہلمد جو کچھ دیر پہلے اس کی جھڑکیوں سے بے حال ہو چکا تھا ایک فائل کو ہلا ہلا کر اسے ہوا دے رہا تھا ---

''اس کی چھنکیں بند کراؤ'' کسی نے ہجوم میں سے کہا ہے -

'یوئر آنر بارہ بج چکے ہیں اور ابھی تک ایک پیشی بھی نہیں ہوئی ،، ''

,,آپ کو بہت جلدی ہے' ریڈر صاحب انہیں چھ مہینے بعد کی تاریخ دے دیں

,جناب والا میں احتجاج کرتا ہوں،، -

''بے شک کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا،، -

''میں اوپر جاؤں گا -،،

''پھر خود بخود ہی نیچے آ جائیں گے -،،

'' ''جناب ہم انصاف چاہتے ہیں''،،

''مردوں کو انصاف اللہ کے گھر سے ملتا ہے - ہم یہاں عورتوں کو انصاف دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں --،،

''حضور والا پھر مردوں کو انصاف کون دے گا - مردوں پر بھی ظلم ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں - عورتیں گھروں کو برباد کرتی ہیں -،،

میں اور عرفان صاحب ایک گوشے میں کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ اتنے میں عبدل

کا وکیل ہانپتا ہوا ہماری طرف آگے بڑھا ہے وہ پسینو پسین ہے حالانکہ اکتوبر کا مہینہ ہے-

مجھے دیکھتے ہی وہ فاتحانہ انداز میں کہنے لگا ہے--

''مل گئی، مل گئی

''کیا مل گئی،،

میں نے حیرت سے پوچھا ہے-

''شاہ صاحب تاریخ---،،

میرے دل میں آیا کہ اسے زور سے گھونسا ماروں-- بد بخت تین گھنٹے انتظار کیا

اور کاروائی--تاریخ--میں نے غصیلے لہجے میں کہا ہے----

''وکیل صاحب یہاں کبھی فیصلہ بھی ہوا ہے-،،-

''یہاں صرف تاریخیں ملتی ہیں، یہ کہہ کر وکیل مجھے کمرے کے ایک گوشے میں

لے گیا ہے-،،

''پھر فیصلہ کون کرے گا؟،،-

''نامعلوم طاقتیں،،

کمرے میں وہ زیادہ تر خاموش--

عرفان صاحب زیادہ تر خاموش رہتے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے تموجات بتاتے کہ وہ مضطرب ہیں- وہ ایک پانچ سالہ بچی سے ملاقات کے لئے مضطرب ہیں جو سفید رنگ اور براؤن بالوں والی ایک پیاری سی بچی ہے- کمرے کے باہر عرفان صاحب کا ڈرائیور کھلونوں، چاکلیٹوں اور کپڑوں کے تھیلے لئے کھڑا ہے- ڈرائیور اندر آتا ہے عرفان صاحب بچی کو گود میں لے کر اسے بہت پیار کرتے پھر کمرے کے گوشے میں اگر کرسی موجود نہ ہوتی تو اپنے عمدہ کپڑوں کے باوجود فرش پر بیٹھ جاتے ہیں اور بچی سے طرح

طرح کی باتیں کرتے ہیں- جب بچی اپنے باپ کے بارے میں پوچھتی ہے تو عرفان صاحب ٹال جاتے ہیں- کبھی کبھاران کی بیگم ساتھ ہوتیں جو بڑھتی ہوئی عمر کے باوجود کے باوجود رعب داب کی مالک ہے-لڑکی کے ساتھ ایک دراز قد گہرے سانولے رنگ کی مشٹنڈی قسم کی عورت ہوتی ہے جو اس کی ماں ہے- اس کا ناک ذرا زیادہ لمبا ہے' کئی پیشیوں کے دوران معلوم ہوا کہ وہ کسی ہسپتال میں بچے جمانے کی ڈاکٹر ہے- اس ہسپتال کی یہ شہرت بھی ہے کہ یہاں بچے گرائے زیادہ جاتے ہیں-

ان پیشیوں کے درمیان میں نے ایک مشاہدہ کیا کہ جب بھی بچی کی ماں کی آنکھیں عرفان صاحب سے چار ہوتیں اس کی نگاہوں میں ان کے خلاف بے تحاشا نفرت ہوتی -عرفان اپنی سبزی مائل شیشے کی عینک کے پیچھے سے سب کچھ دیکھتے لیکن منہ سے کچھ نہ کہتے - یہ کام ان کی وکیل کرتی ہے وہ خود مطلقہ ہے' سننے میں یہ آیا ہے کہ افسر جلیس کا شوہر ایک نیک نیت سرکاری ملازم تھا لیکن انتہائی بے وقوف کیونکہ وہ صرف رزق حلال پر جینا چاہتا تھا- 'یہ بات افسر جلیس کو پسند نہ آئی - وہ اپنی ساس سے بہت تنگ تھی کیونکہ اس کے نزدیک اس کے سر پر ماں چڑھی ہوئی تھی -اس کا ریڈر بیانی ہے کہ وہ افسر جلیس پر بہت تشدد کرتی تھی اور یہ طعنے بھی دیتی تھی کہ اس کا باپ کارپوریشن میں کلرک ہے اور اسے کوئی جہیز نہیں دیا - وہ چند ایک سال اسے برداشت کرتی رہی - جس مہینے وہ امتحان دے کر منتخب ہوئی اور اپنی ابتدائی تربیت مکمل کر کے اپنے عہدے کا چارج لیا اس نے پولیس سے مل کر اپنی ساس کو بردہ فروشی کے جرم میں گرفتار کرا دیا اور اپنے شوہر کو دھمکی بھی دی اگر اس نے چوں چراں کی تو وہ بھی حوالات میں بند ہو سکتا ہے' میں تو اسے بڑی سیدھی سادھی سی عورت سمجھتا تھا اگر چہ وہ الٹی سیدھی باتیں کرتی تھی- کبھی کبھی مجھے بھی شک پڑتا جب اس نے ایک دو خواتین وکیلوں اور ایک ڈاکٹرنی کو اپنے گھر آنے کے لئے کہا تھا جو گائنی کا کام کرتی ہے-

''-عرفان صاحب سنا ہے یہاں کی عورتوں کی گائینیز اکثر خراب ہی رہتی ہیں-
مفت میں کام ہو جاتا ہے- آجکل لیڈی ڈاکٹریں بڑی مہنگی ہیں-،، میری بات پر عرفان صاحب پہلی مرتبہ کھکھلا کر ہنسے پھر ایک دم ادھر ادھر دیکھ کر بالکل متین ہو گئے ہیں جیسے انہیں احساس ہوا کہ ارد گرد لوگ موجود ہیں اور افسر جلیس ان کو مسلسل گھور رہی ہے- عبدل کا وکیل تو جا چکا ہے میں محض وضع داری کے طور پر عرفان صاحب کا ساتھ دینے کے لئے وہاں رکا ہوا ہوں- ایک دو مرتبہ میرے دل میں آئی کہ میں عرفان صاحب سے کھل کر اس سارے ماجرے کو جانوں لیکن ان کی شخصیت کی چمک دھمک آڑے آجاتی - میں اتنا تو جان گیا تھا کہ وہ پیاری سی بچی ان کی پوتی تھی اور وہ لمبے ناک والی ان کی سابقہ بہو تھی- اس سارے منظر میں ان کا بیٹا منظر عام پر نہیں آ رہا تھا- یہ بات مجھ سے اوجھل تھی- عرفان صاحب کی بیحد مختصر گفتگو سے معلو ہوا تھا کہ وہ کسی بڑے بینک میں کچھ دیر کے لئے پریذڈینٹ رہے تھے اور کسی محکمانہ سازش کی وجہ سے ان کا عہدہ نیچے کر کے گولڈن ہینڈ شیک دے دیا گیا تھا- اس زیادتی کی تلخی مختلف صورتوں میں ان کی نپی تلی باتوں میں کسی ایک آدھ جملے سے جھانکتی تھی-

عرفان صاحب کی مشٹنڈی وکیل وکیلوں اور لوگوں کے ہجوم کو کاٹتی ہوئی ان کے پاس آئی' پیشتر اس کہ وہ کچھ کہتی عرفان صاحب نے بچی کی طرف دیکھا' ملاقات کا وقت ابھی باقی ہے اور عرفان صاحب ابھی بچی سے باتیں کر رہے ہیں بچی کو ایک بازو سے گھسیٹتی ہوئی کمرے سے باہر جانے لگی تو عرفان صاحب نے اپنی وکیل سے کہا' ملاقات کا وقت ایک گھنٹہ ہے' ابھی پندرہ منٹ ہوئے ہیں انہیں روکیں،، -عرفان صاحب کے وکیل نے اس عورت کا راستہ روک لیا ہے-

,,ٹھہریں' ابھی ملاقات شروع ہوئی ہے اور آپ بچی کو لے جا رہی ہیں یور آنر

بیلف کو حکم جاری کیا جائے' وکیل نے روسٹرم کی طرف منہ کر کے کہا- کمرے کا سارا ہجوم ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا' بچی روہنکی ہو کر اس عورت کی طرف دیکھنے لگی ہے اور پھر خود ہی بولی ہے--

'مجھے ہسپتال جانا ہے وہاں اپریشن کریں ہیں' جلدی کریں جی، بچی کو میرے خلاف سکھایا پڑھایا جا رہا ہے-'" عرفان صاحب نے اپنا سیاہ چشمہ اتارا' ان کی آنکھیں نم تھیں' انہوں نے غور سے اس عورت کی طرف دیکھا اور کچھ کہنے کی بجائے کمرے سے باہر نکل گئے اور وہ عورت عرفان صاحب کے بچی کو دئیے ہوئے تحفوں کے بیگ اٹھائے اپنی بدشکل وکیل سے مسکرا مسکرا کر یہ باتیں کرتی ہوئی باہر نکل گئی ہے'' ان بہن چود مردوں کو ٹھیک کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ان کی اولادیں ان سے چھین لو،،

بچی کی متلاشی آنکھیں برآمدے میں بکھرے ہوئے ہجوم میں عرفان صاحب کو ڈھونڈ رہی ہیں' میں نے ادھر ادھر دیکھا عرفان صاحب اور ان کا ڈرائیور نہ جانے کہاں کھو گئے ہیں--

یہ میری عرفان صاحب سے پہلی قدرے تفصیلی ملاقات تھی- میں اسے ملاقات تو نہیں کہہ سکتا البتہ آج پہلے کی نسبت قدرے تفصیلی بات چیت ہوئی تھی لیکن اس میں ذاتی عنصر بہت کم تھا تھوڑا بہت تعارف' ادھر ادھر کی باتیں اور کچھ سیاست- مجھے عرفان صاحب کافی لبرل آدمی لگے ہیں' کافی دکھی لگتے ہیں لیکن اس کے اظہار میں بڑے بخیل ہیں' قطرہ قطرہ بات باہر نکالتے ہیں- قابل اعتبار معلوم ہوتے ہیں- مجھے تو خود ایک ناگفتہ کہانی لگتے ہیں' وہ فائن آرٹس کے رسیا لگتے ہیں' شوق کے طور پر اپنے سونی ہینڈ یقیم سے ڈاکیومینٹری فلمیں بھی بناتے ہیں- اس طرح کے لوگوں کا برانڈ کم سے کم اس شہر میں ختم ہوتا جا رہا ہے- ایس لوگ جو اپنے ماضی کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر وقت پیسہ پیسہ کا ورد کرنے

کی بجائے اپنے ذہنوں کو روشن رکھتے ہیں۔

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۸

بعض لوگ زندگی میں بے دھیانی کی وجہ سے حالات کے نرغے میں آ جاتے ہیں۔ انہیں اپنی غفلت یا لاپروائی کا خمیازہ دیر تک بھگتنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس بعض اپنی خواہش کی تکمیل یا لالچ کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میں بھی اپنی بے دھیانی کی وجہ سے ایک نئے جھمیلے میں پھنس گیا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نے لالچ نہیں کیا تھا۔ میری کچھ ایسی ضرورتیں ہیں جنہیں میں اپنی تنخواہ سے پورا نہیں کر سکتا۔ اخبار سے تنخواہ کبھی ملتی ہے اور کبھی رک جاتی ہے۔ اگر بہن کام نہ کرتی ہو تو نہ جانے مجھے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑیں۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اب ایسا کام کروں گا کہ مجھے لوگوں کے پیچھے نہ جانا پڑے لوگ میرے پاس آئیں لیکن ایسا کام کرنے کے لئے سرمایہ درکار ہے۔ دستاویزی فلم کا جھنجھٹ ختم ہو جائے تو عبدل سے اس بارے میں مشورہ کرتا ہوں۔ مجھے خوامخواہ دو تین مرتبہ تھانے جانا پڑا وہ مولوی شہاب کے سلسلے میں طرح طرح کے سوال کرتے رہے کہ اس کے میل ملاقاتی کون تھے، وہ کس قسم کا آدمی تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد تفشیشی افسر میرے دوالے ہو گیا۔ نہ جانے اسے کیسے پتہ چلا کہ میں کسی غیر ملکی ایجنسی کے لئے فلم بنا رہا ہوں۔ یہ بات ایک موٹے دماغ کے تفشیشی افسر کے لئے سمجھنی بہت مشکل تھی کہ عورتوں پر فلم کیوں بنائی جا رہی ہے۔

''شاہ صاحب آپ سیانے جرنلسٹ ہیں اور جانے پہچانے فوٹو گرافر بھی۔ آپ
نے بلیو فلموں کا کاروبار کب سے شروع کیا یہ تو جرم ہے۔'' میں سر پیٹ کر رہ گیا اور اگلے
دن جو کچھ میں نے بنایا تھا اس کے حوالے کیا۔ میں تو کسی غیر ملکی ایجنسی کو جانتا تک نہیں تھا۔
میں نے اپنے کلاس فیلو کے بارے میں انہیں بتا دیا اور اس کا ویزٹنگ کارڈ ان کے حوالے
کیا۔ اس کند ذہن تفشیشی افسر کا ابھی پیٹ نہیں بھرا تھا۔

''شاہ صاحب آپ کریم مراسی کو جانتے ہیں،''

''وہ کون ہے؟'' میں نے حیرت سے پوچھا۔

''آپ کا فلمی لوگوں سے بھی تعلق ہے، میں نے سوچا کہ آپ اس کو بھی جانتے
ہوں گے۔''

''معاملہ کیا ہے؟''

''آجکل وہ دوبئی عورتیں سمگل کر رہا ہے۔''

میرا ذہن یک دم عبدل کی طرف گیا کہ وہ حرامی دوبئی کا پروگرام بنا رہا تھا، کہیں
اس کا ان لوگوں سے لنک نہ ہو۔

''میں شریف آدمی ہوں، اور میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''نعیمہ میں کچھ پریشان ہوں۔ میرا وہ کلاس فیلو مجھے اتفاقی طور پر ایک سپر سٹور
میں ملا تھا، کالج کے زمانے کی باتیں ہوئیں، اس نے میری مصروفیات کے بارے میں
پوچھا۔ اس نے فوراً کہا کہ اسے میری ہی تلاش تھی چنانچہ اس نے مجھے دستاویزی فلم بنانے
کی پیشکش کی، میں فوراً راضی ہو گیا تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ کس کے لئے کام کر رہا تھا۔
مجھے تو یہاں ہر کوئی کسی نہ کسی ایجنسی کے لئے کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے لیکن اپنے لئے کوئی
کام نہیں کرتا۔ ظاہر ہمیشہ باطن کو دھوکہ دیتا ہے،''

''شاہ صاحب، اب پریشانی تو ختم ہوگئی ہے آپ سنکی اور قنوطی ہیں، ہر بات کی تردید کرتے ہیں،-

''اس میں مجھ سے زیادہ اس تاریخ کا قصور ہے جس نے مجھے بداعتمادی کا درس دیا- یہ اس خطے کا تحفہ ہے- میں جس ملک میں رہتا ہوں وہ انتہائی جنوب میں ہے اور اس پر دھرتی کا بہت زیادہ بوجھ ہے- سارے براعظم اس کے سر پر چڑھے ہوئے ہیں- میرے جغرافیے نے میری قسمت کا فیصلہ کر دیا ہے- میں ایک غیر مہذب زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں؟ میرا کیا دوش ہے کہ میں بدبودار گلیوں میں رہوں؟ میرا کیا دوش ہے کہ میں سارا دن لوگوں کی گالیاں سنتا رہوں؟ میرا کیا دوش ہے کہ مجھے بات بات پر ہر ایک سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے؟ میرا کیا دوش ہے کہ ہر ایک بے عزتی پر تلا ہے اور میں پیہم دفاع میں رہوں؟ مجھے ایسی زندگی نہیں چاہئے- یہاں زندہ رہنے کی بجائے سر نیچے کر کے وقت کاٹا جاتا ہے کیونکہ موت سے سب کو خوف آتا ہے- میں اس لئے سنک ہوں''-

نعیمہ کچھ دیر تک خاموش رہی پھر شرارت سے کہنے لگی ''شاہ صاحب یہ نیلی فلموں کا کیا چکر ہے؟ کیا آپ واقعی بنا رہے ہیں؟،، اس نے جس بیبا کی سے کہا کہ میں کچھ حیران ہوگیا- اس سے پہلے کبھی اس سے کھلے ڈلے انداز میں بات نہیں ہوئی تھی--

''حوا بی بی آدم کو زندہ رہنے کے لئے کیا کیا کرنا پڑتا ہے-''

''میری ایک دو جانے والیاں ہیں' دونوں گریجویٹ ہیں' دونوں کے باپ مر چکے ہیں اور ان کے کنبے لمبے چوڑے ہیں- صرف بہنیں ہی بہنیں ہیں- کیا کریں؟''

''زندگی کی گاڑی کو نیوٹرل گیئر میں چلانا بہت مشکل ہے- ہر وقت ضرورت خواہش اور سوچ انسان کو گھیرے رکھتی ہیں- لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک سوچتا ہو، لوگ زندگی احساس اور جذبے کے ذریعے بسر کرتے ہیں- سوچ تو زندگی کو بریکیں لگا دیتی

ہے- ہر سوچ کسی نہ کسی سوچ کے ماتحت ہوتی ہے- عام طور پر اپنی بجائے دوسروں کے بارے میں زیادہ سوچا جاتا ہے کہ لوگ اس بارے میں کیا سوچتے ہیں- کمزور دوسروں کی سوچ سے گھبرا کر اپنی سوچ بھول جاتے ہیں اور اس طرح سوچتے ہیں جیسے دوسرے سوچتے ہیں لیکن مجھ جیسے بے وقوف اپنی سوچ کے بارے میں سوچتے سوچتے خود ایک سوچ بن جاتے ہیں اور یہیں سے زندگی میں دراڑ پڑ جاتی ہے-،،

ہمارے اخبار کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں- سب سے پہلے مولوی شباب کو اٹھا کر لے گئے تھے- اسے اب اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا ہے- ظاہر ہے وہ اس وقت کیوبا کے کسی جزیرے میں پہنچ گیا ہوگا جہاں اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر پابہ زنجیر کر دیا ہوگا- بیچارسیدھا سا شوبوائے تھا پھر نہ جانے اس نے کیوں سبز پگڑی باندھ لئی جو اس کی مشکل بن گئی ہے- اس کے ایک دو ساتھیوں کا بیان ہے کہ اس کے گھر سبز پگڑی پوشوں کا آنا جانا تھا جن کا سیاست سے دور کا تعلق نہیں تھا' اس کے خلاف جھوٹی شکایت اس کی بیوی دیا نے کی تھی جو اس س سے جان چھڑانا چاہتی تھی-

ہمارے اخبار کے مالک چوہدری کو اشتہاری قرار دیا گیا ہے- اس نے بہت سارے بینکوں اور مختلف اداروں کے پیسے دینے ہیں- کوئی کہتا ہے لندن کے کسی جیل میں پڑا ہوا ہے اس پر اسلحہ سمگل کرنے کا الزام ہے- چوہدری کے لاپتہ ہونے کے بعد ایک دو ہفتے تو اخبار کریڈ پر چلتا رہا پھر بند ہوگیا ہے کہ سرمایہ نہیں ہے- کاغذ سیاہی، عملے کی تنخواہ اور دوسرے ہزاروں اخراجات ہیں- دو ہفتوں کے انتظار کے بعد دفتر کا عملی تتر بتر ہوگیا ہے- میں اور چند ایک کارکن وہاں بیٹھے رہتے ہیں- ایک دو مرتبہ نعیمہ اخبار کی حالت کا پتہ کرنے آئی اور مجھ سے گپیں لگانے لگیں- وہ میرے اتنے قریب بیٹھی رہی کہ میں اس کے بدن کے اندر چلتے ہوئے لہو کی آواز سن سکتا تھا-

''شاہ صاحب آپ دفتر کیا کرنے آتے ہیں؟-

''آپ کیوں آئی ہیں؟''

بس اخبار کی خیریت پتہ کرنے - گھر میں بیٹھی بیٹھی بور ہو گئی تھی--''

''کسی اخبار میں جگہ ملی ہے؟

اس نے نفی میں سر ہلایا-

تم آرٹ ڈیزائنر ہو، شکل صورت بھی اچھی ہے پھر ملازمت کیوں نہ ملے؟ میں نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا--

'' شاہ صاحب شکل تو آپ کی بھی اچھی ہے آپ---''

میں باتیں کرتا ہوا ساتھ ساتھ ایک فیچر بھی لکھ رہا ہوں- نعیمہ کا یہ جملہ سن کر میں نے قلم روک لیا ہے اور اس کی طرف قدرے تعجب سے دیکھا ہے-

میری نظروں کا مطلب سمجھ کر وہ قدرے محجوب ہو کر مسکرائی ہے-

''مردوں کی شکل کی بجائے ان کی جیب کو خوبصورت ہونا چاہئے--''

''شاہ صاحب اس کا مطلب ہے کہ انسان ایک بکاؤ مال ہے''۔

'' کچھ سمجھ لو' یہ دنیا ہے ہی مطلب کی' ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے کے لئے نہیں ملتے' ایک دوسرے کی خرید و فروخت کرتے ہیں اور اس کام میں عورتیں ماہر ہوتی ہیں-''

شاہ صاحب آپ عورتوں کو ہمیشہ حقیر کرتے رہتے ہیں--''

''اگر میں بے عزتی کر رہا ہوں تو برقعہ پہنو اور رسیدھا گھر جاؤ-''

''اگر میں نہ جاؤں تو--؟''

کوئی سہیلی پکڑ اور مٹر گشت کرو--اور مجھے فیچر لکھنے دو-''

''اگر میں مٹر گشت بھی نہ کرنا چاہوں''-

تو پھر چپ کر کے اپنے سیٹ پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرو--''

اگر میں یہ بھی نہ کرنا چاہوں؟

''تو پھر میرے پاس بیٹھ کر اتنی باتیں کرو کہ میرا بھیجا پگھل جائے-''

''وہ قہقہ لگا کر ہنسی--- اور میز پر رکھے ہوئے فیشن میگزین کی ورق گردانی کرنے لگی-

میں جو فیچر لکھ رہا ہوں وہ ان دیہاتی عورتوں کے بارے میں ہے جو ہزاروں کی تعداد میں اپنے کنبوں کے ساتھ بڑے شہروں میں تلاش معاش میں گھروں کے کام کاج کے علاوہ ہر طرح کا دھندا کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں- میں ان کے اور شہری عورتوں کے مورل سسٹم کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں لیکن نعیمہ کی موجودگی میرے انہماک کو مخل کر رہی ہے- میں نے چند جملے لکھنے کے بعد اس کی طرف دیکھا ہے وہ میگزین کی اوٹ سے مجھے دیکھ رہی ہے-

مجھے کیوں اس طرح دیکھ رہی ہو؟''

''آپ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں'؟'-

''کچھ دیر کے بعد بتاؤں گا''_

''شاہ صاحب آپ نے اپنے آپ کو ضائع کیا ہے آپ کو فلموں کا ہیرو ہونا چاہئے تھا''-

''حوالی بی میں زندگی کا اینٹی ہیرو ہوں-''

''یہ کیا بلا ہوتی ہے؟''

''وہ جو کچھ بھی نہ ہو پھر بھی اپنے آپ کو سمجھتا ہو کہ وہ کچھ ہے-- سمجھی-''

''آپ مجھے ہمیشہ حوا کہہ کر پکارتے ہیں میرا نام نعیمہ ہے--''

''ہر عورت حوا ہوتی ہے' تم نے اس کا برا منایا ہے- میں تم سے پندرہ برس بڑا ہوں' میں تمہیں لاڈ سے کہتا ہوں' اچھا اٹھو اور امام دین کو کہو کہ ہم دونوں کے لئے چائے لائے-''

''یہاں کی چائے بڑی ردی ہوتی ہے--''

،،چلو پھر تمہیں میکڈ انلڈ کی کافی پلاتے ہیں- باقی کام میں آ کر کرلوں گا''۔

''واقعی؟''

''تم نے کہاں جانا ہے- پہلے تو میکڈونلڈ والے برقعہ پوش عورتوں کو اندر داخل ہونے نہیں دیتے''۔

''' کیا مطلب شاہ صاحب آپ کا' یہ برقعہ تو محض فراڈ' اپنے اردگرد کے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے وگرنہ وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں''-

کیا باتیں کرتے ہیں؟''-

''چھوڑیں اس بات کو میں چائے کا کہہ کر آتی ہوں''-

نعیمہ یہ کہہ کر بے اعتنائی سے اٹھی اور باہر چلی گئی- اس کے جاتے ہی میرے ذہن میں نعیمہ کا وجود پھیلنے لگا' مجھے کچھ حیرت بھی ہوئی ہے کہ میں نے تو اس عورت کے بارے میں کبھی سنجیدگی سے سوچا نہیں' ہنس مکھ سی عورت ہے' کام سے کام رکھتی ہے' کبھی کبھار میری میز پر گپ بازی کے لئے آ جاتی ہے- وہ عملے کے کسی اور فرد کو منہ نہیں لگاتی' شاید وہ مجھے بڑا سمجھ کر اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتی ہے- میں نے کبھی اسے چاہنے والی نظروں سے نہیں دیکھا- اس معاملے میں عورت بہت زیرک ہوتی ہیں وہ بہت جلدی مرد کی نگاہوں کا مطلب سمجھ جاتی ہے- پھر ان نگاہوں کے مطابق اپنے ردعمل کا فیصلہ کرتی ہے- وہ عورتیں

جو عام طور پر دفتروں میں کام کرتی ہیں یا مردوں کے پہلو بہ پہلو ہوتی ہیں وہ بہت جلدی اپنی نسائیت سے محروم ہو جاتی ہیں اور ان بھی مردوں کے خصائص آ جاتے ہیں' میں نے بھی یہی پڑھا ہے کہ عورت میں نصف مرد اور ہر مرد میں نصف عورت شامل ہوتی ہے- عورتیں اپنے آپ کو معاشرتی طور پر محکم کرنے کے لئے مردانہ چولا پہن لیتی ہیں' جسے آج کی اصطلاح میں عورت کے حقوق کا احساس کہا جاتا ہے'-- یہ محض bull shit ہے چنانچہ جب مرد ایسی عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ ہم جنس پرستی کے قریب ہوتا ہے- بہت سی پڑی لکھی عورتوں کو اس کا احساس نہیں ہے- نعیمہ میں کم سے کم یہ بات نہیں ہے' اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مردوں میں بیٹھ کر ناز نخرے کرے' اسے اپنی داخلیت اور خارجیت میں ایک توازن پیدا کرنا ہوتا ہے- ہماری عورتیں صرف اولاد پیدا کرنا جانتی ہیں وہ بھی بھی جنسی عمل میں منہ بنا کر نکار پر انکار کرتی ہوئیں شریک ہوتی ہیں- مائی گاڈ عجب تضاد ہے-

نعیمہ کی شخصیت میں ایک سادگی اور ایک طرح کا رکھ رکھاؤ ہے' اچھی طرح سے بحث کرنا جانتی ہے- دو تین سال پہلے جب وہ کسی کی سفارش سے اخبار میں آئی تھی تو ایڈیٹر نے اس کی ابتدائی تربیت کے لئے میرے پاس بھیجا تھا- اس کا شعبہ تو ڈیزائنگ تھا لیکن اخبار میں کام کرنے کے ہر فن مولا ہونا پڑتا ہے- میرا خیال ہے چند دنوں میں ہی وہ بھانپ گئی تھی کہ میں عام مرد کی طرح اس کے بدن یا اس کے قرب کا خواہشمند نہیں تھا- شاید اسی وجہ سے وہ مجھ پر اعتماد کرنے لگی ہے- لیکن اس کے باوجود اس نے ایک نامعلوم سی قربت پیدا کر لی ہے' مجھ سے ہر بات بے تکلفی سے کر لیتی ہے- میں نے کبھی اس سے کوئی ذاتی بات نہیں کی' میرا یہ رویہ دیکھ وہ آہستہ آہستہ خود ہی کھلنے لگی- ایک دن وہ کچھ جذباتی تھی اور اپنے ماضی کے بارے میں باتیں کرنا چاہتی تھی' ہم دونوں ۲۳ مارچ کے حوالے سے اخبار کا پہلا صفحہ نعیمہ کے کمرے میں تیار کر رہے تھے- اس نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کیں

میں lay out تیار کرتے ہوئے نہیں اور ہاں میں جواب دے رہا تھا- وہ ایک دم کہنے لگی--

''شاہ صاحب آپ بڑے میکینیکل سے آدمی ہیں''-

''ہاں میں مشینی دور کا آدمی ہوں''-

آپ کی کوئی یادیں ہیں؟''-

نہیں کوئی خاص نہیں''-

''آپ نے کسی سے محبت کی ہے؟''-

''اس کا موقعہ ہی نہیں ملا''-

''کسی نے آپ سے محبت کی ہے؟''-

''مجھے نہیں معلوم''-

''آپ زندہ کس لئے ہیں؟''-

''روٹی کھانے کے لئے''-

''آپ بھی کمال ہیں- آپ کو عورتیں اچھی لگتی ہیں؟''-

اچھا تو وہ لگتا ہے جس کے ساتھ کوئی رابطہ ہو''-

''آپ سے ڈائیلاگ نہیں ہوسکتا''-

''نہ کرو'' میں نے اسے جواب دیا اور اس نے شرارت آمیز انداز میں میرا کاندھا تھپتھپایا-''

''آپ کو ماضی کی کوئی بات یاد نہیں آتی؟''

''عورتوں کو ماضی سے پیار ہوتا ہے وہ اس بارے میں رومانٹک ہوتی ہیں-''

میرا خیال ہے آپ اپنے ماضی کے بارے میں باتیں کرنا چاہتی ہیں؟''-

''شاہ صاحب میں آپ کے بارے میں ایک بات نہیں سمجھ سکی، آپ کی باتوں سے یہ لگتا ہے کہ آپ عورتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کا مشاہدہ بہت خوفناک ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟''

''یار باتیں نہ کرو ابھی ایڈیٹر نے اس کا خاکہ دیکھ کر منظور کرنا ہے پھر اس نے پریس میں جانا ہے۔''

''چلا جائے گا یہ تو ہر سال ہی ایسا ہوتا ہے'' ہمارے کام اور باتوں کے دوران کئی مرتبہ اخبار کے کارندے کمرے میں آتے اور چلے جاتے۔ کسی کو میرے رویے کے بارے میں شک نہیں ہے کہ میں کسی لیڈی رپورٹر میں دلچسپی لیتا ہوں، میں نے البتہ روبینہ کے حوالے سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے قریب آنے کی کوشش کر رہی تھی وہ اس لئے کہ میں چھڑا چھانٹ ہوں۔ ایک بات ہے کہ کسی عمر کا مرد ہو جب عورت کو پتہ چلے کہ وہ کنوارا ہے تو اسے بڑا اطمینان ہوتا ہے۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کا رویہ طنزیہ لاتعلقی کا ہوتا ہے جیسے کہہ رہی ہو یہ عورت کے منہ لگ چکا ہے اب اس میں کیا رہ گیا ہے۔ مرد عورت کے بارے میں بدمعاش ہوتا ہے۔ وہ کنواری عورتوں سے عموماً خائف ہوتا ہے لیکن ہر شادی شدہ عورت کو وہ اپنا مرغوب شکار سمجھتا ہے لیکن شادی شدی عورتیں خواہ وہ بیوہ ہوں یا مطلقہ غائیت درجہ شاطر ہوتی ہیں وہ جذباتی یورش میں بھی پہلے اپنے نفع نقصان کے بارے میں سوچتی ہیں۔

دو برسوں سے میں نے نعیمہ کے رویے میں کوئی غیر معمولی بات نہیں دیکھی۔ میں نے ادھر ادھر سے سنا تھا کہ اس کی شادی ایک امیر بزنس مین سے ہوئی تھی جو شادی کے ایک سال بعد کار کے حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا اور وہ بیوہ ہو کر والدین کے گھر واپس گئی تھی۔ اس انفارمیشن پر عملے نے طرح طرح کی قیاس آرائیاں بھی کئیں کہ اگر وہ ایک امیر آدمی کی

بیوہ ہے تو پھر اخبار میں نوکری کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی نے کہا اس کے خاوند نے اسے چھوڑ دیا ہے- ظاہر ہے یہ باتیں نعیمہ کے کانوں میں بھی پڑیں ہو گی لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی-

میں چائے کے انتظار میں ہوں نعیمہ نہ جانے کہاں چلی گئی ہے- چائے کے انتظار کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ نعیمہ سے بے ضرر دوستی اور عمروں کے تفاوت کے باوجود اس نے میرے احساس میں کہیں نہ کہیں جگہ بنالی ہے' اسے باہر نکالنا ضروری ہے وگرنہ میں مجبور ہو جاؤں گا اور اپنی ذات پر میرا اختیار ختم ہو جائے گا- بس اس حد سے آگے نہیں' وہ بڑا ہونے کے اعتبار سے مجھ پر اعتماد کرتی ہے جسے برقرار رہنا چاہئے-

''حوا چائے لینے سری لنکا گئی تھیں''-

،، میں چائے کے لئے آدم کو ڈھونڈ رہی تھی لیکن وہ دفتر نہیں آ رہا' میں اپنے کمرے چائے بنا کر لا رہی ہوں-''

''شکریہ میڈم''

ہم نے ابھی چائے نہیں پی ہے کہ کرائم رپورٹر بشیر کمرے میں آ دھمکا ہے- وہ دفتر کا ایک ناپسندیدہ کردار ہے جو مفصل کا رہنے والا ہے' ہر بات کی ٹوہ رکھتا ہے' کرائم رپورٹر ہے' پیسے پکڑ کر تھانوں سے کام کراتا ہے- جب سے اخبار کا کام ڈانواڈول ہوا ہے اس کی کلغی بھی گر گئی ہے' دوسرے اخباروں میں جگہ ڈھونڈ رہا ہے لیکن اپنی بری شہرت کی وجہ سے ابھی تک فارغ ہی بیٹھا ہے-ہمیں چائے پیتا دیکھ کر اس نے فقرہ کسا ہے---

''شاہ جی موج میلہ ہو رہا ہے''-

''کیا مطلب تمہارا؟''-

''میرا مطلب ہے جب کام کاج نہ ہو تو پھر گپ بازی ہی چلتی ہے' دفتر میں اور

کون آتا جاتا ہے؟''۔

''مجھے نہیں معلوم میں تو اپنا کام کرنے آتا ہوں اور تم ---''۔

میں عام طور پر اس لب ولہجہ میں بات نہیں کرتا لیکن جو وہ کہنا چاہتا تھا میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ اس لئے مجھے لہجے میں تلخی تھی۔ میں نے نعیمہ کی طرف دیکھا وہ کچھ سہمی ہوئی ہے، میں سر جھکا کر کام کرنے لگا، بشیر سمجھ گیا ہے کہ میں اس سے ڈائیلاگ کرنا نہیں چاہتا۔

''اچھا شاہ جی میں چلا' میرا خیال ہے ہم لوگوں کو اپنے واجبات کے لئے انڈسٹریل کورٹ میں جانا پڑے گا''۔

''ہوں،، میں نے اتنا جواب دیا اور اس کے جانے کا انتظار کرنے لگا۔ اس نے گھوم کر نعیمہ کو بڑے معنی خیز انداز میں دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

''شکر ہے دفعہ ہوا' جاسوسی کرنے آیا تھا'' نعیمہ نے اس کے جانے کے بعد اطمینان کا سانس لیا اور اپنے شانوں سے دوپٹہ ہٹا کر کرسی کی پشت پر رکھ دیا شاید اس لئے کہ گرمی کا دباؤ مسلسل بڑھ رہا ہے۔

''شاہ جی چلیں''۔

''ہاں تمہارا راستہ ادھر میرا اُدھر۔ ٹھہرو میرے ذہن میں ایک پراجیکٹ کافی دنوں سے چل رہا ہے' عبدل کو جانتی ہو نا وہ بھی اس میں شریک ہے۔''

''ہاں ایک دو مرتبہ آپ سے ملنے بھی آیا تھا' میرے بھائی کا واقف ہے۔''

''کیسا آدمی دکھائی دیتا ہے؟''۔

''نظر باز ہے اور عورتوں کے لئے خطرہ ہے۔'' اس نے ہنس کر کہا۔۔

''ہر مرد عورت کے لئے خطرہ ہوتا ہے اور عورتیں جان بوجھ کر یہ خطرہ مول لیتی

ہیں۔''

''اچھا میرے سامنے سیدھی کھڑی ہو جاؤ میں تمہارا جائزہ لینا چاہتا ہوں''

''خیریت؟''۔

''نہیں''۔

وہ ایک فرمانبردار کی طرح کچھ فاصلے پر سیدھی کھڑی ہو گئی ہے۔

''گھبرانا نہیں، میں تمہاری تصویر نہیں لے رہا کچھ اور چیک کرنا چاہتا ہوں،، یہ کہہ کر میں نے اپنا نکون کیمرہ اٹھا کر اس میں زوم لینز لگایا ہے اور لینز کے پیچھے سے اس کے جسم اور چہرے کے مختلف زاویے دیکھے ہیں، وہ پیہم مسکرا رہی ہے۔'' یہ ایکسر سائز ختم کر کے میں اپنی میز پر آیا ہوں جہاں کچھ کاغذ بکھرے ہوئے ہیں۔نعیمہ جسے میں حوا کہہ کر پکارتا ہوں اس کے چہرے کے تاثرات میں کچھ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔

''شاہ صاحب میری تصویر اپنے فیچر میں چھاپنا چاہتے ہیں؟''

''نہیں''۔

پھر یہ آپ کو کیا سوجھی؟''۔

''حوا بی بی اس کی وجہ میں کچھ دیر کے بعد بتاؤں گا--،،

اس نے قدرے ناپسندیدگی سے کہا

''شاہ صاحب آپ مجھے حوا کہہ کر کیوں پکارتے ہیں؟'' اس نے ایک مرتبہ پھر احتجاج کیا--

''یہ ایک گہری بات جسے تم نہیں سمجھ سکتی' اس لئے میرا حکم مان لیا کرو''۔

''ارشاد''۔

''چلو یہاں سے چلیں''۔

''کدھر؟''۔

''تم اپنے گھر اور میں اپنے' راستے میں بات کر لیتے ہیں۔''

اس نے اپنا برقعہ اٹھایا اور ہم کاریڈور میں سے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترنے والے ہیں کہ میں نے قدم روک کر کہا ہے۔۔

''نعیمہ میں' عبدل اور عرفان صاحب مل کر ایک ایورٹائزنگ کمپنی کھول رہے ہیں' ہمارے ساتھ کام کرو گی؟''۔

''میں ان صاحبوں کو تو نہیں جانتی البتہ آپ کے حوالے سے عبدل کی چہرے سے واقف ہوں۔ میرا اس میں رول کیا ہوگا؟ اس کو فائینیس کون کرر ہا ہے؟''

''تم ان باتوں کو چھوڑو' مجھے ہاں یا نہیں میں جواب دو۔''

''شاہ صاحب آپ تو ڈکٹیٹر بنتے جا رہے ہیں''

''ہاں تم مجھ سے پندرہ برس چھوٹی ہو اس لئے میں تمہیں حکم دے سکتا ہوں۔''

''جناب میرا کام کیا ہوگا؟''۔

''تم انچارج سب باتوں کی۔ اس کی تنخواہ ملے گی' ڈیزائنگ کرنا' ماڈلز کو تیار کرنا' میرا کام فوٹو گرافی اور تم نے کبھی کبھار ماڈلنگ بھی کرنی ہے''۔

''میں شاہ صاحب' میری شکل ایسی ہے؟''

''تم میں کمی کس بات کی ہے شادی کے بعد عورتیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں تم بالکل فٹ ہو۔''

میرا یہ جملہ سن کر وہ بے اختیار ہنسنے لگی ہے ''شاہ صاحب آپ تو دائیوں جیسی بات کرتے ہیں۔''

''اس کام میں بہت پیسے ہیں۔ عبدل ملٹی نیشنلز کے اشتہار پکڑے گا' فوٹو گرافی کا

کمال میں دکھاؤں گا' لینز کے پیچھے تم --تمہارے گھر والوں کوتو اس پر اعتراض نہیں ہو گا۔"

''میرا نہیں خیال -- بھائی کے علاوہ ہمارا اور کون ہے؟ --

-- ماں تھی وہ فوت ہو چلی ہے ہے' باپ کی شکل سے ابھی واقف نہیں ہوئی تھی کہ وہ بھی چلے گئے۔''

میں نے محسوس کیا کہ وہ ایک دم جذباتی ہوگئی ہے اور ایک پل کے لئے ہنس مکھ چہرے کے پیچھے مجھے ایک اور افسردہ چہرہ دکھائی دیا ہے---

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۹

کہنے کوتو یہ دنیا بہت وسیع ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتی' بھانت بھانت کے لوگ اور طرح طرح کے نقشے۔لیکن میرے لئے یہ دنیا بہت تنگ ہے۔ چند باتیں اور چند لوگ' پھر وہی صبح وشام کی چکی۔ میں نے اصل میں خود ہی یہ دنیا تنگ کر لی ہے۔ دنیا کے سارے معاملات میل ملاقات سے چلتے ہیں لیکن ایک بات ہے کہ خالی میل ملاقات نہیں چلتی' اس دنیا کو دینے کے لئے کچھ تو ہونا چاہئے کچھ نہیں تو کم سے کم نیوسینس ویلو ہی ہونی چاہئے۔ محض انسان ہونے سے بات نہیں بنتی۔

میں یہ مانتا ہوں کہ کارل مارکس ارضی خدا ہے' اس نے سب فلسفیوں صوفیوں اور درویشوں کو اڑا کر رکھ دیا ہے۔ اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان اندر سے بجوّ ہے جب اسے اپنا مفاد ہو تو وہ سب کو ٹھوکر لگا کر پھینک دیتا ہے بس سب ایک ہی دھندے میں لگے ہوئے ہیں۔ کٹر مولوی ہو یا پیشہ ور دنیا دار، دو مختلف راستوں پر چلتے ہوئے ایک ہی منزل پر پہنچتے ہیں' میں کن فضول باتوں میں کھو گیا ہوں۔ مجھے اپنے لئے بھی کچھ کرنا ہے میں نے ایک مریض کی طرح زندگی بسر کی ہے' اچھے اور برے میں تمیز کی ہے' لیکن اس سے اچھا نہ زیادہ اچھا ہو سکا اور نہ برا زیادہ برا ہو سکا، اور میں ان دونوں کے درمیان خوامخواہ مارا گیا ہوں۔ میری تنخواہ بند ہو چکی ہے فری لانسنگ کرتے کرتے میرے بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔

میں اپنی ضرورت کے مطابق کما لیتا تھا لیکن اب تنخواہ بند ہونے سے معاملات چوپٹ ہونے لگے ہیں- میرے پاس ایک منصوبہ ہے- اگر مجھے کوئی متمول بیوہ یا مطلقہ مل جائے تو اس سے شادی کر کے زندگی کی کتاب کو آخری صفحے سے شروع کیا جا سکتا ہے میری شکل صورت بھی بری نہیں ہے- مجھ پر کئی عورتوں نے پٹو ڈالنے کی کوشش بھی کی ہے- کل میں شادی کے ایک فنکشن میں فوٹو گرافی کے لئے گیا ہوا تھا' عورتوں کے جھرمٹ میں ان کی فرمائش پر تصویریں کھینچ رہا تھا تو ایک پروفیسر قسم کی معمر عورت ایک نوجوان عورت کو مت دے رہی تھی- ''ڈیر شکل وصورت سب آئیڈیلزم ہے- یہ جلد خراب ہو جاتی ہیں- عورت کو اس سے غرض نہیں ہوتی کہ رات کی تیرگی میں اس پر کالے یا سفید رنگ کا سوار ی کر رہا ہے' مقصد سواری ہے اور پھر اس سواری کا عمر بھر ٹھونک بجا کر معاوضہ لو'' میں یہ درس سن کر حیران ہو گیا کہ عورتیں تو اور طرح سے سوچتی ہیں اور بے وقوف مرد اس کے قصیدے پڑھتا ہے- سچ تو یہ ہے کہ لمحاتی طور پر مرد کی جنسی خواہش کا وفور اس کے لئے نا قابل برداشت ہوتا ہے جس کے لئے وہ عورت کو ڈھونڈتا ہے یہی خواہش عورت کو حسین اور ناگزیر بنا دیتی ہے- اس کے برعکس ایک سیانی عورت نے کہا تھا کہ مرد کو عورت صرف رات کو نظر آتی ہے- اگر وہ صبح کو عورت دیکھنا شروع کر دے تو پھر وہ سارا دن ہمبستری ہی کرتا رہے میں اس جملے کا بین السطور معنی سمجھتا ہوں لیکن جان بوجھ کر سمجھنا نہیں چاہتا- عورتیں تو انسان کا کوئی اور ہی برانڈ ہے- ان کی شکلیں تو انسانوں ایسی ہیں لیکن ان کا اندر اور باہر سب کچھ مختلف ہے-

میں عام آدمیوں کی نسبت سے عورتوں کے تشدد سے کچھ بچ رہا ہوں- کیونکہ میں جس گھر میں اور جس معاشرے میں رہتا ہوں وہاں عورت سے بات کرنے کا مطلب ہے بدمعاشی، لوگوں کے طعنے، لڑکیوں کے گھر والوں کی دھمکیاں اور اس پر عورتوں کا نا قابل اعتماد مزاج- جب تک عورت کی بات مانتے رہو وہ بہت میٹھی اور جان نثار لیکن جونہی انکار

کر دو وہ ایک دن غرانے لگتی ہے- وہ کہتی ہے کہ مرد کو میری ضرورت ہے اس لئے وہ کتا ہے جو پیچھے پیچھے پھرتا ہے- میں نے ایک دن اپنے آپ سے کہا کہ میں کتا نہیں بنوں گا اور اپنے وجود کی خواہش پر، جسے عام طور پر جنسی خواہش کہا جاتا ہے قابو پالوں گا- میں نے خواہش پر قابو تو پالیا ہے لیکن میرا وجود بے چین رہتا ہے- یہ مجھ سے کچھ اور چاہتا ہے- ظاہر ہے یہ عورت نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ زندگی کا محور نہیں ہے- گھر میں جب عورت بیوی بن کر آجاتی ہے تو وہ اپنی زندگی بسر کرنے آتی ہے- اگر وہ آپ کے ساتھ سوتی ہے تو وہ آپ کی خوشنودی کے لئے نہیں اپنی خواہش پورا کرنے کے سب کچھ کرتی ہے- اس کی وفاداری اور آپ کی خدمت آپ کے لئے نہیں ہوتی، وہ اپنے مستقبل کی راہ ہموار کرتی ہے- میری بڑی بہن نے ایک دن مجھے کہا ''تم گمراہ ہو، کم سے کم صبح کی نماز پڑھ لیا کرو'' میں نے اس کی ایک بات مانی لیکن دوسری نہ مان سکا کیونکہ میں اسے سمجھ نہیں سکا تھا- گمراہ تو وہ ہوتا ہے جو راہ پر ہو اور جس کی کوئی منزل ہو- میں ابھی راہ ڈھونڈھ رہا ہوں اس کے بعد میں گمراہ ہو جاؤں تو میری بڑی بہن کی تنقید حق بجانب ہے- جہاں تک صبح کی نماز کا تعلق ہے وہ مجھے پڑھنی چاہئیے لیکن میں کافی دیر سے اٹھتا ہوں اور قضا ہو جاتی ہے- میں ہر شام جلدی اٹھنے کا وعدہ کرتا ہوں صبح کی سفیدی میرا ساتھ نہیں دیتی بہت جلدی دھوپ بن جاتی ہے- اور میں اپنے آپ کو ملامت کرتا ہوں-

اس کے بعد گمراہی کا سوال پیدا ہوتا ہے، گمراہی تلاش کا ایک سفر ہے- نہ جانے صبح صبح میں کیوں اپنے بخیے ادھیڑ رہا ہوں، شاید میں باتیں کرنا چاہتا ہوں، بات کرنے کے لئے کوئی دوسرا چاہئیے ہے، میں یہ کہاں سے لاؤں، سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور شام کو گھر بند کر کے ٹی وی کے دوالے ہو جاتے ہیں- اگر کسی کو مخل کرو تو وہ پسند نہیں کرتا- یہ شہر بہت بڑا قید خانہ ہے جہاں ہر ایک کو قید تنہائی کی سزا دی گئی ہے- مجھے نعیمہ

سے دور رہنا چاہیئے میں کہیں اس کے سحر میں نہ آ جاؤں' میں نے کبھی یہ سوچا نہیں کہ وہ عورت ہے- ادھر ادھر کی گپ بازی اور اسکے چھوٹے بڑے کام---- میرا اس سے تعلق بس اس حد تک رہا ہے- چھبیس برس کی عمر ہے- گورا رنگ' ستواں ناک' لمبوترا منہ اور مناسب جسم جیسے وہ اس کی دیکھ بھال کرتی ہے- عجیب بات ہے یا اسے میرا احساس کہیں کہ لمبے منہ والی عورتوں میں جنسی کشش زیادہ ہوتی ہے ان کے چہروں میں اک ایسی گہرائی ہوتی ہے جو دیکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتی ہے-

لے دے کر عبدل باقی رہ جاتا ہے جس سے گفت وشنید رہتی ہے- میرا زندگی میں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اس کے بہت سے مسائل ہیں جو اس نے خود پیدا کئے ہیں- بعض دفعہ مجھے یوں لگتا ہے کہ عبدل اس شہر کا چھوٹا سا ڈان جان ہے جسے کوئی عورت مطمئن نہیں کر سکتی- وہ ایک عورت سے دوسری عورت کی طرف جاتا ہے لیکن پہلے سے زیادہ غیر مطمئن ہو جاتا- جب وہ بہت پریشان ہوتا ہے تو وہسکی کی آدھی بوتل لے کر میرے گھر آ جاتا ہے- پھر آہستہ آہستہ ایک پھول کی طرح کھلتا جاتا ہے اور اپنی الجھن بیان کرنے لگتا ہے جب ذرا ہوش آتا ہے تو اس کے تیور بدل جاتے ہیں----

''یار تو اپنے کو فلسفی سمجھتا ہے یا ماہر نفسیات، تو مسکرا مسکرا کر میری باتیں سن رہا تھا، کوئی حل بھی بتا--،، میں مسکرا کر جواب دیتا-

''زندگی کا حل یہی ہے کہ اسے بسر کرو، ممکن ہو تو اکیلے رہ کر اور کسی کو سہارا بنائے بغیر--،،

''بات تو تم کچھ ٹھیک کہتے ہو لیکن مرد عورت کے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے اکیلے کس طرح رہا جائے؟''-

''جس طرح میں رہتا ہوں کیونکہ میں زندگی کو تلاش کرتا ہوں اور نہ اس کے

مقصد کو- جو مقصد تلاش کرتے ہیں وہ بے مقصد ہوتے ہیں اور جو کچھ بھی تلاش نہیں کرتے انہیں کوئی نہ کوئی مقصد مل جاتا ہے-مقصد تو جواز حیات ہوتا ہے-،،

''یار تم مشکل قسم کی باتیں کرر ہے ہو وہ بھی چیف اکاونٹنٹ کے ساتھ- یہ سب کچھ تم نے کیسے سیکھ لیا ہے--''

''میں نے ابھی سیکھا ہی کچھ نہیں، میری عمر چالیس برس ہوگئی ہے اور شیخ سعدی کے نزدیک یہی وقت سیکھنے کا ہے- میں سب کچھ سیکھ کر سب کچھ بھول جاؤں گا- چل یار باہر نکلیں وھسکی سے دماغ اچاٹ ہونے لگا ہے-،، میں اور عبدل گھر سے باہر نکل کر ایک چھوٹی سی بے رونق سڑک پر چلنے لگے ہیں-اس سڑک پر چلتی ٹریفک بالکل دیہاتی قسم کی ہے- میں شہر سے اتنی دور کبھی مکان نہ بناتا- یہ والد صاحب کی دین ہے-بعض دفعہ میں سوچتا ہوں کہ میرے والد کی نسل ایمان دار کیوں نہیں تھی- ان کی ساری نسل بے ایمان تھی- ۱۹۴۷ کے بعد متروکہ جائیدادوں کے حصول کے لئے اس نسل نے جتنا جھوٹ بولا کہ اب نئے جھوٹ ایجاد کرنے مشکل ہو گئے ہیں-لیکن میرے والد کو کیا ہو گیا تھا' ساری عمر ایک دفتر میں قلم گھساتے رہے، موروثی مکان فروخت کیا اور شہر سے دور یہ مکان بنالیا اور یہ بھی اس خیال سے کہ میری بہن کی اچھی جگہ شادی کرنا آسان ہو جائے گی-لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا- میری بہن نے جو قدم لیا وہ ہمارے سان گمان میں نہیں تھا-

میری طرح عبدل بھی پہلے اندرون شہر اکبری منڈی میں رہتا تھا-ا- اس کے کہنے کے مطابق اکبری دروازہ اکبر کے زمانے میں بنا تھا اور ان کی پرانی حویلی بھی اس دور کی ہے جسے اس کے باپ نے بڑے چاؤ سے دلہن کی طرح سجا کے رکھا ہے-عبدل کو یہ جگہ پسند نہیں ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ جگہ اس کی پوزیشن سے مطابقت نہیں رکھتی تھی چنانچہ اس نے ایک فیشن ایبل علاقے میں دوسری منزل پر ایک فلیٹ کرائے پر لیا ہوا ہے جہاں اس نے

اپنی من پسند کی شادی کی-عبدل کو اپنی مالی اور سوشل پوزیشن کا پوری طرح احساس تھا-وہ اپنی شادی ایک ایسی عورت سے کرنا چاہتا تھا جو حسین بھی اور دولتمند بھی--،،

''گدھے ایک حسین اور پھر دولتمند عورت تم سے کیوں شادی کرے گی، وہ اپنی قیمت اونچی جگہ پر لگوائے گی-،،

''لوگ نہیں جانتے میں بذات خود ایک سرمایہ ہوں-''

عبدل چیف اکاونٹنٹ ہے بڑی جلدی حساب کتاب لگا لیتا ہے-چنانچہ اس نے اپنی شادی کا حساب کتاب بھی جلدی لگا لیا لیکن اس مرتبہ جمع تفریق میں کہیں ٹھوکر کھا گیا-اس نے ناہید سے شادی کی جو کافی جمیل تھی لیکن بیحد معمولی گھرانے سے تعلق رکھتی تھی-عبدل کی اس سے ملاقات اپنے باپ کی دکان پر ہوئی تھی جہاں وہ اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ بھارت سے درآمدہ حنا اور دوپٹے لینے آئی تھی-عبدل کو وہ اچھی لگی اور وہ اس کے پیچھے لگ گیا--اس کے بعد کی کہانی کافی پیچیدہ ہے-اس کا اختصار یہ ہے کہ ناہید کو اپنے حسن کا بہت زیادہ احساس تھا' اگر وہ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا لیکن اس کے والد کی غربت راہ میں حائل تھی-چنانچہ اس نے عبدل ایسے سفید پوش پر ہی اکتفا کیا-شادی کے بعد کچھ مہینے سکون سے گذرے' عبدل اسے ہنی مون کے لے سوات لے گیا پھر اس کے بعد دوسرے پہاڑی علاقوں کی بھی سیر کرائی-جب معاملات ٹھنڈے پڑنے لگے تو عبدل نے محسوس کیا کہ ناہید جنسی طور پر غیر مطمئن رہتی-عبدل کی باتوں سے یہ لگتا تھا کہ وہ نمفو مینک ہے اور پیہم جنسی عمل کے سرور میں رہنا چاہتی ہے--وہ اکثر میرے پاس آتا ہے اور اسی موضوع پر مسلسل باتیں کرتا رہتا ہے کہ وہ کس طرح ناہید کو واپس لاسکتا ہے-طرح طرح کے احمقانہ منصوبے بناتا ہے-پیروں فقیروں کے پاس جاتا جاتا ہے، میں اسے بار بار سمجھاتا ہوں کہ وہ ایک معمولی سی عورت ہے اور اس کے لئے

طوفان مچانا حماقت ہے- اس کی شکل اور بدن چند سالوں کے مہمان ہیں-،،

''ٹھیک کہتے ہو' ٹھیک کہتے ہو' یار میں دوسری شادی کرلوں؟-''

''عبدل وہسکی نے تمہارا دماغ الٹ دیا ہے' اصل زندگی عورت سے پرے ہے' اس بات کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں- گھر گرہستی زندگی میں خوشی کی بجائے رنج اور رنجشیں پیدا کرتے ہیں''-

''پیر بادشاہ' تم مجھے جانتے ہوئے بھی نہیں جانتے میں عورتوں کا انسائیکلو پیڈیا بریٹنکا ہوں''

'''تم اس کا پرانا ایڈیشن ہو' دنیا بہت بدل گئی ہے' یہاں کی عورتوں کا اندر باہر وہ نہیں ہے جو تم اور تم جیسے لوگ سمجھتے ہیں--''

''عورت عورت ہی رہتی ہے' کلوپیڑا ہو یا اللہ دتی' پیر بادشاہ میں ایک بات سوچ رہا ہوں' اگر ناہید کا بخار اتر گیا تو میں کسی ورکنگ وومن سے شادی کرنے کا پروگرام بنا رہا ہوں- میرا دماغ سن ہو رہا ہے' چل یار باہر نکلیں وہسکی کام خراب کر رہی ہیے- چل باہر چلیں اپنا چھوٹا مووی کیمرہ بھی ساتھ لے چلو ،،-

'خیریت ہے-،،

''تمہاری فلم کے لئے میں نے کچھ باتیں سوچی ہیں-،،

''جس طرح تم کام چلا رہے ہو یہ نہیں چلے گا- اپنا ایک سٹوڈیو بناؤ، چھوٹی چھوٹی دستاویزی فلموں کے ساتھ بلیو فلمیں بناؤ کافی رزق ملے گا- زندگی کشادگی کا نام ہے کب تک پیسے کے لئے مارے مارے پھرتے رہوگے-؟''

''عبدل تم پر شیطان سوار ہے، تم اچھائی یا برائی میں یقین رکھتے ہو،،-

''میں دونوں میں یقین رکھتا ہوں انسان کو اچھے اور برے دونوں کام کرنے

چاہیں اس سے زندگی میں توازن رہتا ہے- اگر انسان اچھا ہوتو پھر مذہب کی ضرورت نہیں ہے-،،

''میرا خیال ہے عبدل تمہیں زیادہ چڑھ گئی ہے'' میں نے ٹیکسی کا شیشہ نیچا کیا اور ٹھنڈی ہوا سے طراوت کا احساس ہونے لگا ہے-

،،تمہیں بھی پیسے کی ضرورت ہے اور مجھے بھی، میرے پاس ایک دو پارٹیاں ہیں جو بلیو فلموں کو فنانس کریں گی، تم نے صرف کیمرہ چلانا ہے باقی کام دوسروں کا ہے اور ہم نے اسی بات کے پیسے کمانے ہیں-،،

'یار یہ تو فضول سا منصوبہ ہے، اس سے تو کراہت آئے گی، اچھے خاصے انسانوں کو درندہ ثابت کرنا ہے، یہ کام میرے لئے مشکل ہے- میں کسی کی پرائیوسی میں مداخلت کرنا نہیں چاہتا-،،

''واہ رے فنکار، یہ کام تو پیشہ ور کریں گے، جس میں پرائیوسی بھی ایک کاروباری چکمہ ہے--،،

'' یہاں کی عورتیں تو بڑی شرمیلی اور حیادار ہیں، وہ اس کام کی اجازت کیسے دیں گی؟''

عبدل نے زور سے قہقہہ لگایا، تمہیں ان سے واسطہ نہیں پڑا- خیر تم وہی کرو گے جو میں کہوں گا،،

''تم کس کا انتقام کس سے لینا چاہتے ہو؟،،-

''جب تک وہ واپس نہیں آجاتی،،-

''اس میں کیا خاص بات ہے؟،،-

''یہ میں بہتر جانتا ہوں، میں نے والد سے جائیداد میں اپنا حصہ مانگا ہے، میں

بینک میں ہیرا پھری کرتا ہوں، مجھے خطرے کا بھی احساس ہے، میں اک پلازا بنانا چاہتا ہوں، اس کے بعد وہ خود واپس آ جائے گی،،-

''کیا بچگانہ سوچ ہے،،

-اب میں ویاگرہ بھی استعمال کروں گا''-

''یہ پہلے ہی کر لیتے تو اس جھگڑے سے بچ جاتے-،،

ٹیکسی ایک جھٹکے کے ساتھ شاہی مسجد کے عقب میں ایک پل کے لئے رکی

ہے--

''بہتر ہے یہیں اتر جاتے ہیں آگے ریڈ لگی ہے-،،عبدل نے کہا ہے-

ہم ٹیکسی سے اتر کر فٹ پاتھ پر چلنے لگے ہیں-

''عبدل کس بات کی ریڈ لگی ہوئی ہے؟،،-

''پیسے کمانے کی،،-

''ہم تو بشیر مصور کے کیفے میں بریانی اور کباب کھانے آئے ہیں، اس کی بہت شہرت سنی ہے-میرا خیال ہے میں اسے جانتا ہوں ایک دو مرتبہ وہ اخبار کے دفتر میں بھی کسی کام سے آیا تھا-کوئی بات نہیں میرے پاس صحافی کا کارڈ ہے، پولیس کچھ نہیں کہے گی؟''

''انتظار کر لیتے ہیں خوامخواہ پھڈا ڈالنے کی کیا ضرورت ہے-تمہیں یہاں اپنی فلم کے لئے کچھ اچھے سین بھی مل جائیں گے- باہر کی دنیا کو بھی پتہ چل جائے گا کہ ہم کس بھونڈے طریقے سے جسم فروشی کرتے ہیں اور ہم کتنے ولگر ہیں-''

شام ابھی گہری نہیں ہوئی ہے- میں اور عبدل ٹہلتے ہوئے حضوری باغ کی طرف نکل آئے ہیں- میرا سر بوجھل ہے اور طبیعت بغیر کسی وجہ کے چڑ چڑی ہے- میں عبدل سے جھگڑا مول لینا نہیں چاہتا کیونکہ وہ بچپن کا قابل اعتماد دوست ہی نہیں بلکہ میرا ہر طرح

سے امدادی بھی ہے---

''یار عبدل یہاں اتنی دور آنے کا تک کیا تھا؟ کھانا ہم ادھر بھی کھا سکتے تھے--،،

''بس یار آج طبیعت میں اداسی تھی چلو ادھر آ کر ریلیکس کرتے ہیں اور اس علاقے کی عورتوں کو تم بھی ذرا کیمرے کی آنکھ سے دیکھ سکو-''

''ٹھیک ہے،، میں نے ہتھیار پھینکتے ہوئے کہا ہے-

''میں کیمرہ تو ساتھ نہیں لایا اب لوکیشن دیکھ لیتے ہیں- لیکن مجھے یہاں گھٹن کا احساس ہوتا ہے' یہاں ہر شخص کے چہرے پر چور ہونے کا شائبہ ہوتا ہے--،،

''ہم تو یہاں زندگی کا تماشا دیکھنے آئے ہیں- یہ اصل زندگی ہے- اُدھر بھی تجارت ہے اِدھر بھی تجارت- یہاں تو صرف جسم فروخت ہوتے ہیں اُدھر جسم اور روح دونوں بیچ دیئے جاتے ہیں- وہاں جرم کی موجودگی میں نیکی کی بار بار یاد دہانی کرائی جاتی ہے- یہاں کے جرم اور وہاں کی نیکی میں کوئی فرق نہیں ہے- بھاڑ میں جائے یہ دنیا' ہمیں اپنے آپ سے غرض رکھنی چاہیئے،،

عبدل باتیں کرتا کرتا ایک دم خاموش ہو گیا ہے- مجھے آج اس کی خلاف معمول باتوں پر کچھ اچنبھا بھی ہوا- شاید اس کا ذہن نشے سے زیادہ مغلوب تھا اور اس کا اندر کا ڈھکنا کھل گیا تھا- میں اسے ایک چالاک دنیادار آدمی سمجھتا تھا جس کی بصارت صرف اپنی جیب تک محدود ہے لیکن وہ سب کچھ جانتا اور سمجھتا ہے اور اس نہ جانے کیوں سب کچھ اپنے اندر چھپا کر ایک اور روپ بنایا ہوا ہے، اپنے لئے یا دوسروں کے لئے شاید ہی انسان ان آوازوں سے بچ سکتا ہو جو کسی نہ کسی روپ میں اس کے وجود کو آوازیں دیتی رہتی ہیں-

''میرا سر گھوں گھوں کیوں کر رہا ہے؟ شاید مجھے قے آ جائے، میں نے وہسکی زیادہ پی لی تھی' مجھے متلی ہو رہی ہے--،،عبدل نے برا سا منہ بنا کر کہا ہے- ہم حضوری باغ کے

گرد چھوٹی سی دیوار پر خاموش بیٹھے ہیں- میر امنہ رنجیت سنگھ کی مڑھی کی طرف ہے جس نے سفید برقعہ پہنا ہوا ہے- اور اس برقعے کے نیچے اس کی راکھ دفن ہے جس نے یہاں کے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی تھی مائی موراں زندہ باد' جنرل رانی زندہ باد' شمشاد بیگم زندہ باد- تیرگی کافی گہری ہوتی جا رہی ہے--

''عبدل چلیں،،-

''بس یہ سگرٹ پی لو اس کے بعد پیٹ پوجا کرتے ہیں اور بشیر سے بھی--'' اس نے ابھی بات پوری نہیں کی کہ اسے زبردست قے آئی ہے اور وہ وہیں دوہرا ہو گیا ہے-

''عبدل عبدل،، میں نے گھبرا کر آواز دی ہے-

''یار کچھ نہیں' کچھ نہیں' طبیعت اوور ہو گئی تھی--،،

حضوری باغ میں نسبتاً خاموشی ہے-- حضوری باغ میں سفید بارہ دری کے ارد گرد گھاس کے تختوں پر مشکوک قسم کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک مالش کرا رہے ہیں- سامنے قلعہ کا دروازہ ایک طویل مدت سے بند ہے- اس وقت شاہی مسجد کے گنبد اور مینار خاموش ہیں اورنگ زیب دارا شکوہ کو ڈھونڈ رہا ہے اور دارا شکوہ وقت کے حجرے میں چھپا ہوا ہے- دیکھتے ہیں اسے مولوی باہر نکالتے ہیں یا درویش--؟

سامنے رنجیت سنگھ کی مڑھی شیٹل کاک قسم کا سفید برقعہ پہنے ہوئے اداس رنجیت سنگھ کو دیکھ رہی ہے لیکن رنجیت سنگھ خود کہیں نہیں ہے اس کی راکھ مٹی کے کجے میں رکھی ہوئی ہے- مڑھی کی دیوار کے ساتھ کوئی سایہ کھڑا ہے- اس نے سگرٹ جلایا ہے اور ایک بڑا سا شعلہ بیضوی شکل میں تیرگی کو شق کر کے ہوا میں معلق ہو گیا ہے اور کچھ دیر کے بعد پھک کر کے اوپر فضا کی طرف اٹھا اور اس کے ساتھ دلدوز چیخیں سنائی دی ہیں جو بتدریج عورتوں کے ہولناک بین میں ڈھل رہی ہیں- رنجیت سنگھ کی چتا جل رہی ہے، چاروں طرف ہنہناتے

ہوئے جنگی گھوڑوں پر سوار سکھ فوجی افسر پہرہ دے رہے ہیں- چتا سے بیس گز کے فاصلے پر سکھ بلند آواز میں گرنتھ کا ورد کر رہے ہیں، سنت مہنت شہزادے جرنیل کرنیل سر جھکائے رو رہے ہیں ''وہ سوامی ہے، وہ گرو ہے، اس کی آتما سدا زندہ رہے گی---سوامی نانک---''

چتا کی چاروں جانب سے چار نوعمر لڑکیاں زیورات اور رنگین لباسوں میں سجی ہوئی ہیں جنہیں سپاہی زبردستی گھسیٹ کر چتا کی طرف لا رہے ہیں وہ چاروں دہشت ناک چیخیں مار رہی ہیں -

'' یہ شہزادیاں ہیں مہاراجہ پٹیالہ کی، مہاراجہ کشمیر اور دو کو میں نہیں جانتا''---

''آہستہ بول مسلے سردار دھیان سنگھ ہر بات کا دھیان رکھتا ہے، تو بچپن کا ساتھی ہے یہ انیائے ہے ان معصوموں کو زبردستی ستی کرایا جا رہا ہے - ''

'ملکھا سنگھ ان لڑکیوں کا کیا قصور ہے؟ وہ مہاراجہ کی زنانیاں ہیں'' -

" ہمارا مہاراجہ گرو گھنٹال ہے، سوامی ہے، گرو ہے اور یہ زنانیاں اپنے پتی کے ساتھ سورگباش ہونا چاہتی ہیں-- ست سری اکال--''اس نے حضوری باغ سے نعرہ لگایا ہے اور گھوڑے کی گردن کے ساتھ کپی کو کھول کر دو تین بڑے بڑے گھونٹ لئے ہیں---تاریکی میں دل چیرنے والی چیخیں فضا میں بلند ہوئی ہیں- تاریکی میں ماچس کا شعلہ پھک سے بجھ گیا ہے----

''کیا سوچ رہے ہو، تمہیں مجھ سے بھی زیادہ چڑھی ہوئی ہے''، عبدل نے میرا کاندھا زور سے جھنجھوڑا ہے-

'' کچھ نہیں یار نشے میں رنجیت سنگھ کی چتا جلنے لگی تھی- چلو کھانا کھانے چلیں''-

''پیر بادشاہ یہ تمہیں یہ کانا کہاں سے یاد آ گیا-- تمہیں پتہ ہے کہ اس نے اس شہر کی سب مسجدیں گرا دی تھیں''-

''ہاں''۔

''' لوہاری دروازے میں ابھی تک اس کی رکھیل مائی موراں کی مسجد موجود ہے۔''

باتوں باتوں میں ہمیں پتہ نہ چلا کہ ہم بشیر کی روزبار کے باہر کھڑے تھے۔ ایک پرانی حویلی کی نچلی منزل کو ریستوراں میں تبدیل کیا گیا ہے' بالائی دو منزلوں میں عورتیں چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ میں نے عبدل سے پوچھا ہے۔۔

'یار سب عورتیں پیشہ کرتی ہیں۔''

''میرا نہیں خیال لیکن جو بھی یہاں رہتا ہے اس کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ خوامخواہ بدنام ہے 'یہ کام تو سارے شہر میں پھیل گیا ہے۔ یہ علاقہ تو اب پھیکا پڑ گیا ہے زمانہ ماڈرن ہو گیا ہے' یہاں اب دوسرے شہروں سے گھسے پٹے تماش بین ہی آتے ہیں۔ ان پڑھ قسم کی بدتمیز عورتیں اب یہاں مقیم ہیں کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں

''عبدل یار میں کئی مرتبہ سوچتا ہوں کہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد کے بالکل سامنے یہ کام ہوتا ہے۔ ہر حکومت بے شمار دعوے کرتی ہے لیکن کسی سے یہ نہیں ہو سکا کہ ان لوگوں کو کسی اور جگہ پر آباد کر دیا جائے۔''

''پیر بادشاہ تم مجھ سے بہتر جانتے ہو کہ یہاں سب حکومتیں کمزور ہیں' کوئی اس پھڈے میں پڑنا نہیں چاہتا' ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کام یہاں کیوں شروع کیا گیا 'شہر میں اور بہت سے علاقے بھی تھے۔۔''

''یہ علاقہ ایک سکھ سردار ہیرا سنگھ کا تھا' اسی کے نام پر یہ علاقہ مشہور ہوا۔ سکھ تماشبین قوم ہے۔ سکھ دور میں قلعہ اور مسجد کے اردگرد بڑے بڑے سرداروں کی حویلیاں تھیں۔ چند دن ہوئے میں سکھوں کے بارے میں ایک انگریز سیاح کا سفرنامہ پڑھ رہا

تھا- وہ لکھتا ہے کہ جنسی طور پر سکھ نواب اور زمیندار بڑے فراخ دل تھے- وہ ایک دوسرے کے گھروں مں بے تکلف جاتے اور ایک دوسرے کی عورتیں کھلم کھلا استعمال کرتے - اکثر عورتیں اپنے ملازموں کو بھی اسی کام کے لئے استعمال کرتیں--''

واہ واہ' سبحان اللہ کیا زمانہ ہوگا--''

''شاید تم نے کبھی پڑھا یا سنا ہو کہ رنجیت سنگھ کے باپ کی موت کے بعد اس کی ماں کھلم کھلا ایک سردار کے ساتھ رہنے لگی تھی- اس نے جب اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے اپنی ماں اور اس کے آشنا کو وہیں تلوار سے ڈھیر کر دیا- اس وقت رنجیت سنگھ کی عمر ۱۴ برس تھی-''

''پیر بادشاہ ہسٹری کا پیریڈ ختم کرو' بار کے اندر چلتے ہیں-،، بار باہر سے شکستہ ہے- ایک پرانی وضع کا شہ نشین باہر کی جانب نکلا ہوا تھا- باہر چھوٹی سی دیوار کے ساتھ ایک دو آدمی باربی کیوز بنا رہے ہیں- اندر کوئی گاہک نہیں ہے- بجلی غیر حاضر ہے صرف ایک موم بتی جل رہی ہے-- جہاں ہم کھڑے ہیں اسے ہال تو نہیں کہا جا سکتا دو تین کمروں کو دائیں بائیں سے ملا کر اسے بنایا گیا ہے- اس کی اندرونی دیواریں پتھر کی ہیں، ایک محراب میں پتھر کا بنا ہوا مندر ہے- ان کمروں کی دیواروں پر بشیر مصور کی کشید کی ہوئی تصویریں ہیں جو جھٹ پٹے میں واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہی تھیں- میں نے ایک دو مرتبہ لائیٹر جلا کر وضاحت سے دیکھنے کی کوشش کی ہے لیکن میرا سر چکرا رہا ہے اور نگاہیں بھی دھندلی ہیں- عبدل سانس لینے کے لئے ایک کرسی پر بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ہے- اس ریستوراں یا بار کے دونوں دروازے کھلے ہیں ایک دروازے سے شاہی مسجد زیادہ دور نہیں ہے جس کے گنبد دھوئیں اور موسمی کثافت کی وجہ سے صاف دکھائی نہیں دیتے -موسم گرمی اور سردی کے درمیان ہے' فضا میں دھواں معلق ہے اور آسمان سرخ بادلوں سے گدلا ہے، باہر فٹ

پاتھ پر ایک چارپائی اور چند ایک کرسیاں ہیں جن پر چند ایک گمنام لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو غالباً آس پاس کے مکانوں میں رہتے ہیں- گرما گرم بحث ہو رہی ہے ان کے درمیان بشیر مصور کھڑا ہے- اس نے اپنی رسٹ واچ پر وقت دیکھا ہے اور اپنے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کیفے روز کی طرف بڑھا ہے- وہ عبدل سے خندہ پیشانی سے پیش آیا ہے اور میری طرف اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے وہ مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو--

''میرا خیال ہے آپ سے دو تین نمائشوں میں ملاقات ہو چکی ہے،، بشیر نے مسکراتے ہوئے کہا ہے- اس پر عبدل نے میرا اس سے مفصل تعارف کرایا ہے---

''اچھا اس اخبار میں کام کرتے ہیں وہاں میری---،، وہ کہتے کہتے رک گیا ہے-

''معاف کرنا عبدل صاحب مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے- میں وقت کا بہت پابند ہوں لیکن یہاں ہر روز کوئی نہ کوئی جھگڑا شروع ہو جاتا ہے- پولیس ہماری ایک لڑکی پر تشدد کر رہی ہے- لوگوں نے مجھے بتایا میں ان کے ساتھ تھانے گیا ہوا تھا- کیا کریں کوئی مفت مجروں کے چکر میں ہوتا ہے اور کوئی گن پوائنٹ پر یہاں سے لڑکیوں کو لے جاتا ہے-،،

''آپ ان کے سربراہ ہیں،، عبدل نے پوچھا-

''نہیں یار میرا ان لوگوں سے صرف اتنا تعلق ہے کہ میں یہاں رہتا ہوں، اس میں میرا قصور نہیں ہے، پاکستان بننے کے فوراً بعد ہم ریاست پٹیالے سے ادھر آ گئے تھے- میرے والد پولیس انسپکٹر تھے اور میری والدہ مہاراج پٹیالہ کے دربار میں کبھی کبھار گانا سنانے جاتی تھیں- مہاراج نے ان کی بڑی معقول پینشن لگائی ہوئی تھی- میرے والد صاحب جائیداد تھے- ۱۹۴۷ میں میرے والد کے دوست ملک اللہ دتا یکی دروازے کے ایس ایچ او تھے ان کی مدد سے اس یہ حویلی میرے والد کو مل گئی جو کسی ہندو کی تھی جسے بعد میں ہم نے اپنی

متروکہ جائیداد کے عوض الاٹ کروالیا- میرے والدین کا خیال تھا کہ اس جگہ سے ریڈیو اور فلموں کے گانوں کے کنٹریکٹ آسانی سے مل جائیں گے- نہ جانے ان کی سوچ کیا تھی- ابھی کوئی منصوبہ شروع نہیں ہوا تھا کہ میری والدہ یارٹ اٹیک سے مرگئی، میں اس وقت دسویں جماعت مین پڑھتا تھا، کئی ایک رشتہ داروں نے مشورہ بھی دیا کہ یہ حویلی بیچ کر کسی اور علاقے میں چلے جائیں لیکن میرے والد نے ایک نہ سنی اور جائیدادوں کی خرید وفروخت کا کام شروع کر دیا اور چند سالوں بعد اپنی ریاست کی ایک بیوہ سے شادی کرلی جس سے میری ایک بہن ہے جو اخبار میں کام کرتی ہے-عبدل کیا پئیں گے؟،،

''بشیر صاحب کچھ نہیں، پی کر آئے ہیں،،-

''اور سہی،،بشیر نے مسکرا کر کہا

''نہیں پہلے ہی مت ماری ہوئی ہے،،-

''کھانے کے لئے ایک گھنٹہ لگے گا- اس وقت رونق ہوتی ہے-،،

''کس قسم کی رونق؟،،

''شاہ صاحب میں ایک عجوبہ ہوں، مصور ہونے کی وجہ سے میری کچھ شہرت بن گئی ہے- بی بی سی اور فرانسیسی ٹیلیوژن مجھ پر ڈاکیومینٹر یاں فلم بنا کر گئے ہیں- انہیں حیرت اس بات پر ہے کہ میں ایک آرٹ ٹیچر ہوں، میر طوائفوں سے کوئی ناطہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس علاقے میں رہتا ہوں-- میری والدہ دربار میں گاتی تھی- ہر وہ جو گاتی ہے اپنا جسم ضرور فروخت نہیں کرتی ہے-، ڈیم اٹ میں ان لوگوں سے لاتعلق ہوں- میں اس لئے عجوبہ بن گیا ہوں کہ میں کچھ نہیں چھپاتا کیونکہ میرا امورل کوڈ آپ سے مختلف ہے کوئی مجھے تلوس لاتریک کہتا ہے اور کوئی کچھ- وہ تو نواب زادہ تھا اور مولاں روژ میں محبت کی تلاش میں آیا تھا- میں تو بیحد مشقت کر کے روٹی کماتا ہوں- رات کو اسلام آباد

سے سفیران کی بیویاں، بیورکریٹس یہاں کھانا کھانے آتے ہیں، یہاں کا کھانا بہت لذیذ بنتا ہے، پولیس والے اس لئے لحاظ کرتے ہیں اور کسی کو ڈسٹرب نہیں کرتے - میرے مہمان میری تصاویر دیکھتے ہیں طرح طرح کی باتیں پوچھتے ہیں اور سب کا منہ کھلا رہ جاتا ہے جب انہیں میں بتاتا ہوں کہ میں آرٹ ٹیچر بھی ہوں" شاہ صاحب آپ بھی میرا انٹرویو لینے آئے ہیں،،

''نہیں صرف آپ سے ملنا چاہتا تھا،،

''میں تو ایک عام سا آدمی ہوں جس سے سب ملتے ہیں لیکن اندر سے پرہیز کرتے ہیں، امام دین امام دین،، بشیر بلند آواز میں چیخا ہے اور کچھ دیر کے بعد ایک پتھر کی محرابوں کے عقب سے ایک زنگی قسم کا بیرا نکلا ہے جو مبہوت ہو کر ہمیں دیکھنے لگا ہے-

''باہر کرسیاں اور میز لگاؤ اور پانچ منٹ میں چکن سوپ، ہم جب عبدل صاحب کے بینک میں جاتے ہیں ہماری بڑی سیوا کرتے ہیں،،

''بشیر صاحب کیوں شرمندہ کرتے ہیں،، عبدل کی بات پر وہ مسکرایا اور ہم دروازے سے نکل کر حویلی کے عقب میں آ گئے جہاں ایک بڑا اپختہ سا احاطہ ہے جس میں تین بیحد رعب دار حویلیاں دھند لکے میں ہمیں دیکھ رہی ہیں-

''بشیر صاحب یہ حویلیاں کس کی ہیں؟ اگر ان کو فلمایا جائے تو غضب کے سین بنیں گے،،

'بشیر صاحب شاہ صاحب بڑے ماہر فوٹو گرافر اور کیمرہ مین ہیں، ایک این جی او کے لئے عورتوں پر ایک ڈوکیومنٹری بنا رہے ہیں-،،

اوsee I تو آپ اس لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔،،

''بالکل نہیں، اگر فلم بنانی ہوتی تو کیمرہ بھی ساتھ لاتا - ان لوگوں پر بہت کچھ

فلمایا جاچکا ہے- اب اور گنجائش نہیں ہے-،،

چکن سوپ واقعی ہی بڑا لذیذ ہے- اوپن میں ہمارے لئے حویلی کے پچھلے دروازے سے کچھ فاصلے پر ہماری میز لگائی گئی ہے- میں نے سوپ پیتے ہوئے اچانک دیکھا کہ ایک منحنی سا سبز بلب دروازے سے باہر ایک منقش طاقچہ کے اوپر لگا ہوا ہے اور ایک سنگ مرمر کی گدلی سی پلیٹ نصب ہے- میں نے سوپ کا پیالہ میز پر رکھا اور لڑکھڑاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور سیدھا اس طاقچے کی طرف بڑھا جہاں گدلے سنگ مرمر کی تختی پر انگریزی میں holy house لکھا ہوا ہے- مجھے کچھ حیرت ہوئی کہ نام نہاد گناہ کی بستی میں یہ مقدس جگہ کہاں سے آ گئی اور یہاں کون بیٹھ کر عبادت کیا کرتا تھا- سنگ مرمر کی اس پلیٹ کے نیچے بشیر مصور نے سیلف پورٹریٹ بنایا ہوا ہے- اس نے دھوتی باندھی ہوئی ہے اوپر سے ننگا ہے- اس کے ہاتھ میں رنگوں کا پیلیٹ ہے اور سامنے کینوس پر کچھ پینٹ کر رہا ہے-

''بشیر صاحب پہلے یہاں کوئی آشرم یا مندر قسم کی چیز تو نہیں تھی؟،،

''کچھ کہا نہیں جا سکتا عجب زمانہ بدل گیا ہے یہاں صرف طوائفیں نہیں رہتی تھیں، ملے جلے لوگ رہتے تھے، آپ کے سامنے ایک بیرسٹر کی حویلی ہے، ایک مکان چھوڑ کر اگلی حویلی پنڈت بلاقی شاہ کی ہے جو اس شہر کا سب سے امیر آدمی تھا خیر چھوڑیئے ان باتوں کو لوگ ہم کو اچھوت سمجھتے ہیں، یہاں آنے سے گھبراتے ہیں لیکن پھر بھی آتے ہیں- اب تو یہ کام سارے شہر میں پھیل گیا ہے لیکن وہاں ان کی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں کرتا،،-

''چھوڑو جی بشیر صاحب ہم سب منافق ہیں،،--

''بشیر صاحب میری سمجھ یں ایک بات نہیں آئی - ارد گرد کے لوگوں سے آپ کا کوئی رشتہ نہیں ہے، آپ لوگ اپنی روٹی اور طریقے سے کماتے ہیں، اس کے باوجود یہاں

رہنے کا کوئی تک نہیں،،بشیر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا--

'آپ درست کہتے ہیں لیکن یہاں کے لوگ ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اور ایک برادری کی طرح رہتے ہیں یہاں تو کوئی مجھے کنجر نہیں کہتا- ہم ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں- میں نے ایک مرتبہ یہاں سے جانے کی غلطی کی تھی- ایک اچھی جگہ پر ایک چھوٹی سے کرائے کی کوٹھی لے لی- یہاں بھی ٹیلیفون بجنے لگے، کبھی میری بہن کے بارے میں کبھی میری بیٹی کے بارے میں جو چند ماہ ہوئے امریکن سکالرشپ پر انفرمیشن ٹیکنولجی کا ڈوپلوما لینے امریکہ گئی ہے--وہاں کوٹھیوں میں یہ بات مشہور ہونے لگی کہ ہم لوگ شاہی محلّہ چھوڑ کر شریف کہلانے کے لئے یہاں آ گئے ہیں- آپ میرا اندر کا دکھ نہیں جانتے، جب بہت ہو چکا تو میں نے واپس آنے کا فیصلہ کیا اور کیفے روز کھول لیا ہے- اب اشراف اسی کنجر کا کھانا کھانے آتے ہیں جو کنجروں میں سے نہیں ہے- میں نے اپنے دفاع چھوڑ دیا ہے اور یہی بات دنیا کے لئے حیرت کا باعث ہے کہ میں مصوری کرتا ہوں، اور اس علاقے سے باہر کے لوگوں کو بہت کم ملتا ہوں- جہاں میں آرٹ پڑھتا ہوں وہاں طلبا ابتدا مین میرے گرویدہ ہو جاتے ہیں جب پتہ چلتا ہے کہ میں مسجد کے سایے میں رہتا ہوں تو وہ سکڑ جاتے ہیں، اسی کا نام تو زندگی ہے--،،

ہمارا سوپ کبھی کا ختم ہو چکا تھا اور ہم اٹھنے والے تھے کہ دونو جوان بھاگتے ہوئے اوران کے منہ سے بمشکل آواز نکل رہی تھی--

''بشیر بھائی تماش بین سلما کو اسلحہ کے زور پر یہاں ں سے اٹھا کر اپنے اڈے پر لے جا رہے ہیں--،،

بشیر جو بظاہر بالکل ست الوجود دکھائی دیتا ہے اس میں چیتے جیسے پھرتی آئی اور اس نے امام بخش،، کا نام زور سے پکارا، کیفے روز سے ایک مشٹنڈ ادو کلاشنکوفیں لے کر باہر

نکلا، ایک بشیر کی طرف پھینکی جو اس نے ہوا میں دبوچ لیا ہے اور وہ چاروں اندھادھند ایک گلی کی سمت بھاگ رہے ہیں۔

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۱۰

عرفان صاحب نے یہ فلم اگر چہ وی ایچ ایف کیمرے سے بنائی تھی مگر ان کا کیمرہ بیحد حساس تھا- اس فلم کی ایک خصوصیت تصاویر کے فریم اور وہ زاویے تھے جو انہوں سے مہارت سے بنائے تھے- یہ فلم یک نان پروفیشنل کی بنائی ہوئی تھی لیکن اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ فلم بنانے والے کو اس فن کی ٹھیک سوجھ بوجھ ہے- عرفان صاحب اپنی بنائی ہوئی فلم کو بڑے انہماک سے دیکھ رہے تھے- ان کے ایک ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول تھا- جب ان کا دل چاہتا وہ تصویر کو بے حرکت کر کے اسے زوم سے بڑا کر کے اس کے مختلف زاویے بناتے اور کبھی کبھار ایک آدھ جملہ بھی کہہ دیتے- یہ ایک نجی دستاویزی فلم تھی، اس میں کوئی کہانی نہیں تھی لیکن عرفان صاحب نے اسے اس تسلسل سے بنایا تھا کہ اس میں سے ایک بھرپور کہانی کے خدوخال نمایاں ہوتے تھے- فلم اپنے اختتام کی طرف پہنچ رہی تھی- انہوں نے جلدی سے سٹل کا بٹن دبایا تو فلم رک گئی- یہ فلم کسی پارک میں بنائی گئی تھی جس میں ایک بچی جس کا نام عرفان صاحب نے پری بتایا تھا بڑی معصومیت سے بے محابا پھولوں کی کیاریوں میں اچھل کود کر رہی تھی- اس کے ساتھ اس کی میڈ تھی جس کو عرفان صاحب زوم کا بٹن دبا کر اس کے چہرے کو اجاگر کر رہے تھے- وہ ایک دم مجھ سے مخاطب ہوئے---

''شاہ صاحب آپ اس لڑکی کو غور سے دیکھ کر اس کے بارے میں اپنا تاثر

بتائیں کہ میں جان سکوں کہ آپ کتنے جہاں دیدہ ہیں' صحافی حضرات تو بڑے تیز ہوتے ہیں''--عرفان صاحب نے مجھے ایک طرح کا چیلنج دیا اور میں اس کی تصویر کو غور سے دیکھنے لگا- ایک پل کیلئے سوچ بچار کی----

''عرفان صاحب وہ ایک سیدھی سادی بے نمک سی دیہاتی لڑکی ہے جو شہر کے طور طریقے اپنا رہی ہے-' اس کے چہرے مہرے سے اس کی شخصیت کا کوئی رجحان نمایاں ہوتا- سولہ سترہ برس کی ہوگی گندمی رنگ' بدن مناسب' قد قدرے چھوٹا-----۔

''یہ ایک معصوم گشتی ہے'' عرفان صاحب نے غصے سے کہا اُن کا درشت لہجہ دیکھ کر کچھ حیرت بھی ہوئی کہ یہ ان کی شخصیت اور مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا - میں نے کنکھیوں سے ان کی طرف دیکھا ان کے ہونٹ کانپ رہے تھے- انہوں ہر طرح کی وضع داری کو بالائے طاق رکھ کر وارڈ روب کھولا اس میں سے سکاچ کی بوتل نکالی اور اس کے ساتھ ہی دو نہایت مہین سے پیگ میز پر رکھ دیئے- انہوں نے مجھ سے یہ پوچھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی کہ میں پیتا بھی ہوں یا نہیں' شاید وہ اپنے تجربے کی بنا پر جان گئے ہوں گے کہ اخبار نویس دختر رز کیا بغیر اپنا کام نہیں کر سکتے - میرے بارے میں ان کا اندازہ درست نکلا- یہ ہمارے درمیان قربت کا پہلا قدم تھا- آتش سیال کے نیچے اترنے کے کچھ دیر بعد عرفان صاحب کا لب ولہجہ جذباتی ہورہا تھا- یعنی ان کا اندر باہر جارہا تھا جو انہوں نے اپنے طور طریقوں اور معاشرتی ضرورتوں کے تحت دبا کر رکھا ہوا تھا-

''شاہ صاحب جسے آپ معصوم کہتے ہیں یہ ایک نو عمر حرافہ ہے- کون کہتا ہے دیہاتی سادہ لوح ہوتے ہیں- آج کے دیہاتی تو شہریوں کے کان کاٹتے ہیں- انہوں معلوم ہے کہ شہروں کی مڈل کلاس کی عورتیں نہ صرف کام چور ہیں بلکہ ضرورت سے زیادہ سٹیٹس کانشس ہیں- مارگریٹ تھیچر اگر اپنا کھانا خود پکا سکتی ہے' واشنگ کر سکتی ہے تو

یہاں کی عورتوں کو کام کرنے میں تکلیف ہوتی ہے- دیہاتوں کی لیبر کلاس شہریوں کے پاس اپنی لیبر فروخت کر کے انہیں رہن رکھ لیتی ہے-

,, عرفان صاحب ذرا اس لڑکی کو دیکھیں،، عرفان صاحب نے سگرٹ کا گہرا کش لیا اور ان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی-

,,میں نے سنا ہے اس کی ضمانت ہوگئی ہے،،

,,کیا مطلب؟'' میں نے حیرت سے پوچھا---

,,شاہ صاحب یہ بھی ایک کہانی ہے' میں آپ کو کتنی کہانیاں سناؤں ہر کہانی آپ کی فلم میں اپنی جگہ بنا لے گی کیونکہ ان سب کا خمیر انسانی فطرت سے اٹھا ہے' انسان نہیں عوت کی فطرت سے-- یہ کچھ عجیب بات ہے کہ زندگی کے اکثر مسائل عورتوں کے حوالے سے پیدا ہوتے ہیں' ہماری معاشرتی اور خانگی کی زندگی میں بیشتر جھگڑے اس ذات شریف کے وجود سے جنم لیتے ہیں- عورت ہمیشہ جھگڑے کو جنم دیتی ہے- اس میں ملکیت کی بے پایاں خواہش ہوتی ہے- شاہ صاحب شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں عورت نے فساد کا بیج نہ بویا ہو' اس کے شعور یا لاشعور میں اپنی برتری کا احساس ہے کہ صرف وہی تولید کی صلاحیت رکھتی ہے- مرد نسل کشی کے ذریعے اپنی بقا چاہتا ہے اور عورت اس کی اس خواہش کا بھرپور استحصال کرتی ہے' خطا بھی کھاتی ہے لیکن پھر یہی غلطی کرتی ہے- میرا تو کم سے کم یہی تجربہ ہے' میرے لئے عورت دکھ کا روپ ہے' میرے ساتھ کسی عورت نے مروت نہیں کی' اگر کسی نے نرم جذبات کا اظہار بھی کیا تو اس کے پیچھے ہمیشہ مقصد کی جھلک نظر آئی - ہوسکتا ہے کہ ہیر اور رانجھے کا قصہ سچا ہو' لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے' آج کی ہیر کسی نہ کسی روپ میں اپنی قیمت وصول کرتی ہے- مجھے وہ شاعر احمق لگتے ہیں جو آج بھی محبوب سے وفا کا تقاضا کرتے ہیں- یہ زمانہ عجلت اور مقصد کا ہے- عاشق جسمانی طور پر جلدی فارغ ہونا چاہتا ہے

اور محبوب عجلت سے تمام تر اخلاق اور وضع داری سے اپنے دام چاہتی ہے۔''

عرفان صاحب کی آواز میں ایک طرح کا جوش اور گہرا کرب بھی ہے۔ وہ کافی پڑھے لکھے سنجیدہ شخص ہیں جو اپنے نظریات کے حصار میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ ان کی زندگی میں تلخی کا عنصر ان کے چند اشاروں میں پنہاں تھا جو انہوں نے اپنی بیوی کے بارے میں کہے تھے' وہ انہیں چھوڑ کر زیارتوں کے سلسلے میں گئی ہوئی تھی اور گزشتہ چند ایک مہینوں سے ریاض میں اپنے بھائی کے پاس مقیم تھی جہاں سے اس نے سڈنی اپنے بیٹے کے پاس جانا تھا جو مائیکروسوفٹ کمپنی میں بطور سوفٹ ویئر انجنیر کام کرتا ہے۔

''عرفان صاحب' اس کا مطلب ہے کہ آپ اکیلے ہیں' پھر آپ کو گھریلو نظام کیسے چلتا ہے؟''

''جس طرح میرے بدن کا نظام خود بخود چلتا ہے' اسی طرح ---''وہ یہ کہہ کر خود ہی ہنسنے لگے' میں نے کنکھیوں سے ان کی طرف دیکھا' وہ بتدریج نشے سے مغلوب ہو رہے ہیں' اس طرح ان کی گھٹی گھٹی سی شخصیت کے بند کھل رہے ہیں۔ مجھے ان کی باتوں میں معنی کا ایک نیا باب دکھائی دے رہا ہے وقتی طور پر اپنی فلم کے لئے مواد اکٹھا کرنے کا معاملہ پیچھے چلا گیا ہے کیونکہ میں جن لوگوں سے ایڈوانس لیا تھا وہ ۱۱ ستمبر کے حادثے کے بعد غائب ہو گئے ہیں' انہوں نے مجھے لاہور اور کراچی کا جو کانٹکٹ نمبر دیا ہے وہاں سے کوئی جواب نہیں آتا۔ میں ابھی بات شروع ہی کرنے والا تھا کہ کمرے کے ایک گوشے سے ٹیلیفون کی مترنم گھنٹی بجی ہے' عرفان صاحب ٹیلیفون کی طرف مسلسل دیکھ رہے ہیں لیکن ٹیلیفون اٹھانا نہیں چاہتے۔ کچھ دیر کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی خاموش ہوگئی۔ میں پھر بات کرنے لگا ہوں تو ان کے کوٹ کے اندر سے موبائیل کی سریلی گھنٹی بجنے لگی لیکن وہ متوجہ نہ ہوئے۔

''عرفان صاحب آپ بھی خواتین سے کچھ گریز کرتے ہیں؟''

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا'' نہیں کوئی ایسی بات نہیں- میں عورتوں کے بارے میں کسی رومانٹیسیزم کا شکار نہیں ہوں اور نہ ہی انہیں وہ حیثیت دینے کے لئے تیار ہوں جو آپ کی فیمنسٹ مانگتی ہیں- یونانی غلط نہیں تھے اگر وہ عورت کو ہیومنائیڈ کہتے تھے یعنی وہ انسانوں کی مانند ہیں-

''یعنی وہ انسان نہیں ہیں''-

''اس کا مطلب یہ نہیں ہے-وہ انسان تو ہے لیکن انسانوں کی مختلف سپیشی ہے- اس کا بدن کا نظام' اس کی شخصیت اور اس کی سائیکی مرد سے مختلف ہوتی ہے اس لئے وہ مرد سے کبھی ہم آہنگ نہیں ہوسکتی- جو ظاہر ہم آہنگی آپ کو نظر آتی ہے' وہ صلح نامے ہیں، انسانی رشتوں کے پیمان نہیں ہیں- یہ نظام قدرت ہے' عورت اور آدم کا جسمانی تعلق حیوانی جبلت کا نتیجہ ہے، جس میں اس کا ذہنی عمل کم سے کم شریک ہوتا ہے- جب آپ کو بھوک لگتی ہیں تو آپ سوچتے نہیں کہ آپ کو بھوک لگ رہی ہے' ایک ضرورت یا ایک خواہش اس کی تسلی کے لئے آپکو آمادہ کرتی ہے،،-

میں عرفان صاحب کا لیکچر بڑے اطمینان سے سن رہا ہوں، ان کی باتیں ان کے مطالعے اور تجربے کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں- ان کے ہاتھ میں ریموٹ اسی پوزیشن میں ہے اجس سے انہوں نے اپنی ملازمہ رضیہ کی تصویر کو ساکت کیا ہوا ہے-

,,معاف کیجئے شاہ صاحب میں اپنی تقریر سے بور کر رہا ہوں- بس من میں بہت سی باتیں اپنا اظہار چاہتی تھیں وہ یونہی باہر نکل آئیں---،،

,,عرفان صاحب آپ کی سوچ میں نئی باتیں ہیں آپ انہیں لکھتے کیوں نہیں؟

,,زندگی بھر میرے اندر لکھنے کی خواہش رہی لیکن نہ جانے میں کیوں رکا رہا- آپ کے بیشتر شاعر ادیب میرے ملنے والے ہیں' کسی زمانے میں میں ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا

تھا ادبی محفلوں میں شریک ہوتا تھا' ہر طرح کے ادب کا بہت مطالعہ کرتا تھا۔ محافل میں میری ادبی آرا کو بڑی وقعت سے دیکھا جاتا تھا۔ بس پھر بینکنگ کا اتنا بوجھ رہا کہ صرف کتابیں ہی پڑھتا رہا اور لکھنے کا کام التوا میں رہا۔ اب لکھنے کا کیا فائدہ؟ میں اپنی شخصیت کا ریکارڈ رکھنے کے حق میں نہیں ہوں۔۔،،

یہ کہہ کر عرفان صاحب نے ریموٹ کا سلو موشن کا بٹن دبایا اور ان کی سابقہ ملازمہ ایک اونٹ کی طرح چلنے لگی۔۔

،،شاہ صاحب میں اسے اپنی بیٹی سمجھتا تھا اور مجھے پری کی نقل میں دادا کہہ کر پکارتی تھی اور پھر اس نے تفشیش کے دوران کہا کہ میں اس سے زنا کرنا چاہتا تھا۔ مائی گاڈ شاہ صاحب دنیا میں ایسی گشتیاں بھی ہیں۔ اس نے میری مروت اور انسانیت کا ایسا انعام دیا کہ میں کئی دنوں تک اپنے آپ میں نہیں تھا۔ میں نے اگر زنا کرنا ہوتا تو نوکرانی سے کرتا؟ میں بآسانی اپنے لئے عورت تلاش کرسکتا تھا۔ لیکن عورتیں ہمیشہ پھڈے باز ہوتی ہیں' بات کا بتنگڑ بنانے میں ایول جینیئس ہوتی ہیں اور ان کا سب سے بڑا ہتھیار ان کی جنس ہے۔ جس کی وہ شدت سے حفاظت بھی کرتی ہیں اور اسے ایک دفاعی حربے کے طور پر استعمال بھی کرتی ہیں۔۔،،

عرفان صاحب اپنی بات توڑ توڑ کر رہے ہیں، مجھے اپنی نوکرانی کی جو کہانی بیان کرنا چاہتے ہیں وہ غیر مربوط ہے۔ اُن کے اندر جو غم و غصہ ہے میں اس کا اندازہ لگا سکتا ہوں کہ اس لڑکی وجہ سے وہ ایسی صورتحال میں الجھے رہے ہیں جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھی۔ اس کے بارے میں ایک دو مرتبہ مقدمے کی پیشی بھگتنے کے دوران انہوں نے مجھے بتایا تھا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کرنی چاہیئے اگر آپ کسی کے ساتھ مہربانی کرتے ہو تو وہ اسے اپنا حق سمجھتا ہے اور شکریہ تک ادا کرنا مناسب

نہیں سمجھتا' یہ بدتمیزی کا دور ہے۔ اگر آپ نے کسی کو کھانے پر بلایا ہے اور وہ نہیں آیا وہ کبھی بھی معذرت نہیں کرے گا' ٹیلیفون تک نہیں کرے گا---،،

عرفان صاحب نے دیوار پر چسپاں چمکتے ہوئے کلاک کی طرف دیکھا تو ایک دم ہڑبڑا کر بمشکل صوفے سے اٹھے"اوہ مائی گاڈ تین بج گئے ہیں اور باتوں باتوں میں وقت کا پتہ نہیں چلا۔ کچھ کھانے کا بندوبست کرتے ہیں"۔

''نہیں نہیں تکلیف مت کریں میں بس جانے ہی والا تھا' مجھے ابھی ایک دو اخباروں کے دفتروں میں جانا ہے۔،،

''نہیں شاہ صاحب ہم آپ کو اس طرح جانے نہیں دیں گے' ابھی تو رضیہ کی کہانی شروع ہوئی ہے' میں نے ایک اور ویڈیو کیسٹ دکھانا ہے۔،،

''عرفان صاحب دنیا تو یہ کہتی ہے کہ انسان دو ذائقوں کے لئے زندہ رہتا ہے، عورت کا ذائقہ اور کھانے کا ذائقہ،، میں نے شرارت سے کہا۔ وہ بھی کچھ دیر کے لئے مسکرائے۔

''میں دونوں ذائقوں سے محروم ہوں اور میں اس کے لئے اپنی بیگم کا ممنون ہوں جو اس وقت میں عبادت مصروف ہے۔'ذائقوں سے محروم زندگی بھی ایک آزمائش سے کم نہیں ہے۔،،

کچھ دیر کے بعد عرفان صاحب کی ملازمہ ٹرالی پر برتن چھنکاتے ہوئے اندر داخل ہوئی ہے۔ کھانا معمولی قسم کا ہے۔ عرفان صاحب نے بے دلی سے چند لقمے لئے اور ہاتھ کھینچ لیا ہے۔

'شاہ صاحب میں شادی کی اتنی حمایت میں نہیں ہوں۔ میں اب سوچتا ہوں کہ میں نے شادی کیوں کی؟ مجھے تو اس کا ثمر جھگڑے، ناپسندیدگی اور ایک دوسرے کے ساتھ

نفرت کے سوا کچھ نہیں ملا ہے- ہم میاں بیوی ایک دوسرے سے منہ موڑ کر زندگی بسر کرتے رہے ہیں- تنہائی تو انسان کے ساتھ پیدا ہوئی تھی دوسرے گھر سے آئی ہوئی ناواقف عورت اس تنہائی کو کیسے ختم کر سکتی ہے-؟ اس کا وجود تو تنہائی کے احساس کو محکم کرتا ہے- میرے بیٹے کی بیوی، جسے میں بہو کہنا پسند نہیں کرتا، آئی اور دو برسوں میں ہمیں ساری زندگی کا روگ دے کر چلی گئی ہے- اس کی ذات نے مجھے زندگی کے گھناونے پن کا احساس دلوایا ہے- وگرنہ میری زندگی بڑی پر امن تھی- کوئی خواہش تھی اور نہ رنجش-- میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا شادی کرے-،،

''تم تو ابنارمل ہو، بیٹے کو نارمل زندگی بسر کرنے دو،، میری بیگم غصے میں کہتی- میں نے ہمیشہ اسے غصے اور ناراضگی کے لہجے میں بات کرتے دیکھا ہے- جب وہ بیٹے کی شادی کے لئے اصرار کرتی تو میں ایک ہی جواب دیتا، ابھی نہیں،،

'تو پھر کب؟،،

''جب کارل مارکس اور فرائیڈ میں صلح ہو جائے گی-،، میں ہنس کر کہتا-

وہ جواب میں چیختی ''کتابیں پڑھ پڑھ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے، تم ایک بنجر اور بے امید شخص ہو، اب اپنی اولاد کی زندگی تباہ مت کرو،،- میں یہ الزام سن کر سکتے میں آ جاتا- وہ میرا موقف سمجھنے سے گریز کرتی کیونکہ اس میں تلخ حقیقت کا سبق تھا-'' شاہ صاحب میں یہ مانتا ہوں کہ انسان کی خصلت میں انسان کو دکھ پہنچانا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان انسان کی تحقیر کرے- پڑھے لکھے یہ کہتے ہیں کہ انسان اچھا ہوتا ہے نہ برا' ماحول ہی اس کو بناتا ہے- دوسرے یہ کہتے ہیں کہ انسان بنیادی طور پر نیک ہوتا ہے انسان ہی اسے بد بنا دیتا ہے- ظاہر ہے کہ ہر شخص کا تجربہ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور وہ اسی کی بنا پر لوگوں سے پیش آتا ہے- کم سے کم میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عورت کے ہاتھ میں نیکی

نہیں ہے- وہ اچھے کرتے ہوئے بھی نادانستہ طور پر کجی کی طرف مائل ہوتی ہے- یہ بڑی سیدھی نہیں ہوسکتی'' یہ کہہ کر عرفان صاحب نے ایک اور ویڈیو کیسٹ پلیر میں ڈالا اور بٹن دبا دیا- یہ فلم چلتی ہوئی کار میں سے لی گئی تھی- فلم کی سپیڈ درست تھی اس لئے سڑک کی دونوں جانب کے منظر واضح دکھائی دے رہے تھے- کار شہر سے باہر نکل کر مضافات میں جا رہی تھی- ظاہر ہے کہ یہاں کے مضافات دنیا کے بدترین مناظر کے عکاس ہیں- انگڑائیاں ہوتی بھینسیں، بکریاں سڑک پر چل رہی ہیں، دونوں طرف کیکر کے درخت اور دھول، مٹی کے خستہ مکان، ٹوٹی پھوٹی دکانیں اور ٹی سٹال- سامنے سے اندھا دھند ٹرک، بسیں اور ویگنیں آ رہی ہیں- کار سڑک کی بائیں جانب رک جاتی ہے''

'عرفان صاحب آپ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں ہیں؟''

''اس حرافہ کے گاؤں جسے میں نے بہتر زندگی کا موقعہ دیا تھا- پیر بادشاہ ایک مرتبہ اسے چکن پاکس ہوگئی، میرا شک درست تھا- مجھے خدشہ تھا کہ کہیں پری کو نہ لگ جائے- اس دن اتفاق سے ڈرائیور بھی چھٹی پر تھا- چنانچہ میں نے اسے رکشا میں سوار کرایا اور پیچھے گاڑی لگا دی- راستے میں پیہم یہی خدشہ رہا کہ رکشا ڈرائیور اسے کہیں لے کر فرار نہ ہو جائے- میں نے رکشا ڈرائیور کو کہا تھا کہ وہ اسے ٹھوکر نیاز بیگ کے سٹاپ پر اتار دے- راستے میں رکشا نظر سے اوجھل ہو گیا، میں گھبرا گیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا اندھا دھند کار چلانے لگا- میں ابھی ٹھوکر نیاز بیگ پہنچا ہی تھا کہ رکشا بھی آ گیا- میں نے اسے پیسے دیئے اور اس کے گاؤں کو جاتی ویگن پر سوار ہونے کے لئے کہا اور کچھ فاصلے سے کار میں بیٹھا اسے دیکھتا رہا- میں اسے اپنے کار میں ساتھ اس لئے نہیں لایا تھا کہ مجھے بھی چھوت کا خطرہ تھا- وہ جس ویگن میں بھی سوار ہونے کی کوشش کرتی اسے جگہ نہ ملتی- اس کے بعد نہ جانے وہ کدھر چلی گئی- مجھے یوں لگا کہ وہ کسی آشنا کے ساتھ فرار ہوگئی ہے اور اس نے ویگن سٹاپ

پر اسے ٹائیم دیا ہوگا - رضیہ دیکھنے میں تو کافی شریف لگتی تھی، سر پھینک کر گھر کا کام کرتی، چور نظروں سے ٹیلیوژن بھی دیکھتی - اس کا کمرہ فلیٹ کی دوسری منزل پر تھا اور ہمارا مکان ابھی زیر تعمیر تھا - اگر میری بیگم کا موڈ ٹھیک ہوتا تو وہ سونے سے پہلے رضیہ سے گپ بھی لگاتی وگرنہ ٹھیٹ پاکستانی عورتوں کی طرح سارا دن رضیہ کو کوستی اور اس کو مصروف رکھنے کے لئے طرح طرح کے کام ایجاد کرتی - ابھی پری نے سکول جانا شروع کیا تھا - میں اور وہ صبح پری کو سکول چھوڑ کر آتے - میں کھانے پینے اور اسے زندگی کی دوسری سہولتیں دینے میں فراخ دل تھا اور میری بیگم اسے پسند نہیں کرتی تھی -

''یہ گاؤں والیاں بڑی چھنال ہوتی ہیں - اپنی پرائیوٹ سیکرٹری رضیہ کی کرتوت بھی سن لو'' سارا دن یہی کہتے رہتے ہو رضیہ سگرٹ پکڑا دو، رضیہ پرس ڈھونڈ کر لاؤ، یہ کردو وہ کردو، سامنے فلیٹ والی کہہ رہی تھی کہ رضیہ گڑبڑ قسم کی لڑکی ہے ہوشیار رہیں'' -

''کیا ہوا ہے؟''

''وہ کہتی تھی کہ رضیہ رات کو قمیض اتار کر صرف بریزیر میں پھرتی ہے اور پھر اروبکس کرتی ہے جس طرح ٹیلوژن میں میمیں ورزش کرتی ہیں -''

''کرنے دو، اس سے کیا فرق پڑتا ہے -''

''تمہیں ایک دن ایسے ہاتھ دکھائے گی کہ تم یاد کروگے''، میری بیوی نے مجھے دعا دی -

''بیگم صاحبہ وہ میری ماسی نہیں ہے، میں نے اسے پری کے لئے رکھا ہوا ہے - چند مہینوں کی بات ہے پری کی ماں نے اسے واپس لے جانا ہے - جب سے شادی ہوئی ہے تمہارے صاحب زادے کا بیوی سے بگاڑ چل رہا ہے - اس نے تنگ آکر سڈنی میں پناہ لی ہے - کوئی فیصلہ نہیں کیا سب کچھ میرے لئے چھوڑ گیا ہے - اس کی بیوی کو یقین ہے کہ وہ

اسے طلاق نہیں دے گا۔ وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے اور کچھ مجھے خوش کرنے کیلئے پری کو یہاں چھوڑ گئی ہے۔۔ وہ سارا دن ہسپتال میں کام کرتی ہے۔ اس کے پاس پری کے لئے وقت کہاں۔؟،، میری بیگم کے خدشات میں کچھ صداقت بھی تھی۔ ایک دن ہم گھر سے باہر گئے ہوئے تھے تو اس نے واپس آتے ہی ہمیں ڈرا دیا کہ بیرونی دروازے پر ایک لڑکا پستول لے کر کھڑا تھا اور اسے دروازہ کھولنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ جب میں نے محلے میں اس بارے میں تفشیش کی تو کسی نے بتایا کہ فلیٹ کے پیچھے ایک بڑی سرکاری عمارت میں ائر کنڈیشنگ کا کام ہو رہا ہے وہاں اس نے رضیہ اور ایک لڑکے کو ہاتھ ہلاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میری ڈش اینٹیا میں خرابی تھی، میں نے محلے میں سے ایک لڑکے کو بلایا وہ مناسب پیسے لے کر ٹھیک کر گیا۔ ایک ماہ کے بعد پھر ڈش کا رخ بدل گیا۔ میں نے پھر اسی لڑکے کو بلایا جو کام کر کے چلا گیا۔ مجھے اس پر شک گزرا۔ شاہ جی معاف کرنا بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔،، یہ کہہ کر عرفان صاحب نے پھر ریموٹ کا بٹن دبایا اور فلم متحرک ہوگئی۔

فیڈ ان

ایک دیہاتی ڈیرہ۔۔ چند ایک کچے مکانات،ان کے پاس ایک جوہڑ ہے۔ مکانوں کے آگے ننگی چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں جن پر عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف ہیں یا حقے پینے میں مشغول ہیں۔ ایک غلاظت کے ڈھیر پر مرغیاں چڑھی ہوئی ہیں اور پاس ہی ننگ دھڑنگ بچے کھیل رہے ہیں۔ کیمرہ ایک نحیف بوڑھے پر مرکوز ہوتا ہے جو چارپائی پر ننگے پنڈے بیٹھا ہوا ہے اور حقہ پی رہا ہے۔ حقے کے ہر کش کے ساتھ اسے زبردست کھانسی آتی ہے۔ شاید اسے دمہ ہے اس کے پاس چارپائی پر ایک سیاہ رنگ کی پچاس برس سے زائد عمر کی پستہ قامت عورت بیٹھی ہوئی ہے جو بوڑھے کو کھانستا دیکھ کر اس کے حقے کی چلم اٹھا کر دور پھینک دیتی ہے۔ بوڑھا اس کو گالیاں دیتا ہے جو سنائی نہیں دیتیں۔

رضیہ دور سے کیمرے کی طرف دیکھ رہی ہے اور لینز کی مکمل گرفت میں ہے- ٹیلی لینز رضیہ کو دیکھنے والے کے قریب لے آتا ہے-عرفان فلم کو ساکت کر دیتے ہیں-

فیڈ آؤٹ

''شاہ صاحب، یہ بدشکل رضیہ کی ماں ہے-،،سیاہ رنگ، چھوٹا قد،دانت باہر کو نکل رہے ہیں'' یہ بھوتنی ایول جینس ہے- یہ بڈھا دس بچوں کا باپ ہے-اس کا آخری بچہ تین سال کا ہے- دمے کے باوجود اس کی قوت باہ بڑھاپے میں تیز ہوگئی ہے- یہی رضیہ کو چوری چکاری اور بد معاشی پر لگاتی ہے- یہ ہر ماہ ہمارے فلیٹ میں آتی رضیہ کی تنخواہ پائی پائی وصول کرتی اور وہ جھگڑ جھگڑ کر اپنے خرچ کے لئے سو روپے اپنے لئے رکھ لیتی - اس پڑیل کی تین بچیاں شہر میں اور گھروں میں کام کرتی تھیں اور وہ ہر پہلی کو تینوں کی تنخواہ سمیٹ کر چلی جاتی ہے-شاہ صاحب بظاہر یہ حالات نارمل تھے لیکن ان کے اندر جو سلگ رہا تھا اس کا ہمیں علم تک نہیں تھا- میں یہ تفصیلات آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ اس جنس کے اندر جو کچھ پکتا رہتا ہے وہ کتنا خوفناک ہوتا ہے- ہوسکتا ہے مردوں میں بھی اس قسم کے احساسات ہوں لیکن جو شدت اس جنس میں ہوتی ہے مرد اس کا عشر عشیر نہیں ہوتے - اصل میں اس رضیہ کی چھوٹی بہن بشریٰ پہلے ہمارے یہاں کام کرتی تھی اور وہ کام پری کی نگہداشت تھا- اسے چوری چکاری کی عادت تھی- اس کی موجودگی میں میری بیوی کی ایک دو کم وزن کی طلائی انگوٹھیاں چوری ہوگئی تھیں، تھوڑے سے شور شرابے کے بعد معاملہ رفع دفع ہوگیا- ایک رات میں نے اپنی شادی کی انگوٹھی جو دو تولے کی تھی سونے سے پہلے دوائیوں کی ٹوکری میں رکھی ، اگلی دوپہر مجھے یاد آیا کہ میری انگوٹھی کہاں ہے؟ میں نے ٹوکری میں دیکھی وہاں موجود نہیں تھی، میں نے اپنی بیگم کو بتایا تو وہ ایک دم جذباتی ہوگئی'' اس گھر میں تمہارے، میرے اور بشریٰ کے علاوہ اور کوئی فرد نہیں ہے- پچھلی مرتبہ رضیہ کی ماں کہہ رہی تھی کہ وہ اس کی شادی کی

تیاری کر رہی ہے۔ اسی نے بشریٰ کے ذریعے چوری کروائی ہے۔،، اس کی بات میں وزن تھا۔ میری بیگم نے بشریٰ پر کافی تشدد کیا لیکن وہ نہ مانی۔ گاؤں سے اس کی ماں کو بلایا گیا۔ تھانے کی دھمکی دی گئی۔ وہ دیہاتی تھی تھانے سے ڈر گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تھانوں میں لڑکیوں کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔،،

'صاحب جی، رب کا واسطہ ہے تھانے مت بھیجو سارے گاؤں میں بے عزت ہو جائیں گے۔ آپ بشریٰ کے عوض میری بڑی بیٹی رضیہ لے لیں جب تک انگوٹھی کی قیمت پوری نہیں ہوتی وہ مفت آپ کے گھر کام کرے گی،،۔

،، کیا بکتی ہو، ہم خرکار نہیں ہیں، ہم تنخواہ دیں گے اور کام کرائیں گے، تم رضیہ کو یہیں چھوڑ دو۔،، اگلے مہینے وہ پہلی کو آئی اور میں نے اسے تنخواہ دے دی جو اس نے قدرے تامل کے کے بعد وصول کر لی۔

اس دوران میرا بیٹا سڈنی سے کچھ ہفتوں کے لئے آیا، اپنی بیوی سے صلح کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانی او اس نے غصے میں اسے طلاق کا نوٹس دے دیا۔۔۔،،

،، عرفان صاحب آپ کی بہو کا مسئلہ کیا تھا،،۔

،، یہ تو میں خود بھی نہیں جان سکا۔ پہلی بات یہ کہ وہ میرے بیٹے کو پسند نہیں کرتی تھی۔ دوسرے یہ کہ اس کی آمدنی کم تھی، تیسرے یہ کہ وہ ہم سے الگ رہنا چاہتی تھی۔ مجھے اس کی آخری بات قابل قبول تھی۔ میں خود اپنی آزادی چاہتا تھا۔ میری عجیب عادت ہے کہ اگر میرے گھر میں کوئی رہنے کے لئے آ جائے تو مجھے توں لگتا ہے کوئی میری پرائیویسی میں مداخلت کر رہا ہے۔ میں اپنے بیٹے کی بیوی کی موجودگی کو بھی ایک مداخلت تصور کرتا تھا۔ میں ان دنوں بینک کی کوٹھی میں رہتا تھا میں نے انہیں ٹمپل روڈ پر اپنا فلیٹ دے دیا کہ وہ آزادی سے رہیں۔ میں انہیں ماہوار پیسے بھی دیتا لیکن جھگڑے اور ناپسندیگی کا آغاز ہو چکا

تھا-اس جھگڑے کے دوران پری پیدا ہوئی-وہ کیوں پیدا ہوئی اس کے پیچھے بھی ایک چال تھی جو میں پھر آپ کو کبھی بتاؤں گا- پہلے اس کتیا کو اس کے انجام تک پہنچا دوں-

رضیہ نے پستول کی جو کہانی بنائی تھی اس سے میرے کان کھڑے ہو گئے تھے کہ سارا دن فلیٹ کے اندر کام کرنے والی لڑکی نے کس طرح باہر رابطہ کر لیا ہے- مجھے اس پر اعتراض نہیں تھا البتہ خدشہ یہ تھا کہ اگر وہ حاملہ ہوگئی تو یہ ذمہ داری مجھ پر آن گرے گی کیونکہ اس کی حفاظت ہمارے سپرد تھی-پری کی ماں طلاق کا نوٹس ملنے کے بعد پری کو میرے گھر سے لے گئی اور جاتی مرتبہ یہ دھمکی دے گئی کہ اب پری کو تم عدالت میں ہی ملو گے-یہ میرے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا- پری ہی ہمارے گھر کی رونق تھی- اس کا باپ باہر تھا جسے وہ بہت یاد کرتی اور میں اس کمی کو پورا کرتا-دوسری طرف اس کی ماں کی کنجوسی،سفاکی اور انتقام کی آگ کا علم تھا کہ وہ مجھے پریشان کرنے کے لئے پری کو تنگ کرے گی- چنانچہ اس صورتحال کے پیش نظر میں نے اسے دو ہزار روپے بذریعہ منی آڈر بھیجنے شروع کئے جو اس نے کسی تامل کے بغیر قبول کر لئے لیکن اس کے باوجود پری کو مجھ سے نہ ملنے دیا- چنانچہ مجھے پری سے ملنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا جہاں سے آپ کی اور ہماری دوستی شروع ہوئی-

شاہ صاحب پری چلی گئی اور ہمارے گھر میں اداسی چھا گئی، اس سے بچنے کے لئے میری بیگم ریاض جانے کا پروگرام بنانے لگی تھی تو رضیہ نے ایک حادثہ کر دیا- میں ایک طویل مدت سے صبح کے وقت ورزش کرتا ہوں- یہ ورزش میں ایکسائزنگ سائیکل پر کرتا ہوں- کانوں پر میں واک مین کا ہیڈ فون لگا کر سہگل کا کوئی کیسٹ سنتا ہوں، سائیکل کے پیڈل مارتا جاتا ہوں اور گیت سنتا جاتا ہوں- میں نے ایک صبح معمول کے مطابق ورزش کرنے کے بعد اپنا واک مین فریج پر رکھ دیا اور دنیا کے کاموں میں لگ گیا- اگلی صبح جب

میں ورزش کرنے لگا تو واک مین وہاں موجود نہیں تھا، میں نے شور مچایا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا - میرے پاس ایک اور واک مین تھا وہ نکال لیا اور ورزش کے بعد اسے بھی فریج پر رکھ دیا - اگلے دن جب ورزش کرنے لگا تو وہ واک مین بھی وہاں موجود تھا - اس مرتبہ میری بیگم سنجیدہ ہوگئی اس نے صفائی کرنے والی اور رضیہ کو بہت ڈانٹا اور پولیس کی دھمکی دی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا - پہلے تو میں یہ سوچتا رہا کہ طرح طرح کے تفکرات سے میرا حافظہ مجھے خدا حافظ کہہ رہا ہے اور چیز رکھ کر بھول جاتا ہوں - میری بیگم نے اس امر کی خوشی کے ساتھ تصدیق کی کیونکہ میرا ہر طرح کا انہدام اس کی مسرت ہے -

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ چوری کی واردات کس وقت ہوتی تھی - ہم دونوں زیادہ وقت گھر پر بسر کرتے - میرا کوئی ملاقاتی بھی نہیں تھا کیونکہ میں کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا - ہم سودا سلف خریدے کے لئے باہر نکلتے ، جونہی باہر نکل کر واپس آتے تو ایک آدھ چیز غائب ہوتی - ہر ایک کی بہت سی چیزیں اس کے کمرے میں بکھری ہوتی ہیں ، گھڑی ، پن ، پرس وغیرہ - ظاہر ہے کہ ان تمام چیزوں کی موجودگی کو از بر کرنا آسان کام نہیں ہے - جب کسی خاص چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے - میں نے یہ محسوس کیا کہ میری چھوٹی چھوٹی چیزیں کمرے سے غائب ہونے لگی ہیں - میں اپنی بیگم سے ان کی عدم موجوگی کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی بدمزاجی کے پیش نظر خاموش رہا - ایک ہفتے کے بعد میرے کمرے سے سونی کا ڈیش اینٹنا ریسور غائب ہوگیا حالانکہ ہم دس منٹ کے لئے باہر گئے تھے میں نے طوفان مچا دیا لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا - یہ سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اگر رضیہ چوری کرتی تھی تو وہ سامان کہاں چھپا کر رکھتی تھی ، میں کئی مرتبہ اس کے کمرے کی تلاشی بھی لے چکا تھا - یا پھر کسی وقت اس کا آشنا آتا تھا جسے وہ مسروقہ چیزیں دے دیتی تھی - لیکن وہ ایسا کیوں کرتی تھی؟ میں نے کئی مرتبہ

سوچا - اسے کھانے پینے کی کوئی دقت نہیں تھی - گھر کا سارا انتظام اس کے پاس تھا - اس کی تنخواہ بھی معقول ہے - مہینے کے بعد جب اس کی چور ماں آتی اسے میری بیگم کپڑا لتا بھی دیتی تھی - تاہم اس کا خیال تھا کہ چوری اس کی ماں کراتی تھی - لالچی عورت ہے جس نے اپنی ساری اولاد کو نوعمری میں کاموں میں لگایا ہوا ہے اور ہر مہینے ان کی تنخواہیں اکٹھی کر کے گاؤں چلی جاتی -

یہ بات میرے نزدیک کنفرم ہو چکی تھی کہ رضیہ کا باہر کسی سے تعلق تھا، وہ اس کے گاؤں کا کوئی لڑکا تھا یا وہ ائر کنڈیشنگ مکینک جس سے رضیہ دور سے سلام دعا لیتی تھی - میں گومگو کے عالم میں تھا اور مجھے یہ بھی شبہ تھا کہ اس حرافہ کے پیچھے کوئی گینگ ہے - چنانچہ میں نے اپنی چھوٹا سا کمانڈو پستول صاف کیا، میگزین میں پانچ گولیاں ڈالیں اور اسے کتابوں کے ڈھیر کے نیچے رکھ کر بھول گیا - اب مجھے بیٹھے بیٹھے یوں محسوس ہونے لگا کہ کوئی فلیٹ کی دیواروں کو کرید رہا ہے - میں چکر لگا کر اپنا اطمینان کر لیتا - ایک دن میں نے سوچا کہ رضیہ کو فارغ کر کے کسی اور کو ملازم رکھ لیتا ہوں کیونکہ پری تو اب گھر سے چلی گئی ہے جس کے لئے رضیہ کو رکھا تھا - شاید یہ عمر کی وجہ سے ہے یا انسانی عادات کے میں بہت سی باتوں کے لئے کسی دوسرے کا محتاج ہو گیا ہوں - چاہتا ہوں کہ کوئی میرا کام کر دے - میں اگر لیٹا ہوں تو اٹھنے کو جی نہیں چاہتا - اگر بیٹھا ہوا ہوں تو چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی نہ اٹھائے لیکن انسان کی ضروریات اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیتیں - میں ابھی گومگو کے عالم میں تھا کہ اگر رضیہ کو نکال دیا تو نیا ملازم کہاں سے آئے گا - رضیہ کو بھی میرے بیٹے کے ایک زمیندار دوست نے اپنے گاؤں سے بھیجا تھا - اپنے پرانے بینک میں کسی کو کہنے کو جی نہیں چاہتا تھا - فرض محال اگر ایڈمن افسر نے کسی کو بھیج بھی دیا تو مجھے دکھانے کے لئے ایک معیار زندگی کو برقرار رکھنا پڑے گا جو میرے لئے ممکن نہیں تھا -،،

''عرفان صاحب اسی کا نام زندگی ہے-تمام رشتے کرسی کی بدولت ہوتے ہیں-آدمی بتدریج بدلی ہوئی صورتحال سے مطابقت پیدا کر لیتا ہے-،،

''خیر، چھوڑیں اس بات کو-تین چار دنوں کے بعد رات کو مجھے لگا کہ کوٹھے کی چھت پر کوئی چل رہا ہے-خطرہ محسوس کرتے ہوئے میں کتابوں کے ڈھیر کی طرف لپکا کہ پستول لے کر اوپر جاؤں، میں نے کتابیں اوپر نیچے کئیں لیکن وہاں پستول نہیں تھا-میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا-

ایمرجنسی پولیس نے میرے فلیٹ کو گھیرے میں لے لیا تھا، تفشیشی افسر ایک گھنٹے تک رضیہ سے سوال جواب کرتا رہا لیکن وہ حرافہ کچھ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں تھی، الٹی سیدھی باتیں کر کے اپنی بے گناہی پر اصرار کرتی رہی-تفشیشی افسر کا ایک دم دماغ الٹ گیا-اس نے پہلے رضیہ کو تین چار نہایت فحش قسم کی گالیاں دیں، پھر اسے دو تین تھپڑ مارے اور بالوں سے پکڑ کر اسے کمرے میں گھسٹنے لگا-وہ روتی ہوئی رحم طلب نگاہوں سے دیکھ کر سسکنے لگی'' دادا خدا کا واسطہ مجھے بتائیں، میں تفشیشی افسر کو کچھ کہنے لگا تو اس نے مجھے پیچھے ہٹا دیا-

''تھانیدار صاحب دو لڑکے ساتھ والے فلیٹ سے آتے تھے، ان کے ہاتھ میں پستول ہوتے تھے اور وہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ گھر کی چیزیں کہاں کہاں ہیں-،،

''وہ لڑکے کون تھے؟،،

''میں نہیں جانتی،،

اس پر تفشیشی افسر نے اسے بید سے مارنا شروع کیا-میں نے مزاحمت کی-

''ٹھیک ہے میں اسے تھانے لے جاتا ہوں،،

میں نے رضیہ کو سچ کہنے پر مجبور کیا تو اس نے بتایا کہ جو لڑکا ڈش ٹھیک کرنے آتا

تھا اس سے اس کے تعلقات ہیں۔''

''تمہارے ساتھ اس نے برا بھلا کیا ہے؟'' تفشیشی افسر نے کسی لحاظ کے بغیر اس سے پوچھا۔

''ایک دفعہ کیا ہے''

''اس کا نام۔۔؟''

''امجد'' رضیہ نے جواب دیا۔ شاہ صاحب اس نے ہیڈ کانسٹیبل بھیج کر محلے سے امجد نامی لڑکے کو بلا لیا۔ دونوں کا آمنا سامنا کرایا۔ امجد نامی لڑکے نے صاف کہہ دیا کہ وہ اس لڑکی کو جانتا تک نہیں ہے۔ میرے اصرار کے باجود تفشیشی افسر رضیہ اور امجد کو تھانے لے گیا۔ سارا محلّہ میرے پیچھے لگ گیا کہ امجد کو ناجائز پکڑا گیا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کے گھر والوں کو کس طرح اطلاع دوں کہ پولیس اسے تھانے لے گئی ہے۔ اگلے دن میں نے اپنے ڈرائیور کو اس کے گاؤں بھیجا لیکن اس کے گاؤں سے کوئی نہ آیا۔ پولیس نے اس کا چھ دن کا ریمانڈ لے لیا تھا۔ میں ایس ایچ او کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک لیڈی کانسٹیبل اسے کمرے میں لائی اس کے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔ اس سے پھر سوال جواب شروع ہوئے۔ پولیس کا اصرار تھا کہ وہ چور کی نشاندہی کرے لیکن وہ مسلسل تضاد بیانی کرتی جا رہی تھی۔ ایس ایچ او نے ایک کانسٹیبل کو کہا ''ورزش نمبر ا''۔ کانسٹیبل مسکرایا اور اس نے میز سے پنسل اٹھا کر رضیہ کی انگلیوں کے درمیان رکھ کر رضیہ کی انگلیوں کو دبانا شروع کیا۔ وہ برداشت کرتی گئی ایس ایچ او اس سے مسلسل چور کا نام پوچھتا رہا لیکن وہ نہ بولی۔ کانسٹیبل نے انگلیوں پر دباؤ بڑھایا تو رضیہ کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی۔ میں بھی دہل گیا۔ جب رضیہ نے کوئی اصرار نہ کیا تو ایس ایچ او نے میز کے دراز سے پلاس نکالی اور رضیہ کے دائیں ہاتھ کا ایک ناخن کھینچا۔ وہ چیخ مار کر فرش پر گر گئی۔ میں

برداشت نہ کر سکا- میں نے ایس ایچ او کو کہا کہ اسے چھوڑ دیں بھاڑ میں گیا میرا سامان-وہ مسکرایا--

''عرفان صاحب آپ بہت شریف ہیں- اس گشتی کے خلاف آپ نے چوری کا پرچہ کرایا ہے اور ہر صبح اس کے لئے ناشتہ لے کر آتے ہیں-،،

''ایس ایچ او صاحب یہ خطار کار ہے شاید اسے احساس ہو جائے کہ اس نے جس سے برائی کی ہے وہ اس سے اچھائی کر رہا ہے-،،

اگلے دن میں تھانے گیا- وہ حوالات میں بند تھی میں نے اسے ناشتہ دیا جو اس نے کسی شکریے کے بغیر لے لیا اور اسے سمجھانے بجھانے کی کوشش کی کہ اگر وہ میرے پستول کا سراغ دے دے تو میں مقدمہ ختم کرا دوں گا- لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا- ایک لیڈی اے ایس آئی پاس کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی وہ ایک دم برس پڑی- پہلے تو اس نے رضیہ کو اتنی فحش گالیاں دیں کہ میں کانپ اٹھا-

''صاحب آپ اس گشتی کو ناشتے کھلاتے ہیں- اسے میرے حوالے کریں- عورتوں کو عورتوں ہی سنبھال سکتی ہیں، میں شلوار اتار کر اسے ایسا ہاتھ دکھاؤں گی کہ ایک منٹ میں بول اٹھے گی-،،

'چلیں چھوڑیں اسے،، میں نے لیڈی اے ایس آئی کو کہا--

'نہیں جناب، کل ڈی ایس پی صاحب کے سامنے کہہ رہی تھی کہ دادا سے میرے ناجائز تعلقات ہیں- ان کی بیگم بوڑھی ہوگئی ہے- جب وہ گھر سے باہر ہوتی ہے تو انہیں عورتیں ملنے آتی ہیں- میں نے یہ بات بیگم کو بتا دی اور اس نے ان کی دھلائی کی- اس کے بعد انہوں نے مجھ پر جھوٹا مقدمہ بنا دیا ہے-،، یہ سنتے ہی میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میرے دماغ کو خون چڑھنے لگا تھا-

دیکھا شاہ صاحب اس کہانی کا انجام"- سنا ہے کہ اسے جیل بھیج دیا گیا جہاں ایک ماہ بعد اس کی ضمانت ہوئی اس کی ماں میرے پاس کبھی نہیں آئی -شاہ صاحب اس نے یہ سب کچھ کیوں کیا جبکہ میں اس کے ساتھ شفقت سے پیش آتا تھا-،،

''یرغمال، جنسی تشنگی، have not بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں- گولی ماریں اسے-آپ کے عورت کے بارے میں نظریات میں تجربہ اور صداقت دونوں ہیں-،،

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۱۱

''ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا'' جو کچھ ہوا اس کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دیئے تھے' یہ سان گمان میں نہیں تھا کہ رات کو اچھے بھلے سوئے تھے اور صبح ایک طوفان منتظر تھا۔ زندگی معمول کے مطابق چل رہی تھی خوشی تھی نہ غمی' سکون تھا نہ اضطراب' آزاد تھے نہ غلام' وہ نیچے رہتی تھی اور میں اوپر' ایک ہی گھر میں ہم دو زندگیاں بسر کر رہے تھے' ہم ایک دوسرے کے لئے تھے اور نہیں تھے۔ سب کچھ روٹین کے مطابق تھا لیکن یہ خودفریبی تھی۔ سب کچھ ٹھیک تھا' نہیں سب کچھ ٹھیک نہیں تھا۔ سست رفتار پانی کی سطح کے نیچے تموج تھا۔ میں گھر میں سب سے پہلے دن کا آغاز کرتا ہوں کیونکہ بے خوابی کا پرانا مریض ہوں۔ میں نے ایک دو مرتبہ اخبار کے ڈاکٹر کو اپنی بے خوابی کے بارے میں بتایا کہ یہ بعض دفعہ بہت پریشان کرتی ہے۔ اس نے میرا سرسری سا معائنہ کیا اور مجھے بیمار ماننے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اپنے عارضے پر اصرار کیا تو اس نے مختصر سا جواب دیا: بعض لوگ زیادہ جاگتے ہیں۔ میں نے بھی پل بھر کے لئے سوچا کہ میں اتنا جاگ کر کیا کروں گا؟۔ نیند تو ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے سب چھپ جاتے ہیں اپنے آپ سے یا دوسروں سے' ابھی رات دن کی سرحد میں قدم رکھ رہی ہوتی ہے تو میں اپنی صبح کی چائے بنا کر پیتا ہوں' سگرٹ کے کش لگاتا ہوں۔ گھر کی جزو وقتی ملازمہ پورے چھ بجے دستکیں دینے لگتی ہے۔ میں تیار ہو کر

سکوٹر پر اپنی بہن کا انتظار کرتا ہوں- وہ سکول سے خود ہی واپس آتی ہے کبھی رکشا میں اور کبھی ویگن میں- گھر کی ایک چابی اس کے پاس ہے اور ایک میرے پاس- رات کا کھانا میری بہن شوق سے پکاتی ہے- ایک غیر معمولی بات یہ ہے کہ ہم دونوں اپنے ماضی اور اپنے والدین کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتے- چند سال پہلے وہ دونوں بس کے ایک حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے-

جب تک زنیب ہمارے گھر میں کام کرتی تو باتوں کی آواز سنائی دیتی رہتی- وہ کام سے فارغ ہو کر اپنے دکھڑے سناتی- کبھی ایک دم آبدیدہ ہو کر اپنی ہر مشکل کو قسمت کے کھاتے میں ڈال دیتی ہے- وہ پچاس برس کے قریب ہے اور پانچ بیٹیوں کی ماں سب سے چھوٹی بیٹی کی عمر دو سال ہے- اس کی خاوند سے کافی دیر سے ناچاقی ہے اس کے باجود وہ ہر دوسرے سال ایک عدد لڑکی پیدا کرتی ہے- پچھلے ماہ وہ پہلی مرتبہ زنیب کے ساتھ اس کی تنخواہ لینے آیا- مجھے کچھ عجیب سا لگا- وہ خود گاؤں میں ایک اور بیوی کے ساتھ رہتا ہے جس سے اس کے دو بیٹے ہیں- وہ ایک سوکھا سڑیل سا دیہاتی ہے جو ٹرالی چلاتا ہے اور اب وہ بھی چھوڑ دی ہے اور بقول زنیب اب تیسری شادی کے چکر میں ہے- زنیب کام کرتے ہوئے اپنی سوکن کو بے تحاشا گالیاں دیتی ہے کہ اس کی بہنیں پیشہ کرتی ہیں- ''اس کے پاس اب کیا ہے ؟ وہ اس کی تسلی کر نہیں سکتا اور اب وہ ادھر ادھر منہ مارتی ہے-،، میں نے اس کے خاوند کو تنخواہ دینے سے انکار کر دیا--

زنیب نے اندر سے آواز دی-- صاب جی دے دیں تنخواہ اس بذات کو-"

"کام زینب کرتی ہے تم گاؤں میں مزے اڑاتے ہو- تم نے پھر شادی کر لی ہے شرم کرو-"

وہ کچھ دیر کے لئے شرمایا پھر ایک دم تن گیا--

"صاب جی، زینب وڈیری ہوگئی ہے آپ بھی تو مرد ہیں کہ مرد ہمیشہ جوان زنانی چاہتا ہے "اس نے اس بے تکلفی اور بے حیائی سے جواب دیا ہے کہ میں گھر میں بہن کی موجودگی میں اس جاہل سے بحث کرنا نہیں چاہتا تھا - وہ خاموشی سے تنخواہ کا منتظر تھا کہ اندر سے زنیب برآمد ہوئی --

''صاب جی تنخواہ مجھے دے دیں میں اس بذات کو اپنے ہاتھ سے دیتی ہوں، ہر وقت طلاق کی تڑی دیتا ہے- لڑکیاں جوان ہیں، ان کی شادی نہیں ہوگی، مجبور ہوں، ان کو پالنے کے لئے صبح شام مشقت کرتی ہوں-'' زنیب کچھ باتونی ہے وہ اپنی بات کرتی جاتی ہے دوسرے کا جواب نہیں سنتی - زینب کے گھر آتے ہی شوروشغب شروع ہو جاتا - اس کے پیچھے میری بہن ہوتی جو زینب کے لئے طرح طرح کے کام ایجاد کرتی - لیکن آج تیسرا دن ہے کہ میرے گھر میں شوروشغب ختم ہو چکا ہے-

اچانک

میری بہن

فوت ہو گئی ہے

نہیں

اس نے خودکشی کر لی ہے-

خودکشی مذہب میں

حرام ہے

اس

کے

باوجود

اس نے خودکشی کر لی ہے۔

آج

تیسرا

دن ہے۔

میری ذہنی حالت اتنی ٹھیک نہیں ہے، میری روحانی حالت بھی گر رہی ہے میرا ہر بات پر، ہر چیز پر اعتماد اور اعتقاد اٹھتا جا رہا ہے۔ مجھے اپنے آپ سے بھی خوف آنے لگا ہے، میں نہ جانے اچانک کچھ کر نہ بیٹھوں، ہر ایک کے اندر ایک اچانک ہوتا ہے جو اسے ڈراتا رہتا ہے شاید لوگ اسی لئے نجومیوں اور پیروں فقیروں کے پاس جاتے ہیں کہ وہ اس اچانک سے پیشگی باخبر ہو جائیں۔ لیکن یہ تشویش تو اسے ہونی چاہیئے جو زندگی کو جیتنا چاہتا ہو۔ میں تو ایک مدت سے جیتنے اور ہارنے کی سوچ کے بغیر اسے بسر کر رہا ہوں۔

مجھے گھر کے اندر جاتے ہوئے وحشت ہوتی ہے، یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ مجھے کنکھیوں سے دیکھ رہی ہے۔ میں نے اس کے لئے کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ میں چپ چاپ اسے بتائے بغیر اس کے لئے رشتہ تلاش کرتا رہا۔ ایک درجن کے قریب میرج بیورز سے رابطے بھی کئے لیکن سب فراڈ نکلے، میں ان پر فیچر لکھوں گا۔ یہ کام دو طرح کے لوگ چلاتے ہیں۔ پہلی طرح کے لوگ ادھیڑ عمر کی مطلقہ عورتیں ہیں جن کی اپنی جوان بیٹیاں ہیں جن کا کام گاہکوں کو ترغیب دینا ہے۔ لیکن یہ عورتیں یہی کہتی ہیں کہ ان کے شوہر باہر گئے ہوئے ہیں جو کبھی واپس نہیں آتے۔ انہوں نے فیشن ایبل علاقوں کے ضرورت مند لوگوں کے نام پتے موٹے موٹے رجسٹروں میں درج کئے ہوتے ہیں۔ دو ہزار روپے رجسٹریشن فیس اور شادی کے وقت دس ہزار روپے۔ دوسری قسم کے لوگ ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہیں جو خدمت خلق کے لئے یہ کام مفت کرتے ہیں۔ صرف سٹیشنری اور فارموں کا خرچ لیتے ہیں جو پانچ

سو کے قریب ہوتا ہے- میرے سروے کے مطابق شہر میں ایک ہزار کے قریب میچ میکرز کے دفتر ہیں ں جن میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ رشتوں کے متلاشی ہیں- ان میں مطلقہ یا خلع لینے والی عورتوں کا نمبر شمار دہلا دینے والا ہے- وہاں عورتیں خلع یا طلاق کی یہی وجہ بتاتی ہیں کہ شوہر نامرد ہے-- زانی ہے-- ماں کے اتنا زیر اثر ہے کہ بیوی کا ازار بند بھی پوچھ کر کھولتا ہے-- وہ پہلے سے شادی شدہ ہے- ان کے نزدیک سارقصور مردوں کا ہے اور وہ سب حاجنیں ہیں- طلاق یا خلع کی ایک عام وجہ مرد کی نامردی بتائی جاتی ہے- جناب وہ شادی کے قابل نہیں تھا- پھر بھی اس نے شادی کر لی- میں یہی سوچتا ہوں وہ کون سا الو کا پٹھا ہو سکتا ہے جو ازار بند کھول کر نئی بیاہتا کے سامنے سر بہ زانو ہوتا ہے- یہ تماشا دیکھ کر میں نے بہن کے رشتے کی تلاش ختم کر دی کہ وہ جس حال میں ہے بہتر ہے- میرے باپ نے اپنے حالات بدلنے کے لئے بڑی ہمت سے کام لیا تھا- اس نے بیٹی کی شادی کے لئے موروثی مکان بیچ کر اپنی بساعت سے نیا مکان بنایا- وہ اکاونٹس کا آدمی تھا صبح سرکار کا دفتر اور شام کو ایک انکم ٹیکس کے چیمبر میں کام کرتا اس مشقت کے باوجود اسے زیر تعمیر مکان بینک کے پاس رہن رکھنا پڑا- وہ میری بہن کی شادی کا خواب پورا کئے بغیر رخصت ہو گیا- مجھ سے وہ نالاں ہی رہتا- وہ مجھے آوارہ اور نالائق کہتا کہ میں اس کی زندگی میں کمانے کے قابل نہیں تھا

یہ عجب ہولناک صبح تھی جب سات بجے تک میری بہن نیچے نہ اتری تو مجھے تشویش ہوئی- بہت دیر دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد جب اندر سے کوئی ہل جل نہ ہوئی- میں نے شیشہ توڑ کر دروازہ کھولا اوہ مائی گوڈ میری بہن بے حس و حرکت سیدھی لیٹی ہوئی تھی، اس کے پاس ویلیم ٹین کی شیشی کھلی تھی جس میں کوئی گولی نہیں تھی- میرا سر چکرایا میں باہر نکل ایا- نیچے زینب دھڑا دھڑ دروازہ کوٹ رہی تھی- میں نے جلدی سے بہن کے اوپر چادر

ڈالی- زنیب نے جب سب کچھ دیکھا تو سر پیٹ لیا- میری سمجھ میں نہ آیا کہ کس کو مدد کے لئے اطلاع دوں--؟ میرا تو شہر میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے فیصل آباد میں ماں کے ایک دو قریبی رشتہ دار ہیں- لیکن وہ کیونکر آئیں گے انہوں نے میل ملاقات تو رکھی نہیں- محلے والوں کو کیا دلچسپی ہوگی--؟ یہ اجنبیوں کا محلہ ہے' پنجاب کے مختلف شہروں اور قصبوں سے مہم جو طالع آزمائی کے لئے یہاں آباد ہوئے ہیں' وہ پیسے کی زبان میں بات کرتے ہیں- زنیب ایک دو ملحقہ گھروں میں کام کرتی ہے اس نے وہاں جا کر اطلاع دی اس کے باوجود بھی کوئی نہ آیا' البتہ ایک دو ہمسایوں کے چہرے منڈیروں پر نمودار ہوئے- تنہائی اور بے بسی کے اس احساس نے میرے اندر حوصلہ پیدا کیا- میں نے ہ عبدل کو اطلاع دی جو بھاگم دوڑ آیا- وہ بھی یہ خبر سن کر سکتے میں آ گیا- وہ دنیاداری کے معاملے میں کافی تیز ہے-

''پیر بادشاہ کسی کو موت کی وجہ تو نہیں بتائی ؟،،

''میں نے کس کو بتانی ہے؟

''جو پوچھے یہی کہنا ہے کہ ہارٹ فیل ہو گیا ہے- وگرنہ تھانے چکر اور پوسٹ مارٹم-- نہ جانے کیا کیا کچھ ہوگا-' مجھے عبدل کی دانائی پر کچھ تعجب بھی ہوا- میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا-

عبدل مسجد میں گیا' مولوی اور قران خوانی کے لئے بچوں کو بھی لایا' کفن دفن کا بندوبست کیا اور ساری رات میرے ساتھ رہا- دوپہر کو اس کی دو بہنیں بھی آ گئی تھیں-

میری بہن نے ایسا کیوں کیا؟ یہ سوال بار بار میں ذہن میں اٹھتا ہے- میں نے کئی بار اس کی ذاتی اشیا کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا ہے لیکن کوئی ؟ خط' رقعہ یا ایسا پیغام نہیں ملا جس سے اس کے ارادے کی وجہ معلوم ہو سکے- اردو کے ایک رسالے کی پشت پر اس نے ثرف اتنا لکھا-- زندگی ایک جمائی ہے- اس سے کوئی محرک ثابت نہیں ہوتا جس نے

اسے انتہائی قدم لینے پر مجبور کیا ہو- مجھے شرم آئی ہے کہ میں اس کی ذاتی اشیا کو اس کی غیر حاضری میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھ رہا ہوں- ہر ایک کی پرائیوسی میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے- اس کے سرہانے اس کا بینک اکانٹ کا سٹیٹمنٹ رکھا ہوا ہے- بڑی کنجوسی کر کے اس نے بیس ہزار روپے جمع کئے تھے' اب کس کام کے؟ اس کی ایک کاپی میں مجھے اخبار کی ایک کٹنگ ملی ہے جو کافی زرد ہو چکی ہے- یہ انگریزی میں لکھا ہوا ایک کالم ہے جس کے درمیان میں اس کے مصنف کی تصویر ہے جو غالباً کوئی پروفیسر لگتا ہے' اس کی تصویر کے گرد سیاہ مارکر سے حاشیہ لگا ہوا ہے- میں نے کٹنگ کو الٹ پلٹ کر کے اخبار کی تاریخ دیکھنے کی کوشش کی ہے لیکن کچھ پتہ نہیں چلا- یہ کون ہو سکتا ہے؟ میں کافی دیر تک یہ سوچتا رہا- ممکن ہے یہ بہن کی زندگی میں کوئی ایسا کردار ہو جسے وہ پسند کرتی ہو یا اس سے شادی کرنے کی خواہشمند ہو لیکن کسی وجہ سے وہ اپنا اظہار نہیں کر سکی حالانکہ اظہار میں کوئی امر مانع نہیں تھا- اس کے من میں کیا تھا؟ لیکن اب جاننے سے کیا فائدہ؟ دہ وہ ماضی کا حصہ بن چکی ہے- میرا ذہن بھی کچھ دنوں کے بعد اسے فراموش کر دے گا' میرا اور اس کا ربط اسی طرح ٹوٹ جائے گا جس طرح ماں باپ سے ٹوٹا ہے-

تیسرا پہر ہونے کو ہے- اکتوبر کا مہینہ ہے- مائی زنیب آئی تھی اس نے سرسری طور پر کام کیا ہے- آج اس کی بیٹی اس کے ساتھ نہیں جو اس کا ہاتھ بٹاتی ہے- آج اس نے بھی معذرت کر لی ہے کہ وہ کل سے کام نہیں کرے گی- میں نے اس کا حساب کر کے اس کی تنخواہ کا نصف اسے دے دی ہے- میں نے اس سے مزید کام نہ کرنے کی وجہ نہیں پوچھی کیونکہ میں یہ وجہ جانتا ہوں- تنخواہ لینے کے بعد وہ مجھے کچھ دیر تک دیکھتی رہی میں نے بھرپور طریقے سے اس کا جائزہ لیا- وہ پچاس برس کے قریب تھی' بدن مضبوط تھا لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے ڈھلکا ہوا تھا' اس کی آنکھیں گہری تھیں اور ان میں وہی

چمک تھی جو شہوانی عورتوں کی آنکھوں میں ہوتی ہے- میں اس کے خدشات کو جان گیا ہوں اور اس نے جو پتہ پھینکا ہے وہ میں نے اٹھانے سے انکار کر دیا- میں نے کچھ جواب نہ دیا پھر وہ خود ہی بولی--

''صاحب جی آپ کسی اور کا بندوبست کر لیں- اب گھر میں کوئی عورت نہیں ہے اور میرا اب آنا ٹھیک نہیں لگتا-''

''جیسے تمہاری مرضی''

وہ یہ کہہ کر اس طرح گئی جیسے وہ جانا نہیں چاہتی تھی- میں نے پل بھر کے لئے سوچا کہ زنیب کے ساتھ کسی گھر میں کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا' نہیں وہ مجھے دعوت دی رہی تھی- ایسی دعوت مجھے کافی عورتوں نے دی ہے لیکن میں اسے کھانے سے گریز کر جاتا ہوں' اس کی وجہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں- اس کھانے کو ہضم کرنا مشکل ہے- چند لمحوں کی لذت ایک جہنم کا دروازہ کھول دیتی ہے- زندگی کے اکثر جھگڑے عورت مرد کے تعلق سے ہی پیدا ہوتے ہیں' میرا وجود خود میرے لئے ایک جھگڑ بنا ہوا ہے میں ازار بند کے جھگڑے کیسے مول لے سکتا ہوں-؟ ہر عورت اپنی جنس کا معاوضہ مانگتی ہے' بیوی جسم دیتی ہے اور اس کے عوض عمر کی کفالت کا دعوی کرتی ہے' پیشہ ور عورت پہلے پیسے وصول کرتی ہے اس کے بعد رضامند ہوتی ہیں- شاید ہی کوئی عورت ہو جو اپنے جسم کو صرف اس لئے استعمال کرنا چاہتی ہو کہ یہ دائمی لذت کا اہتمام کر سکتا ہے- مجھے اس سے کیا؟ میں تو خود بکھرا ہوں- سب سے پہلے باقاعدہ روزگار کا بندوبست کرنا ہے- عبدل' عرفان صاحب اور کچھ پیسے جو میری مرحوم بہن نے دیئے تھے ان کی مدد سے ایک سٹوڈیو یا ایڈورٹائزنگ کمپنی جلد از جلد قائم کرنی ہے-

۱۴

بہن کے انتقال کے ایک دو مہینوں بعد میرے مزاج اور رویے میں چند تبدیلیں نمودار ہونے لگی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایک مشفق بھائی نہیں تھا اور اپنی بہن کیلئے وہ کچھ نہ کر سکا جو مجھے کرنا چاہئے تھا تاہم میں اس کی خوشنودی کے لئے ایسے چھوٹے کام کرتا رہتا۔ اس کی صحت کی طرف خاص توجہ دیتا ذرا سی بیمار ہو جاتی تو جھٹ ڈاکٹر کے پاس لے جاتا۔ گھر میں ملازمہ بھی رکھی ہوئی تھی۔ میری صرف یہ بری عادت تھی کہ میں دن کا بیشتر حصہ گھر سے باہر بسر کرتا۔ لیکن پیہم دل میں یہی احساس رہتا کہ وہ گھر میں اکیلی ہے۔ ہم بہن بھائیوں میں ایک مشکل یہ بھی تھی کہ ہم ایک دوسرے سے کھلم کھلا بات نہ کرتے اور ایک دوسرے پر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے۔ ہم گھنٹوں آمنے سامنے بیٹھے رہتے وہ سکول کا کام کرتی رہتی اور میں کسی کتاب کا مطالعہ۔ اس سرد مہری کے باوجود احساس کی سطح پر ہم ایک دوسرے کے لئے ناگزیر تھے۔ ہم دونوں اپنے اپنے طور پر تنہا تھے لیکن ایک دوسرے کی تنہائی میں شرکت سے گریزاں تھے۔ ایک دو مہینوں تک تو گھر میں میری بہن کا نقش بڑی مضبوطی سے قائم رہا لیکن پھر وقت نے اپنا ہاتھ دکھانا شروع کیا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں بہن کے کمرے کو اس کی جملہ چیزوں کے ساتھ مقفل کر دوں گا لیکن بتدریج مجھے یہ ایک جذباتی فیصلہ لگا۔ ادھر کوئی باقاعدہ روزگار نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ تنگ سے تنگ تر ہوتا جا

رہا تھا- میں عبدل کے ساتھ مل کر سٹوڈیو بنانا چاہتا تھا جس میں اس نے سرمایہ کاری کرنی تھی لیکن عرفان صاحب کے مشورے کی وجہ سے یہ منصوبہ ملتوی ہوگیا ہے- میں مالی طور پر اس التوا کو زیادہ دیر برداشت نہیں کرسکتا- چنانچہ میں نے مکان کی بالائی منزل کرائے پر دینے کا فیصلہ کیا ہے گھر کے باہر ''بالائی منزل خالی ہے،، کی تختی لگا دی ہے- دو تین دنوں کے بعد پراپرٹی ڈیلروں اور کرائے کے مکان کے متلاشی جوق در جوق آنے لگے- یہ میرا پہلا تجربہ ہے- بھانت بھانت کے لوگ اور بھانت بھانت کے مطالبے- کوئی کہتا ہے بالکنی تنگ ہے کوئی کہتا گیزر پرانا ہے- ہر کوئی کم سے کم کرایے پر بکھنگم پیلس کی سہولتوں کا مطالبہ کرتا ہے میں دانت پیستا ہوں اور خاموش ہو جاتا ہوں- میرا صرف مطالبہ یہی ہے کہ صاحب خانہ کے کم سے کم بچے ہوں لیکن جب میں بچوں کی تعداد دیکھتا یا پوچھتا تو مجھے چکر آ جاتا- بڑے معصوم سے میاں بیوی اندر سے مجھے جنسی بارود کے ذخیرے لگتے -بعض دفعہ جی میں آتا کہ بدنصیبو اس ملک کی اینٹ سے اینٹ کیوں بجا رہے ہو- اگر تم دونوں میں سے ایک آوٹ ہوگیا تو پھر- وہ کہتے ہیں خدا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اولاد کی دولت سے مالا مال کیا ہے- میں دل میں کہتا وہ دن دور نہیں ہے جب یہی پھول سے بچے تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گے-- مجھے یہ خوف ہے کہ اگر دس بارہ بچوں کا خاندان میرا کرایہ دار بن گیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا- چنانچہ میں لاولد میاں بیوی کا متلاشی ہوں- ایک دو لوگوں سے بات بننے لگی تو انہوں نے میرا انٹرویو شروع کر دیا: ماشااللہ آپ کی کتنی فیملی ہے-- میں غیر شادی شدہ ہوں- ایک نے یہ جاننے پر اصرار کیا کہ میں نے شادی کیوں نہیں کی- میں نے بے ساختہ کہا: مولانا میں زنخنہ ہوں- مجھے سے کوئی خطرہ نہیں ہے- میں دل میں ان کو گالیاں بھی دیتا جیسے میں ان کی عورتوں کو ریپ کرنے کے انتظار میں ہوں- میں نے گھر کے باہر آویزاں خالی ہے کی تختی اتار دی اور مایوس ہو کر کوئی اور منصوبہ بنانے لگا ہوں-

پہلا منصوبہ سارے مکان میں نرسری سکول کھولنے کا تھا کہ میں اپنی بہن کے کمرے میں منتقل ہو جاؤں گا- اور سکول کا نام بہن کے نام پر رکھوں کہ اس کا نام ہمیشہ سنائی دے-سکول کا منصوبہ میرے دل کو نہ لگا کیونکہ اس کے لئے کافی محنت اور سرمایہ درکار ہے اور میرے پاس اپنی مرحومہ بہن کے بیس ہزار روپے بینک میں موجود ہیں اور جنہیں نکلوانے کے لئے عبدل قانونی کارروائی کر رہا ہے- ان تمام کاموں کے لئے مالی استحکام ضروری ہے- میں نے زندگی بھر خوشحالی نہیں دیکھی، میں ہمیشہ تنگی میں رہا ہوں' تنگی انسان کو مجبور کر دیتی ہے وہ بہت کچھ کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ بھی کر پاتا- شاید اسی وجہ سے میں نے اپنے حالات کی دیوار کو کود کر دوسری طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ وہاں کس قسم کا نظارہ ہے-

کافی انتظار کے بعد مجھے ایک جوڑا ملا ہے جو میرے مکان کا بالائی حصہ کرایے پر لینا چاہتا ہے- آدمی کی عمر ۵۵ برس کے قریب' سیاہ رنگ، مناسب نین نقش قد لمبا' چہرے پر مسکراہٹ اور مسکراہٹ کے عقب سے جھانکتی ہوئی سختی- اس کی بیوی پانچ فٹ دو انچ' شربتی مضطرب آنکھیں، قدرے موٹا ناک' بدن گداز' چہرے کا رنگ سفیدی مائل' بدن کا رنگ بادامی- ان دونوں کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر کے شاہ صاحب نامی بھی تھے- دراز قد' مونچھیں اور شلوار قمیض' حلیے سے چھوٹا موٹا زمیندار- سیاہ فام شوہر کے ساتھ یہ چھوکری قسم کی عورت بے جوڑ سی لگتی- مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ لاولد ہیں اور میں شور شرابے سے محفوظ رہوں گا- سیاہ فام صوفے پر بیٹھا ہوا سر جھکا کر باتیں کرتا جبکہ اس کا ساتھی آنکھوں سے بامعنی اشاروں سے گفتگو کرتے- سیاہ فام یا دانستہ طور پر انہیں اشاروں سے گفتگو کا موقعہ دیتا- کرایہ وغیرہ کے معاملات طے ہونے کے بعد سیاہ فام نے جاتی مرتبہ مجھ سے کہا کہا ,,شاہ صاحب میرا زیادہ تر کام دوسرے شہروں میں ہے- میں آڑھت کا کام کرتا ہوں' اس لئے

ہفتے میں دو تین دن یہاں آیا کروں گا- پیچھے میرے مہمان آتے جاتے رہیں گے-" اس نے ابھی بات ختم نہیں کی تھی تو اس کی پٹاخہ قسم کی بیوی نے مداخلت کی--

"میں اور وہ اکٹھے کام کرتے ہیں، میں ان کے کلائنٹس کو سنبھال لیتی ہوں"- یہ تو ایک مہینے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ کلائنٹس کو کس طرح سنبھالتی ہے- سیکورٹی اور ایڈوانس کرایہ لینے کے بعد میری آنکھوں میں روشنی آئی اور ذہنی کسلمندی کی بجائے کئی ایک منصوبے انگڑائیاں لینے لگے ہیں- میں نے ابھی سکوٹر بدلنا ہے، ایک نیا مووی کیمرہ اور فوٹو گرافی کا سامان بھی لینا ہے-" عبدل یہ سن کر خوش ہوا کہ ہے میں نے مکان کرایے پر دے دیا ہے- میں نے اپنے کرایہ دار کی پٹاخہ بیوی کا ماجرا بتایا، اس کی آنکھیں خوشی سے تمتمانے لگیں-

"شاہ بادشاہ اسے ابھی ریزرو میں رکھو میں آجکل بلیو فلمیں بنانے کے لئے ایک دو ایکسٹرا کے پیچھے لگا ہوا ہوں، بس ایک پراجیکٹ ہے اس کے بارے میں بعد میں بتاؤں گا--"

"بس کرو عبدل ان گناہوں کا کس طرح جواب دو گے؟"-

میں ایک دن دل بھر کر اللہ میاں سے معافی مانگ لوں گا- انسان ہوں خطا کا پتلا ہوں--"

عبدل میں کل عدالت سے تمہاری پیشی بھگت کر آیا ہوں، تمہارا وکیل نہ صرف نالائق ہے بلکہ مجھے دوسری طرف تمہاری بیوی سے ملا ہوا لگتا ہے- جب میں عدالت میں گیا تو تمہاری بیوی ناہید ایک خوش پوش لمبے تڑنگے آدمی سے گپیں مار رہی تھی--"

"یہ وہی بہن چود سرمایہ دار ہے جس کے ساتھ رہ رہی ہے جو اسے بڑی بڑی کاروں میں لئے پھرتا ہے، تم دیکھو تو سہی میں اس کے ساتھ کرتا کیا ہوں، یہ ایک نہ ایک دن

واپس آ ئے گی، میں نے ایک دو نجومیوں سے رابطہ کیا ہے سب نے امید دلوائی ہے۔،،

''گولی مارو اسے، تم نے اس کے بدن کو روئی کی طرح دھنک چکے ہو، تم نے اس کی واپسی کا دعویٰ کیا ہے، وہ واپس نہیں آ ئے گی، حق مہر ایک لاکھ روپیہ ہے، وہ چاہتی ہے تم طلاق دے دو، اگر وہ تم سے رہا ہونے کے لئے حق مہر کے لئے پیش قدمی کرتی ہے تو اسے حق مہر چھوڑ نا پڑے گا۔،،

''وہ پیسے کی پیر ہے، کبھی نہیں چھوڑے گی۔۔

''عبدل اس میں کیا جادو ہے کی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔،،

''پیر بادشاہ تم عورت کے بدن اور حسن کے جادو سے واقف نہیں ہو بادشاہوں نے ان کی خاطر تخت وتاج چھوڑ دیئے تھے۔،،

''لیکن جب مرد کی نیت سیر ہو جاتی ہے تو عورت کا سب کچھ دھڑام سے گر جاتا ہے،،۔

''استاد جس دن کوئی ٹکر گئی تو سارا فلسفہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا، یار وہ تمہاری اخبار والی نعیمہ کیسی لڑکی ہے۔؟،،

''اس پر بھی تمہاری نظر ہے۔،،

'وہ پیر بادشاہ کی فیورٹ ہے۔،،

''نقش اچھے ہیں بدن بھی بہت گداز ہے''۔عبدل نے معمول کے مطابق سگرٹ کا سوٹا نما کش لیا۔۔

''کسی کھاتے پیتے گھر سے لگتی ہے۔،،

''کھاتے پیتے گھر سے ہوتی تو پھر اخبار میں نوکری کیوں کرتی ؟،،

''شاہ یار تم آجکل کی چھوکریوں کو نہیں جانتے، جو پڑھ لکھ جاتی ہیں وہ گھر سے

باہر رہنا چاہتی ہیں، باہر لوگوں سے اور مردوں سے انٹرایکشن رہتا ہے- ان سے دوستی بھی ہو جاتی ہیں اور خرچے وغیرہ بھی پورے ہو جاتے ہیں-،،

''عبدل تم پروٹڈ آدمی ہو، فرائیڈ ، لارنس اور منٹو کے چیلے لگتے ہو-،،

''منٹو کو تو میں جانتا ہو، باقی دو بزرگ کون ہیں-،،

''اچھے بزرگ تھے، تمہاری طرح وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ساری زندگی دھنی کے نیچے ہے-،،

''بہت خوب ان کی کوئی کتاب مجھے پڑھنے کے لئے دو-،،

''چھوڑو، پڑھنے کی بجائے دیکھنا زیادہ ضروری ہے -تم نعیمہ کو معافی دے دو-،،

''یار، تمہارے دفتر کا ایک آدمی جس کا میرے بینک میں حساب ہے باتوں باتوں میں کہہ رہا تھا کہ نعیمہ شاہ صاحب پر عاشق ہو رہی ہے-،،

''وہ جس پر عاشق ہو رہی ہے اس کو معلوم نہیں ہے-،،

''شاہ تم اتنے سادھو نہیں ہے، تمہارے ساتھ کوئی، خرابی ہے-،،

''ایک نہیں بہت سی ہیں، میں خود ان کی وجہ ڈھونڈ رہا ہوں-،،

''عبدل، تم ایک دو مرتبہ عرفان صاحب سے ملے ہو کیسے آدمی لگتے ہیں؟

''شریف آدمی لگتا ہے، ذراٹیں والا ہے، بینک میں اچھے عہدوں پر رہا ہے-،،

''ایسی بھی بات نہیں- وہ بھی مصیبت زدہ لگتا ہے، بیوی اور اولاد سے اختلاف ہے، اکیلا رہنا پسند کرتا ہے- اس کے کانٹیکٹس کافی ہیں، ادھر اس کے پاس ٹمپل روڈ پر ایک پرانی عمارت کی اوپر کی منزل بھی ہے جو اس کے والد نے اپنے کلیم کے عوض الاٹ کروائی تھی میں نے ان کے ساتھ وہ جگہ دیکھی ہے، ہماری ایڈورٹائیزنگ کمپنی کے لئے بری

نہیں ہے-،،

''ایک بات ہے' یہ تمہارے عرفان صاحب اس پراجیکٹ میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہیں' انہیں پتہ ہے کہ میں نے وہاں بلیو فلمیں بھی بنائی ہیں-،،

''شٹ اپ-،،

''اپنی اخلاقیات اپنے پاس رکھو' یہ بزنس ہے' اگر تم نے اس بات کا برا منایا ہے' میں اس منصوبے سے علیحدہ ہونا چاہتا ہوں-،،

''مائی ڈیر عبدل ذراسی بات کا برا منا گئے ہو' میں تمہارے بغیر نہیں چل سکتا-اچھا جو تمہاری مرضی-،،

''اس کام میں خطرہ ضرور ہے لیکن پیسے بہت ہیں' یہ کام انٹرنیشنل لیول پر ہوگا' ایک سی ڈی سارے ملکوں میں جائے گی-،،

،،یار ایک بات بتاؤ' یہ تمہارے عرفان صاحب ہمارے اس منصوبے میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہیں؟-

''یہ تو میں نے سوچا نہیں-اچھے آدمی ہیں' ہر مہینے دو مرتبہ عدالت میں پیش ہوتے ہیں' ان کے بیٹے کا مسئلہ ہے' تین چار مرتبہ وہ مجھے اپنے گھر لے گئے تھے' نیک نیت اور دل جلے لگتے ہیں' عورتوں کے بارے میں میرے اور ان کے خیالات کافی ملتے ہیں-پنشن پر آ گئے ہیں' کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے' ان کے پاس تھوڑے بہت پیسے بھی ہیں' انکا بیٹا آسٹریلیا چلا گیا ہے' بیوی سے نہیں بنتی-،،

''تمہاری کرایہ دارنی کیسی ہے؟،،

''یار گڑبڑ ہے-،،

''مجھے اس سے ملا دو، اس سے کام لیں گے-،،

۱۳

جب میں نے ٹیلیفون پر نعیمہ سے پوچھا کہ اسے ماڈلنگ کرنے پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے تو اس نے میری بات ہنسی میں ٹال دی- مجھے اس کی ہنسی بے موقع لگی میں نے اسے ڈانٹ کر کہا--

'' تمہیں ماڈلنگ پسند نہیں ہے، ظاہر ہے لوگ باتیں بنائیں گے، اور ہم اپنی بجائے لوگوں کے لئے تو زندہ رہتے ہیں-- او کے- میں نے سوچا تھا کہ تم جاب لیس ہو' میں بھی اسی کشتی میں سوار ہوں ہم لوگ مل جل کر-- خیر'' میں یہ کہہ کر ٹیلیفون کا ریسور رکھنے والا تھا کہ اس نے یک دم کہا--

''شاہ صاحب آپ ناراض ہو گئے ہیں، مجھے جاب کی ضرورت نہیں،،

''تو پھر تم نے اخبار میں کام کرتی ہو؟،،

''گھر بیکار بیٹھنے سے کچھ نہ کچھ کرنا بہتر ہے-،،

''ہاں تمہارے پاس کافی کچھ ہے- اچھا بھئی،، یہ کہہ کر میں نے ٹیلیفون بند کر دیا- ٹیلیفون کی گھنٹی پھر بجی پہلی مرتبہ میں نے محسوس کیا کہ نعیمہ کا رویہ کچھ بدلا ہوا تھا- میں نے ٹیلیفون اٹھایا تو نعیمہ تھی--

''ہاں کہو،،-

''پیر بادشاہ آپ ناراض ہو گئے ہیں میں یہ افورڈ نہیں کر سکتی، میں آپ پر بہت اعتماد کرتی ہوں' آپ جیسے لوگ کم کم ملتے ہیں--ٹھیک ہے میں بھائی سے بات کر کے آپ کو کل بتاؤں گی''-

''اوکے،، میں یہ کہہ کر ٹیلیفون بند کرنے لگا تو کہنے لگی--

''شاہ صاحب میں نے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں-لیکن کہاں کریں؟،،

''گھر آ جاؤ اگر خطرہ محسوس نہیں کرتی ہو،،

''اس نے ہنس کر کہا'' آپ سے کیا خطرہ، آپ کے گھر کے اوپر وہ چڑیل رہتی لیکن اپنے بارے میں اور مرد عورت کے تعلقات کے بارے میں بات کرنے سے گریز کر جاتی -میں نے بھی اس بات کو لائق توجہ نہ سمجھا تھا لیکن جب ہمارا اخبار آخری دموں پر تھا تو وہ قدرے بے تکلف ہو گئی تھی-اس کی ذاتی تفصیل جو مجھ تک پہنچی تھی اس کے مطابق اس نے کسی ادارے سے گرافکس اور پھر انٹیریر ڈیزائنگ کا ڈپلوما لیا ہوا تھا-میں نے اس سے کبھی یہ بھی پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ وہ ملازمت کیوں کرتی ہے- ایک مرتبہ اس نے مجسٹریٹ سے کچھ کاغذوں تصدیق کرانے کے لئے مجھے دیئے تھے جو میں نے سرسری طور پر دیکھے، کسی محمد اسلم نامی شخص نے ایک کمپنی کے بہت سے حصص اس کے نام کئے ہوئے تھے- اس نے مجھے خود ہی بتایا تھا کہ اس کے شوہر اسلم نے حادثے میں مرنے سے چند ماہ اس کے نام منتقل کر دیئے تھے-مرا ماتھا قدرے ٹھنکا تھا کیونکہ وہ اپنی چال ڈھال سے شادی شدہ نہیں لگتی تھی-اگرچہ میرا کسی عورت سے کوئی قریبی تعلق نہیں رہا لیکن بیس برسوں سے فوٹو گرافی کی وجہ سے مجھے کھلی ڈھلی' بدکار عورتوں' ایکسٹراؤں اور کچھ شریف عورتوں کی مختلف پوزوں میں تصویریں بنانے کا موقعہ ملا ہے- میں تصویر بنانے سے پہلے بدن کا جائزہ لیتا ہوں پھر بدن اور چہرے کو ایک دوسرے مربوط کرتا ہوں اور اس سے جو تاثر میرے ذہن

میں قائم ہوتا ہے میں اس کے مطابق کیمرہ اور روشنیوں کو حرکت میں لاتا ہوں۔ بعض دفعہ ان جسموں کے خطوط میری خواہش کو بلاتے ہیں۔ ارتعاش سے میرے ہاتھوں میں کیمرہ کانپنے لگتا ہے۔ میرا ان سے کیا تعلق ہے یہ شوبز کی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنی قیمت اپنے حلیے اور نین نقش کے مطابق مقرر کی ہوئی ہے۔ میں یہ قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شریف عورت بھی ہو میرا مطلب ہے کہ وہ عورت جو اپنا بدن صرف ایک آدمی کو وقف کرنے کا پیمان لئے ہو' میں اس تک بھی رسائی حاصل نہیں کر سکا۔ میں کولہو کا بیل نہیں بن سکتا'' میں روزانہ اپنی بے عزتی نہیں کروا سکتے' میں پیسے ٹکے کا حساب نہیں دے سکتا' میں ہر سال اولاد پیدا نہیں کر سکتا' عورت ایک بوجھل وجود ہے جسے بے وقوف ہی اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے باوجود عورت ایک دلچسپ مظہر ہے جب تک وہ بیوی نہیں بنتی' بیوی بنتے ہی اس کے اندر اشیا' رشتوں' تعلقات' روپیہ پیسے کے معاملات میں ایک چھوٹا پن آ جاتا ہے' حسد اور رقابت اسکا ٹرید مارک بن جاتے ہیں۔ عورت کو دور سے دیکھا جائے تو اچھی لگتی ہے لیکن جب قریب آتی ہے تو گھناونے پن کا احساس ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ شک میں مبتلا رہتی ہے کیونکہ ہمیشہ مرد بے اعتبار لگتا ہے۔ اگر میری باتیں درست ہیں تو عورت کا پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے' زندگی کا مقصد تو بسر کرنا ہے وہ تو بسر ہو ہی جاتی ہے۔

''پیر بادشاہ، اس نے آئس کریم کے چمچ کو قدرے زور سے میز پر مار کر مجھے متوجہ کیا ہے۔

''آپ مجھے ماڈل بنا کر کس دنیا میں کھو گئے ہیں''۔

''اوہ سوری''۔

''چلئے، میں آپ کی خوشنودی کے لئے ماڈل بن گئی ہوں، صابن کا اشتہار ہے یا کسی الیکٹرونک کا؟''

''مجھے زچ مت کرو،،

اخبار کے دفتر میں قدرے رونق ہے غالباً مالک نے یونین کے عہدہ داروں کو بلایا ہے- مجھے اور نعیمہ کو دفتر میں دیکھ کر ایک دو کارکنوں نے حیرت کا اظہار کیا ہے-

''نعیمہ میں نے تمہیں کون سا کیمرے کے آگے کھڑا کر دیا ہے- ابھی میں، عرفان صاحب اور عبدل اس منصوبے کے بارے میں سوچ رہے ہیں، تمہاری شکل و صورت کے پیش نظر میں نے ایسا سوچا تھا،،

''میری شکل اس قابل ہے؟،،

''تم بہت فوٹوجینک ہو-،

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ آئس کریم کھانے لگی اور میری طرف دیکھے بغیر کہنے لگی''میں نے یہ آئس کریم اس کے لئے خاص باہر سے منگوائی ہے-''

میں نے آپ سے ایک بہت ضروری مشورہ کرنا ہے، آپ بڑے ہیں مجھے گائیڈ کر سکتے ہیں- میں بھائی سے بات نہیں کر سکتی وہ اپنی مصوری میں مصروف رہتے ہیں اور گھریلو معاملات میں دلچسپی نہیں ہے، مجھے ایک بھنور میں الجھایا جا رہا ہے، سمجھ میں نہیں آتا کیا فیصلہ کروں'لیکن پہلے آپ کی کمپنی کے بارے میں باتیں کرتے ہیں-،،

''کون سی کمپنی، ہم ابھی مشورے کر رہے ہیں اور تم ابھی سے اسے حقیقت سمجھ رہی ہو-،،

''پیر بادشاہ مجھے آپ کی مشکلات کا علم ہے، میں آپ کی مدد بھی کرنا چاہتی ہوں لیکن کس طرح کروں؟ ہاں میرے ذہن میں ایک بات ہے- میری ایک فیملی فرینڈ ہے سمی، اس کا بیوٹی پارلر ہے جہاں وہ براڈیل میک اپ کر کے لوگوں کی اچھی طرح کھال اتارتی ہے- اس کا فوٹوگرافر بھاگ گیا ہے- میں چونکہ اخبار میں کام کرتی ہوں اس کا خیال ہے کہ

میں بہت سے فوٹو گرافروں کو جانتی ہوں حالانکہ میں صرف ایک جو جانتی ہوں،، یہ کہہ کر اس نے میز پر میرے رکھے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا--

''شام کو وہاں جائیں، اچھے پیسے دے گی لیکن وہاں خطرناک قسم کی لڑکیاں کام کرتی ہیں، ذرا ہوشیار رہنا ہو گا-،،اس نے مسکراتے ہوئے کہا- مجھے اس کی بات میں اپنایت کا احساس ہوا-

''لڑکیاں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں، آپ میرا کیا بگاڑ سکی ہو-،،

'اس نے ہنستے ہوئے قدرے بے شرمی سے کہا کہ'' آپ لنگوٹ کے پکے ہیں-،،

میں تو لنگوٹ پہنتا ہی نہیں- اس کے چہرے پر مسکراہٹ بتدریج معدوم ہو گئی

''ہاں کہہ دوں، میں اس کا ایڈرس ابھی لکھ دیتی ہوں، آج ہی چلے جائیں، اسے بہت جلدی ہے- اچھا موقعہ ہے- میں اسے ٹیلیفون بھی کر دوں گی-،،

آئس کریم کے گلاس خالی ہو گئے تھے،''اب اور کیا کھاؤ گی؟،،

اس نے نفی میں سر ہلایا- وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن رکی سی تھی--

''اچھا بھی بولو کیا مسئلہ ہے،،

اس نے اداس نگاہوں سے میری طرف دیکھا-

'پیر بادشاہ مجھے زندگی میں اب کیا کرنا چاہیئے،،-

''جو پہلے کرتی رہی ہو،،-

''مذاق نہیں میں بہت سیریس ہوں،،-

''میں سننے میں بہت سیریس ہوں،،-

''پیر بادشاہ آپ مجھے جانتے ہیں؟،،-

''کچھ کچھ،،۔

''آپ میرے ماضی کے بارے میں جانتے ہیں ؟''

''کچھ کچھ ''۔

''یہ آپ کچھ کچھ کی کیا گردان کر رہے ہیں-کیا میں وہ ہی ہوں جو میں دکھائی دیتی ہوں،،

''نہیں،،

''آپ کیسے کہہ سکتے ہیں،،

'تجربہ،،

''چلیئے آپ کا امتحان لیتے ہیں،آپ کو جو کچھ میرے بارے میں پتہ ہے وہ بتائیں-،،

''آپ پڑھی لکھی خوبصورت خاتون ہیں جو اپنا دفاع نہیں کرنا جانتیں-آپ طلاق یافتہ ہیں،آپ کا شوہر حادثے میں ہلاک نہیں ہوا وہ زندہ سلامت ہے-،،

اس نے چونک کر میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا--

''آپ کو یہ باتیں کیسے پتہ ہیں،،-

'' جب عورت مردوں کے ساتھ کام کرے تو مرد اس کی ہر بات کا دھیان رکھتے ہیں،، ۔

''آپ کو پتہ ہے کہ میں کہاں رہتی ہوں؟،،-

''ہاں،یہی آپ کی مشکلات کا باعث بنی ہے،حالانکہ ان لوگوں سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے- میں بشیر صاحب کو مل چکا ہوں ،اچھے مصور ہیں اور درویش صفت آدمی ہیں،،۔

جب میں یہ باتیں کرر ہا تھا تو اس کے ہاتھ اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔

''تم نروس کیوں ہو''،،ہم انسان ہیں اور ایک دوسرے کی الجھنوں کو حل کرنے کے لئے شیئر کرتے ہیں- تمہارے حالات کی تعمیر میں تمہارا کوئی ہاتھ نہیں ہے-،،

لیکن انہوں نے مجھے جکڑ کر میری زندگی کو جڑ سے اکھڑ دیا ہے- ہم نے وہ علاقے چھوڑ کر دوسری رہائش بھی لی لیکن یہ داغ ساتھ ساتھ چلتا کہ ہم وہاں سے آئے ہیں،ہم وہی ہیں صرف اپنا چولا بدل لیا ہے-،،

میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں کے گوشوں میں آنسو رکھے ہوئے تھے جو اس نے ٹشو پیپر سے بڑے سلیقے سے صاف کئے--

میں نے اس دلاسا دیا''بی بی حوا ماضی تو ماضی ہوتا ہے اس کے بارے میں غمگین ہونے سے کیا فائدہ،،

وہ حوا کے لفظ پر قدرے مسکرائی --

'پیر بادشای ماضی پھر میرا حال بننا چاہتا ہے، کیا یہ ممکن ہے؟،،

''واقعات اپنے آپ کو دوہرا سکتے ہیں لیکن زندگی کا سیاق وسباق بدلا ہوتا ہے- پہیلیوں میں کیوں بات کر رہی ہو- اگر شادی کا کہیں بہتر موقعہ مل رہا ہے تو آنکھیں بند کر کے کرلو-،،وہ میری بات سن کر طنزیہ طریقے سے مسکرائی --

''شاہ صاحب پہلے آنکھیں کھول کر کی تھی تو اس کا نتیجہ بھگت لیا ہے- پیر بادشاہ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اگر چہ میں بھی اس سے محبت کرتی تھی- پہلے وہ ہر مرد کی طرح جنسی تعلق پر مجبور کرتا رہا جب میں نے انکار کر دیا تو پھر شادی کے پیچھے لگ گیا- ایک سرمایہ دار کا بیٹا ہے، زندگی کی ہر سہولت اس کے پاس ہے- اسے میری ماضی کا علم نہیں تھا، وہ میرے والدین کے بارے میں بھی پتہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ صرف میرا خواہشمند

تھا- میں نے بھائی سے بات کی لیکن وہ نہ مانے- انہوں نے صرف اتنا کہا'' یہ کام نہیں چلے گا- ہمارا اس علاقے میں رہنا جرم ہے- یہ کام تو سارے شہر میں پھیلا ہوا ہے- شادی بیاہ کے معاملے میں کوئی کسی سے نہیں پوچھتا کہ اس کا ہمسایہ کون ہے- اس میں تمہارا قصور نہیں، میرا ، ان بزرگوں کا ہے جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد اس حویلی میں بسیرا جما لیا-،، میرے بھائی کی باتوں میں حکمت تھی- میں بھی اس سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن ایک بہت بڑا خوف راستہ میں کھڑا تھا- میں اسے چاہتے ہوئے بھی اسے نہ بتا سکتی تھی، اس نے کیسے یقین کر لینا تھا کہ ہمارا گھر ضرور وہاں پر ہے لیکن ان لوگوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے- میں نے اس بات کو مخفی رکھا، پیر بادشاہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا، میں خاموش رہی تھی ، اسے بار بار یہ کہتی تھی کہ تم لوگ سرمایہ دار ہو اور ہم لوگ نیچ قسم کے لوگ ہیں، وہ میری بات پر یقین نہیں کرتا تھا- چنانچہ ہم نے سول میرج کر لی- اس نے اپنے لئے الگ کوٹھی لے لی، ماں باپ کا اکیلا بیٹا تھا- اس کے باپ نے ایک اور سرمایہ دار کے گھر اسے بیاہنے کا خواب دیکھا تھا• اس کی ماں نے اس کی بہت منتیں کیں وہ واپس ان کے پاس آ جائے اور مجھے بھی ساتھ لے آئے لیکن میں اندر سے راضی نہیں تھی' اس لئے اسے کوئی واضح جواب نہیں دیتی تھی- وہ اولاد چاہتا تھا لیکن میرے اپنے وسوسے تھے• ایک سال بعد وہی ہوا جس کا مجھے خوف تھا- ایک دن فیکٹری سے شام کو واپس آیا تو اس کا منہ بنا ہوا تھا- غصے میں کہنے لگا'' تم نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی رکھی؟ ،،

'' کون سی بات؟ ،، میں نے تنک کر کہا لیکن وہ کچھ کہنے سے ہچکچایا- میں نے خود ہی اسے سب کچھ بتا دیا جو اسے معلوم ہو چکا تھا- ایک ہفتے کے بعد اس نے نہایت خاموشی سے کہا - میرے والدین کا مجھ پر بہت دباؤ- میں یہ نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہیں یہ باتیں مجھے بتا دینی چاہیئے تھیں-،،

”میں نے بار بار شادی سے اسی بنا پر انکار کیا تھا،،- چنانچہ بہت خاموشی اور شرافت سے علیحدگی کا معاملہ طے ہوگیا،، وہ یہ کہہ کر خاموش ہوگئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے- مجھ سے نہ رہا گیا- میں نے اٹھ کر اس کے سر پر پیار کیا اور اس کے آنسو رومال سے صاف کئے- وہ قدرے مسکرائی اور کہنے لگی--

”شاہ صاحب میں ماڈلنگ کے لئے تیار ہوں- کس دن کام شروع کرنا ہے--،،

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۱۴

بہت تیز بارش تھی اور مَیں کافی دیر سے اس کے تھم جانے کا منتظر تھا - مجھے شام کو عرفان صاحب نے چائے پر بلایا ہوا تھا - انہوں نے بتایا تھا کہ ان کے بینک سے دو تین افسروں نے بھی آنا ہے -

''شاہ صاحب کیمرہ بھی ساتھ لیتے آئیں، کچھ تصاویر بھی بنانی ہیں -'' بارش رکی تو مَیں باہر نکلا - ظاہر اس موسم میں سکوٹر پر جانا ممکن نہیں تھا - مَیں چھتری اور کیمرہ لے کر کافی دیر سے فٹ پاتھ پر منتظر تھا - کہ کوئی سواری ادھر سے گزرے تو اسے پکڑ لوں - عجب بات ہے جب بھی موسم میں خرابی ہو پبلک ٹرانسپورٹ غائب ہو جاتی ہے وگرنہ یہ لوگ سارا دن مارے مارے پھرتے رہتے ہیں - انہوں نے مجھے چار بجے کا وقت دیا تھا - ساڑھے چار بج چکے تھے - سڑک پر ٹریفک زیادہ نہیں تھی - مَیں نے ایک سوزوکی کار کو اشارہ کیا، کار رک گئی، گاڑی چلانے والی ادھیڑ عمر عورت تھی جو ضرورت سے زیادہ بنی سنوری ہوئی تھی - اس نے شیشہ نیچا کر کے میری طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا -

''آپ مجھے --- روڈ تک لفٹ دے سکتی ہیں -''

اس نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا --

''اے بھائی صاحب مَیں پروفیشنل نہیں ہوں، گھریلو عورت ہوں'' وہ طنزیہ

طریقے سے مسکرائی اور آگے بڑھ گئی۔

''اگر تم مجھے پیسے بھی دیتی تو میں تمہارے ساتھ نہ جاتا۔''

میں نے سر پہ چھتری پھیلائی اور چلنے لگا۔ مجھے عبدل کی بات یاد آئی۔۔

'یا، اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہیں، یہاں کی ہر عورت کا منہ سوجھا ہوا ہے۔،،

''بھئی کس بات پر ناراض ہو، زندگی میں اچھے آداب بھی ضروری ہیں، اصل میں ہر عورت چاہتی ہے کہ اسے ریپ کیا جائے۔ شادی بیاہ تو اس ریپ کا قانونی اور اخلاقی جواز ہے۔،،

مَیں نے جب عرفان صاحب کو دیر سے آنے کی وجہ کا سارا قصہ بیان کیا تو وہ بے اختیار ہنسنے لگے۔ ان کی دو سابقہ ماتحت خواتین جن کی عمر ۳۵ برس کے قریب تھیں میری بات سن کر جھینپ گئیں۔ ان میں سے ایک جو زیادہ سفید رنگ اور گداز بدن کی ہے وہ عرفان صاحب کی تعریفیں کرنے لگی۔

مجھے یوں لگا کہ مجھے یہاں مدعو کرنے کا کوئی تُک نہیں ہے۔ مجھے ان دونوں کی گفتگو کے انداز میں تصنع کا احساس ہوتا ہے۔ شائستہ کو اپنی رپورٹ ٹھیک کرانی ہے اور وہ شکیلہ کو اس کام کے ساتھ لائی ہے جس سے عیاں ہوتا ہے کہ شکیلہ عرفان صاحب کے کچھ قریب ہے کیونکہ وہ اس کی ہر بات ماننے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ سفید گداز عورت جس کا نام شکیلہ ہے میٹھی میٹھی نگاہوں سے عرفان صاحب کو دیکھ رہی ہے۔ عرفان صاحب کی نگاہوں میں بھی ایک طرح کی آمادگی ہے۔ معاً مجھے خیال آیا کہ یہ ان کی وہی ماتحت تو نہیں جس پر عرفان صاحب کی بیوی شک کرتی تھی۔ عرفان صاحب نے ایک دو مرتبہ اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ دوسری عورت جو قدرے سانولے رنگ کی ہے جس کا چہرہ قدرے لمبا اور بدن چھریرا ہے، اس کے چہرے کے تناؤ سے لگتا ہے کہ وہ وہاں بمشکل

بیٹھی ہوئی ہے-اس کا نام شائستہ ہے-شکیلہ کچھ بے تکلف سی عورت ہے-اس نے خود ہی شائستہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے--

''یہ ہماری بینک آفیسر ہیں، ضابطے کی بڑی سختی سے پابندی کرتی ہیں، کسی سے رعایت نہیں کرتی، ویمن ایکٹوسٹ ہے-ایک این جی او کی سیکرٹری بھی ہیں-''شائستہ نے اس کو تفخر کے ساتھ دیکھا- یہ ہیں ہمارے شاہ صاحب صحافی، فوٹوگرافر اور نہ جانے کیا کچھ کرتے ہیں، یہ آج ہماری تصویریں بھی بنائیں گے-''

''عرفان صاحب جب آپ کی فیئر ویل تھی ہم دونوں اس دن دونوں چھٹی پر تھیں-مَیں نے سوچا کہ آپ کے ساتھ ہماری کوئی تصویر نہیں ہے، آپ ہمارے بینک کے ہیڈ رہے ہیں-

''شکیلہ تمہاری فرمائش پر ہم نے شاہ صاحب کو تکلیف دی ہے، پہلے چائے پھر مسئلے مسائل بعد میں-سب سے بڑا مسئلہ بھوک کا ہے''عرفان صاحب نے ہنستے ہوئے کہا اور ہاتھ کے اشارے سے سب کو کھانے پینے کی دعوت دی۔

چائے کی ٹرالی لدی ہوئی ہے-عرفان صاحب کی ملازمہ اندر باہر آجا رہی ہے-

''عرفان صاحب آپ اس گھر میں بالکل اکیلے رہتے ہیں-شکیلہ نے پوچھا

عرفان صاحب نے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلایا-

''آپ کو ڈر نہیں لگتا''-

''لگتا ہے''-

''کس سے؟''-

''اپنے آپ سے''-

شکیلہ اور شائستہ نے آپس میں نگاہوں کا تبادلہ کیا ہے-

''آپ کی بیگم صاحبہ یہاں کیوں نہیں رہتیں۔''

''وہ زیارتوں پر گئی ہوئی ہیں۔''

''عرفان صاحب کو بینک سے گئے ایک ڈیڑھ برس ہو گیا ہے لیکن ان کی خوشبو ابھی تک باقی ہے۔ شکیلہ نے کہا اور عرفان صاحب مسکرانے لگے۔

میں نے شائستہ کو مخاطب کر کے کہا ہے۔

''آپ کی این جی او کا منشور کیا ہے؟''

''مسٹر شاہ ہماری این جی او کا منشور مردوں کے عورتوں پر ظلم اور اس کی تین تین چار چار شادیوں کے خلاف آواز اٹھانا ہے۔''

''محترمہ مرد اگر دوسری شادی کرتا ہے تو دوسری عورت کو انکار کر دینا چاہیئے۔ اگر وہ ازدواجی زندگی سے باہر تعلق قائم کرتا ہے تو پھر عورت کو انکار کر دینا چاہیئے۔ جاؤ اسی عورت کے پاس جس نے بیس برسوں سے تمہیں کھونٹے کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔''

''بس بس، جھگڑا فساد نہیں، شاہ صاحب آپ ہماری تصویریں بنائیں۔''

چند منٹوں کے بعد فوٹو گرافک سیشن ختم ہو گیا، میں نے اپنا کیمرہ وغیرہ تھیلے میں ڈال لیا اور چلنے کے لئے اجازت مانگنی چاہیئے تو عرفان صاحب بول اٹھے۔

''شاہ صاحب کدھر؟ مجھے ابھی بیوٹی پارلر جانا ہے، وہاں بھی دو فوٹو گرافک سیشن کرنے ہیں۔''

''رک جائیں۔''

عرفان صاحب نے بڑے پر تکلف طریقے سے دونوں خواتین کو رخصت کیا ہے او۔

''عرفان صاحب میں آپ کا گرویدہ ہوں، آپ جو حکم دیتے ہیں سر آنکھوں پر

لیکن آپ نے مجھے ان اجنبیوں کے درمیان بٹھا دیا میں اندر سے کافی embarass ہو رہا تھا-،،

عرفان صاحب کچھ دیر کے لیئے پراسرار طریقے سے مسکرائے ،ابھی آپ کو اس کی وجہ بتاتے ہیں، پہلے یہ بتائیں شکیلہ آپ کے نزدیک کیسی خاتون ہے؟،،

'جیسی عورتیں ہوتی ہیں'ظاہر کچھ اور باطن کچھ،آپ تو مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ عورت کی بہت سی پرتیں ہوتی ہیں-،،

''شاہ صاحب ایک بات بتائیں ایک عورت جو سارا دن آپ سے بداخلاقی سے پیش آئے ،آپ کی ہر بات کو negate کرے،اٹھتے بیٹھتے آپ کی برائیاں کرے کیا آپ اس عورت کے ساتھ سونا پسند کریں گے-؟،،

'لاحول ولا‌للہ،،_

''لیس سنیں، میں نے آپ کو جان بوجھ کر بلایا ہے- آپ اور میں میں کافی قریب ہو چکے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو کسی مفاد کے لئے نہیں ملتے ایک دوسرے کی مدد سے زندگی کی الجھنوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں- آپ بہت زیادہ ڈسٹربڈ ہیں، آپ نے کنوارپن کو برقرار رکھنے کی قسم کھائی ہوئی ہے،ان حالات میں جنس دماغ کو چاٹ جاتی ہے آپ یا تو کسی عورت سے دوستی کریں یا شادی کا منصوبہ بنائیں ، یہ آپ کی ذہنی صحت کے لئے ضروری ہے-،،

''عرفان صاحب میں اس ذہنی صحت کو کیا کروں گا ،ہم سب ایک بڑے پاگل خانے میں رہتے ہیں- آپ کی شائستہ کے ساتھ کچھ مسئلہ لگتا ہے میں ایک ہی نظر میں بھانپ گیا ہوں؟،،

مسئلے تو کافی ہیں لیکن ایک مسئلہ شادی کا ہے- اسے بینک میں اپنے ایک کولیگ

سے محبت ہوگئی تھی-اس سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن وہ افسر قادیانی ہے-جب شکیلہ کے والدین کو علم ہوا کہ وہ ایک قادیانی سے شادی کرنا چاہتی ہے تو انہوں نے اسے گھر سے نکالنے کی دھمکی دی اور اس کے بھائی پستول بندوقیں لے کر کھڑے ہوگئے-شادی تو نہ ہو سکی وہ گھر چھوڑ کر پانچ سالوں سے ورکنگ وویمن ہوسٹل میں رہتی ہے-اس کا باپ امیر تاجر ہے اس نے بیٹی کو خوش کرنے کے لئے ایک کوٹھی بھی اس کے نام کر دی ہے لیکن وہ لاتعلق ہے اور پھر ایک وویمن ایکٹوسٹ بن گئی ہے، سماج اور مردوں کے خلاف دھواں دار تقریریں کرتی ہے-دیکھنے میں کیسی لگتی ہے؟،،

'دبلی پتلی سی ہے،،

'شاہ جی آجکل کی عورتیں اپنے آپ کو سمارٹ رکھنے کے لئے دبلی پتلی ہونا پسند کرتی ہیں-،،

''لاحول وللہ قوۃ ایسی عورتیں تو زنخہ لگتی ہے-مردوں کو دبلی پتلی عورتوں مشتعل نہیں کرتیں، کوئی فاقہ زدہ ہو تو پھر--- یہ بھی ناراض عورت ہے اس کی ناراضگی کو کوئی دور نہیں کر سکتا، اسے اپنے خیالوں اور خوابوں میں رہنے دیں جب کنپٹیوں پر سفید بالوں کی لہر نمودار ہوگی تو پھر اسے معلوم ہوگا کہ سب کچھ بیت چکا ہے-،،--

''شاہ صاحب دو سالوں کے بعد مجھے یوں لگا ہے کہ جیسے میں ایک مرتبہ بینک میں کام کر رہا ہوں، ان لوگوں کے ساتھ زندگی کے بہت سے لمحات بسر ہوئے ہیں، وقت ہر چیز کو چھڑا دیتا ہے بلکہ اپنا آپ بھی چھوڑنا پڑتا ہے، آدمی جب بڑھاپے کی طرف جاتا ہے تو وہ اپنی جوانی اور جوانی کے احساس کے ساتھ سختی سے چمٹا رہتا ہے لیکن وقت کہتا ہے نہیں اب وہ بات نہیں ہے-

'شاہ صاحب آج کی شام میرے ساتھ رہیں من میں بہت اداسی ہے، میں جس

ماضی سے بھاگنا چاہتا ہوں، وہ یادوں تصویروں اور خدشات کی صورت میں مجھے گھیر لیتا ہے--- شاہ صاحب آج کا انسان بھی خوب ہے، ایک زمانہ وہ تھا جب مظلوم شخص خواہ عاشق ہو یا معاشرتی ناانصافی کا شکار وہ معاشرتی سطح پر اپنے دکھ کا اظہار ضرور کرتا- مجنوں کی مثال لیں، وہ بد بخت گریبان چاک کر کے دشت وشہر میں خاک بسر واویلا کرتا رہا- دکھ سہنا اور خاموش رہنا ایک بہت بڑا تجربہ ہے دکھ صرف جسمانی اذیت کا نتیجہ نہیں ہوتا، دکھ رونا دھونا نہیں ہوتا، دکھ کسی ایک صورتحال میں بے بسی ہے، ہم روزانہ نہ جانے کتنے دکھ سہتے ہیں، نہ جانے کتنی مرتبہ اپنی اَنا کو مجروح ہوتا ہوا دیکھتے ہیں، نہ جانے کتنی مرتبہ ہمیں روندا جاتا ہے اور ہم احتجاج نہیں کر پاتے کیونکہ ہم بے بس ہوتے ہیں، دکھ بے بسی ہے- شاہ صاحب بس کیا بتاؤں؟ میرے ساتھ کیا کیا ہوا- عمر بھر تو آنکھیں نیچے کر کے کام کرتے رہے جب آنکھیں اٹھائیں تو سب کچھ بیت چکا تھا، زندگی کا دھارا مجھ سے زیادہ مضبوط تھا چنانچہ مَیں ریٹائرمنٹ کے بعد حالات کی رو میں بہہ گیا- ہمارے یہاں زندگی اختیار اور دولت سے چلتی ہے- میرے پاس اب دونوں نہیں ہیں- میری بیوی کا بھائی ریاض میں ڈاکٹر ہے، وہ میری ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی بہن کو اس کے اخراجات کے لئے معقول پیسے بھیج دیتا ہے جس پر وہ اتراتی ہے- مَیں نے بہت زیادہ ذاتی ہتک برداشت کی ہے لیکن خود صبر کیا- میں اپنی بیگم کو بآسانی علیحدہ کر سکتا تھا- لیکن اس لئے چپ رہا کہ وہ یہاں بے سہارا ہو جائے گی کیونکہ اس کا واحد رشتہ دار اس کا بھائی ہے جو یہاں نہیں رہتا- یہی کہانی میرے بیٹے کی ہے- صرف فرق یہ ہے کہ میں جس نسل سے تعلق رکھتا ہوں اس میں برداشت کرنے کا مادہ ہے- اب معاملہ مختلف ہے- کیونکہ شادی بیاہ ایک دوسرے کی حیثیت دیکھ کر ہوتے ہیں-

میرا بیٹا بھی اپنی صورتحال بدلنا چاہتا تھا- جو تنخواہیں ہم لیتے تھے اسے آج کی نسل

pea nut کہتی ہے- میرے بیٹے کا خیال تھا کہ ڈاکٹر بیوی مل جائے گی وہ دونوں مل کر خوب نوٹ کمائیں گے دونوں زندگی کی گاڑی آرام سے چلالیں گے-لیکن یہ سوچ میرے بیٹے کی تھی جو خود مڈل آڈر سے باہر نکلنے کے لئے آسرے ڈھونڈ رہا تھا- یہ گاڑی تین سالوں سے زیادہ نہ چل سکی- ہمارے خاندانوں میں بہت زیادہ کلچرل گیپ تھا وہ زمین پر پاؤں کے پل بیٹھ کر ہاتھ میں روٹی رکھ کراس پر سالن ڈال کر کھانا کھاتے تھے- اس کا باپ ڈاکٹر ہے، لیکن اس کی ماں خبطی ہے- انہوں نے ہماری شرافت سے فائدہ اٹھایا- ہم نے کسی **چیز کا** تقاضا نہ کیا، انہوں نے ایک سوٹ کیس کے علاوہ کچھ نہ دیا- نادرہ کی ماں نے رخصتی کے وقت برملا کہنے لگی-

''ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں، ہم جہیز کہاں سے دیں، ہماری بیٹی لیڈی ڈاکٹر ہے جو پیسے کمانے کی فیکٹری ہوتی ہے-ٹھیک ہے نا-''

اس عورت نے اس جہالت سے بات کی کہ سب ہکے بکے ہو گئے- اس کا شوہر ہاتھ کے اشارے سے کہنے لگا کہ اس کا دماغ خراب ہوا ہے، رخصتی کے وقت نیم دائرے میں کھڑے مہمانوں نے میری طرف یوں دیکھا جیسے مَیں نے جھک ماری ہے- مَیں سر پیٹ کر رہ گیا- شاہ صاحب مجھے کسی قسم کی لالچ نہیں تھی، ہماری بیحد مختصر فیملی ہے- اس کا خیال تھا کہ مَیں بینکر ہونے کی وجہ سے کافی متمول ہوں، ایک ہی لڑکا ہے، اس لئے شادی پر دمڑی نہ خرچو، سب کچھ لڑکے پر ڈال دو، آج کل ایسا ہی ہو رہا ہے، آج کل خانگی جھگڑوں کی وجہ برداشت کا فقدان ہے-- ادھر شادی کے تمام اخراجات کو لڑکے کی جیب سے پورا کرنے کا رجحان ہے- اس لئے گھر گھر بگاڑ پڑ رہا ہے" پہلے لڑکے کو خوش کرنے کے لئے جی بھر لڑکی کو جہیز دیا جاتا تھا- اب یہ سوچ ہے اگر ان دونوں میں نہیں بنتی تو پھر اور شوہر ڈھونڈا جا سکتا ہے- شاہ صاحب یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے- میرج بیوروز جا کر دیکھیں یہ

ناراض عورتیں دوسری شادی کے لئے کس طرح بلک رہی ہیں اگر کسی کے ایک دو بچے ہیں تو وہ گڑگڑا کر کہتے ہیں بچے نانی کے پاس رہیں گے، آپ فکر نہ کریں- ہم مناسب جہیز دیں گے-

کیا کیا بات آپ سے کہوں کہ میں کس مشکل میں ہوں- میں کس طرح مقدمات میں الجھا ہوا ہوں اس نے میرے بیٹے پر جہیز کی واپسی کا، اپنے اور پری کے خرچے کے دعوے کئے ہوئے ہیں-- ظاہر ہے اگر میں مقابلہ نہ کروں تو میرے بیٹے کی عدم موجودگی میں اس کے خلاف ڈگریاں ہو جائیں گی،،-

''عرفان صاحب ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اتنے اختلاف کے بعد آپ کا بیٹے نے اولاد کیوں پیدا کی؟،،

میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ عرفان صاحب نے ایک دو مرتبہ گہرے سانس لئے-

''ہاں شاہ جی، میں نے اسے منع کیا تھا لیکن وہ لیڈی ڈاکٹر چھنال تھی، اس نے میرے بیٹے کو دھوکے میں رکھا اور تیسرے مہینے اس بتایا کیہ وہ امید ہے- ہم سر پیٹ کر رہ گئے- وہ میرے بیٹے کو اس طرح الجھانا چاہتی تھی کہ وہ شکنجے میں آ جائے- ہم پری کی پیدائش نہیں چاہتے تھے- ایک دن میرے بیٹے کی بیوی نے غصے میں میری بیوی سے کہا--

''تم یہ چاہتی ہو کہ میں ابارشن کروالوں؟،،-

میری بیوی نے دھیمے لہجے میں کہا--

''حالات کے مطابق فیصلہ کرو- شاہ صاحب ہر عدالت میں اس نے یہی بیان دیا ہے کہ ہم لوگ پری کی ابارشن چاہتے تھے اور اب اسے واپس کیوں لینا چاہتے ہیں-؟ میں اس کا کیا جواب دوں؟،،-

۱۵

جب فلم شروع ہوئی تو مَیں نے کنکھیوں سے عرفان صاحب کی طرف دیکھا- ان کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور ماتھے کی رگ پھولی ہوئی تھی-مَیں نے ان کی جذباتی حالت دیکھ کر کہا-

''عرفان صاحب، یہ فلم کسی اور دن دیکھ لیتے ہیں،--آپ کی ایک ماتحت بہت زیادہ باتونی تھی-''

''ہر عورت کے اندر بہت کچھ ہوتا ہے لیکن اسے باہر نکالنے کا موقع نہیں ملتا- آپ نے دیکھا شکیلہ بات میں سے بات نکال رہی تھی- مجھے پسند کرتی ہے- مصیبت زدہ ہے، مَیں کبھی کبھار اس کی مدد کیا کرتا تھا، مجھے یاد رکھا ہے وگرنہ آج کل کون کسی کی پرواہ کرتا ہے، ادھر کرسی سے اترو، ادھر لوگ پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں-،،

مَیں جان بوجھ کر عرفان صاحب کو باتوں میں لگانا چاہتا ہوں تا کہ وہ فلم کو بھول جائیں جب بھی وہ گھریلو فلم دیکھتے ہیں بیحد ڈپریس ہو جاتے ہیں اور پھر تیزی سے وہسکی پینے لگتے ہیں- اکیلے رہتے ہیں، تیزی سے بڑھاپے کی طرف جا رہے ہیں، کہیں بیمار نہ ہو جائیں-بعض دفعہ مجھے یوں لگتا ہے کہ وہ زبردستی زندگی گزار رہے ہیں، ایک دن کہنے لگے-

''شاہ صاحب صرف زندہ رہنا ہی تو زندگی کا ہدف نہیں ہے-ٹھیک ہے مَیں نے

زندگی کا ایک حصہ کام کاج اور گرہستی میں بسر کیا- کام کاج ختم ہو گیا گرہستی بکھر گئی، اب مجھے کیا کرنا ہے- پرانے دوستوں سے ملوں، وہ کہتے ہیں تمہاری افادیت نہیں ہے، ہم مصروف ہیں، اس لئے مَیں پرانی فلمیں نکال کر دیکھتا ہوں- ان میں خوشی نہیں ہے، ایک رنج ہے، مَیں نے ایک گرہستی تعمیر کی جو منتشر نہیں ہونی چاہیئے تھی-تنہائی سے بچنے کے لئے نہ جانے انسان کیا کیا کچھ کرتا ہے-'' یہ کہہ کر عبدل صاحب نے ریموٹ کا بٹن دبا دیا، تیرگی سے متحرک صورتیں نمودار ہوئیں-

فیڈ ان

ایک پرانی کوٹھی کا طویل برآمدہ ہے جس کی تینوں طرف جالیوں کی دیواریں ہیں جن میں سے باہر لان میں جگ مگ کرتی روشنیاں بار بار اندر جھانک رہی ہیں- دروازے کی طرف سے ایک دراز قد عورت، قدرے لمبا ناک، قدرے سانولہ رنگ داخل ہوتی ہے جس نے شادی کا لباس پہنا ہوا ہے- اس کی دائیں جانب ایک اچھے نقش والی عورت ہے جس کی عمر پچاس برس سے متجاوز ہے- بائیں جانب ایک لڑکی ہے اور درمیان میں ایک طویل قامت اور صحت مند نوجوان ہے جس نے گلے میں ہار پہنا ہوا ہے جس کی شکل کا کوئی خدوخال عرفان صاحب سے نہیں ملتا-

''شاہ صاحب یہ لڑکی میری بھتیجی ہے اور دوسری جانب میری بیگم ہے، انہیں غور سے دیکھو بہت غور سے--، ان کی حکمت عملی پنڈت چانکیہ سے بھی زیادہ گہری ہوتی ہے- رشتوں کی جوڑ توڑ میں ماہر،، عرفان کی آواز دفعتاً خاموش ہو گئی اور فلم آگے بڑھنے لگی، عرفان صاحب کی بیگم نے دائیں ہاتھ میں قرآن اٹھایا ہے جو دلہن کے سر سے چھ انچ کے قریب اونچا ہے- وہ منہ میں کچھ بڑبڑا رہی ہیں، غالباً کلام کا ورد کر رہی ہیں، امن اور خوشحالی کے لئے دعائیں مانگ رہی ہیں-

فیڈ آؤٹ

فیڈ ان

ایک لمبی سی کاریڈور جس میں دو تین ٹیوب لائٹیں ہیں، باہر لان میں پھلجھڑیاں اور پٹاخوں کا شور ہے ان چار افراد کے قافلے میں نوجوان عورت آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کاریڈور کے ایک کمرے میں داخل ہو جاتی ہے- باقی تین افراد کاریڈور کے آخر میں واقع ایک کمرے کی دہلیز پر رک جاتے ہیں، عرفان صاحب کی بیوی قرآن مجید کو تین مرتبہ بوسہ دیتی ہے پھر اسے دلہن کے سر پر رکھ دیتی ہے جو دونوں ہاتھوں سے اسے نیچے اتارتی ہے اور کمرے کے اندر چلی جاتی ہے-''

فیڈ آؤٹ

(عرفان صاحب ریموٹ کا بٹن دبا کر ٹیلیوژن کو بند کر کے ایک لمبی سی آہ بھرتے ہیں-)

''شاہ صاحب یہ اس المیہ کی ابتدا تھی، مجھے یوں لگتا ہے کہ وہ ڈائن تھی جو دلہن کے روپ میں میرے گھر میں داخل ہوئی تھی جس نے چند مہینوں میں ہی سارا شیرازہ بکھیر دینا تھا- یہی وہ ڈائن تھی جسے مَیں محکمے کی بڑی مہنگی کار میں پھولوں کے ہار پہنا کر لایا تھا، اس نے ہی میرے مقابلے میں عدالتوں میں ڈٹنا تھا، مجھے اہلکاروں کے ہاتھوں ذلیل کروانا تھا- میری ملازمت نے مجھے بہت تحفظ دیا ہوا تھا، اردگرد کے لوگ میری خدمت کر کے خوش ہوتے تھے کہ وہ مراعتوں کے متمنی تھے لیکن یہ سب کچھ ملازمت ختم ہونے پر بکھر گیا اور مجھے ہر جگہ پر اپنے آپ کو ایک قطار میں کھڑا کرنا پڑا جو میرے اہلکار کیا کرتے تھے، یہ میری زندگی کی غم انگیزی ہے-''

''عرفان صاحب، آپ اتنے تجربہ کار ہیں، آپ نے کیسا خاندان تلاش کیا، کیا یہ سب باتیں جو آج مقدمے کے ریکارڈ پر آئی ہیں، اس وقت آپ کے علم میں نہیں تھیں۔''

''شاہ جی بدقسمتی اپنا آپ بتا کر گھر کے اندر نہیں آتی، شادی میرے بیٹے نے کی لیکن اس میں میری بدقسمتی اور تباہی کا سامان موجود تھا، یہ تباہی بھی اس وقت شروع ہوئی جب مَیں بے دست و پا تھا، ملازمت ختم ہو چکی تھی اور مَیں تنہائی کی دنیا میں زندہ رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسری طرف میری بیگم نے سرد جنگ میں شدت پیدا کر دی تھی اس کی یہی کوشش ہوئی کہ وہ میری نفی کریں کیونکہ مَیں اس کی خواہشوں اور خوابوں کی تکمیل نہیں کر سکا۔ وہ اپنے آپ کو مظلوم سمجھتی ہے۔ میری ہر بات پر شک کرتی ہے۔

''عرفان صاحب، حسد اور شک عورت کے خمیر میں ہیں عورت عورت کو برداشت نہیں کر سکتی، جونہی اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کا ساتھی مرد کسی اور عورت کر طرف دیکھ رہا ہے تو وہ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ وہ مرد کو اپنی ملکیت سمجھتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ساری عمر اس کے ساتھ مسلسل سوتا رہے، مرد بڑا عیار ہوتا ہے یہ بڑی لمبی بحث ہے، خیر۔

''شاہ صاحب آپ تجربہ کار ہیں، علم رکھتے ہیں، سب کچھ سمجھتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے مَیں اپنی مکروہ زندگی کے اوراق کیوں الٹنا چاہتا ہوں؟ نہیں سارے ورق نہیں الٹوں گا، مَیں اپنے تجربے کی بنا پر بیٹے کی شادی نہیں چاہتا تھا۔ بدذات شادی پر مصر تھا اور وہ بھی ورکنگ وومن کے ساتھ اور خاص طور پر ڈاکٹر کے ساتھ۔ مَیں نے منع کیا کہ ورکنگ وومن مرد ہوتی ہے عورت نہیں۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔،،

''عرفان صاحب وہ لوگ آپ کے رشتہ دار یا چاہنے والے۔

استغفر اللہ، وہ پینڈو قسم کے لوگ میرے رشتہ دار کیسے ہو سکتے ہیں، میری بیگم

اپنے بیٹے کے زیر اثر تھی، وہ شادی بیاہ کے دفتروں کے چکر لگاتی، مجھے اس بارے میں کچھ نہ بتاتی۔ انہوں نے میرے بیٹے کو ٹریپ کر لیا تھا اور بیٹی کی زبردستی پیدائش بھی اسے باندھنے کی چال تھی۔ ان کا اندازہ غلط نکلا کہ ہم امیر لوگ ہیں۔ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میرا نہیں تھا۔ وہ اسی رنجش میں اپنے بال نوچتی تھی کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ پتہ نہیں کس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ میں اسی لئے شادی کو خانہ بربادی کہتا ہوں۔ لوگ کیوں شادی کرتے ہیں۔؟ وہ اسے زندگی کی بعض سہولتوں کے لئے برقرار رکھتے ہیں۔۔ دو مزاج کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اب رویوں میں لچک پیدا کرنے کا زمانہ نہیں ہے۔،،

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۱۶

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ میرے حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں یا کسی بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہیں- نوکری انسان کا کاہل بنا دیتی ہے نوکری میں کم سے کم یہ یقین تو ہوتا ہے کہ مہینے کے بعد کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے جو زندگی تو کیا کم سے کم موت سے بچا دیتا ہے- یہ سہارا ہر طرح کے ایڈونچر کو ختم کر دیتا ہے- میں اپنی تنخواہ پر قناعت نہیں کرتا تھا کیونکہ عام اخباروں میں تنخواہ باقاعدہ کم کم ہی ملتی ہے' اس لئے میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا رہا ہوں- لیکن اب نہیں- میں نے اور عبدل نے پہلے اپنی فوٹوگرافی کی دکان کھولنے کا منصوبہ بنایا لیکن بغیر کسی وجہ کے یہ منصوبہ ترک کر دیا- اس دوران عرفان صاحب نے ایڈورٹائزنگ کمپنی کھولنے کا منصوبہ بنا لیا ہے- اس منصوبے پر کافی بحث ہو چکی ہے- اس بحث میں عبدل بھی شریک ہے- عبدل کا خیال ہے کہ عرفان صاحب سے ہم ان کی جگہ کرائے پر لیتے ہیں کیونکہ وہ ہائی پروفائل ہیں اور ہم نے جو گندے کام کرنے ہیں ان کو برداشت کرنا ذرا مشکل ہے- میں نے دھکا زوری کر کے نعیمہ کو بھی اس کام میں شامل کر لیا ہے- اس نے میری اس طرح مدد کی کہ میرے حالات بدلنے لگے تھے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا- جب آمدنی غیر مسلسل ہو یا کم ہو تو پھر احساس کمتری ایک طرف کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا' ہر بات میں نا امیدی اور شکست کا احساس غالب رہتا ہے-- مجھے اپنی پروفائل بہتر کرنے کے

لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئیے - میں کافی کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں لیکن مجھے کچھ کرنے کا موقعہ نہیں ملا -- میں کافی عرصے تک اچھا موقعہ ملنے کے انتظار میں رہا - پھر احساس ہوا کہ موقعہ تو خود پیدا کیا جاتا ہے---

میں ایک مرتبہ نعیمہ کو عرفان صاحب سے بھی ملوایا ہے اور ان کی طویل کہانی کو مختصر طریقے سے بیان کیا ہے جس پر اسے حیرت بھی ہوئی --

''دنیا میں ایسے لوگ ابھی موجود ہیں جو اپنی اولاد کی اولاد سے بھی محبت کرتے ہیں' آجکل تو حالات بڑے مختلف ہیں ادھر میاں بیوی میں ناچاقی ہوئی بیوی کو گھر بٹھا دیا اگر بچہ بھی ساتھ ہے اور پھر کبھی خبر نہ لی --'' نعیمہ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا - اس کی باتوں سے بعض دفعہ مجھے یوں لگتا اس کی کہانی میں سچائی کم ہے اور اس کا خاوند ابھی زندہ ہے اور کسی حادثے میں ہلاک نہیں ہوا - عورتیں اپنے آپ کو کیمفلاج کرنے میں ماہر ہوتی ہیں اور معصومیت اور بے بسی ان کا روپ ہوتا ہے - بعض دفعہ دل میں آتا ہے کہ اس سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھوں لیکن پھر یہ سوچ کر رک جاتا ہوں کہ ماضی تو ہر آدمی کا راز ہوتا ہے جو راز ہی رہے تو بہتر ہے - یہ درست ہے کہ وہ مجھ سے کافی بے تکلف ہوگئی ہے خاص طور پر جب سے ایڈورٹائزنگ کمپنی کا منصوبہ بنا ہے - زیادہ تر باتیں ٹیلیفون پر ہوتی ہیں اس نے اپنا موبائل لے لیا ہے -- مجھے اب یقین ہوتا جا رہا ہے کہ اسے مالی اعتبار سے شاید نوکری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے خاوند نے اس کے لئے کچھ نہ کچھ چھوڑا ہے جس کی وجہ سے وہ اخبار کی ملازمت ختم ہونے کے باوجود اتنی پریشان نہیں ہے - اپنے بھائی کے ساتھ رہتی ہے آخر وہ بھی کچھ نہ کچھ کرتا ہوگا - جب عبدل نے اور پھر بشیر نے نعیمہ کے بارے میں بتایا کہ وہ اس کی چھوٹی بہن ہے تو مجھے ایک دم دھچکا لگا تھا - جیسے وہ مجھے دھوکہ دیتی رہی ہے - پھر میں نے اپنے آپ سے کہا میرا کون سا اس کے ساتھ معاشقہ ہے یا کوئی

رشتہ داری ہے' دنیا اسی طرح چلتی ہے باہر سے کچھ اندر سے کچھ- وہ مجھے بڑا سمجھ کر مجھ پر اعتماد بھی کرتی ہے کبھی کبھی لاڈ بھی کرتی ہے لیکن یہ سب باتیں ٹیلیفون پر ہوتی ہیں- وہ میری بہن کے انتقال کے بعد افسوس کرنے میرے گھر آئی تھی- اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے یہاں آنے سے گریز کرتی ہے- ہر عورت کے دل میں ایک چور رہتا ہے' جب وہ اکیلے میں مرد سے ملتی ہے- وہ ہمیشہ خدشات کا اظہار کرتی ہے' اسے یہی دھڑکا ہوتا ہے کہ مرد اسے بستر پر گرادے گیا اور اس کے بعد وہ کہیں کی نہیں رہے گی-- بھئی اگر ایسی بات ہے تو پھر مرد سے مت ملو- وہ نہیں نہیں کرتی ہوئی بھی ہاں کر دیتی ہیں-- سنا ہے اب زمانہ بدل گیا ہے اور لڑکیاں اپنے جنسی معاملات کے بارے میں زیادہ کچی نہیں ہیں- میں کن لغو باتوں میں کھو گیا ہوں' یہ میری دنیا نہیں ہے' میں ابھی ان جھمیلوں سے آزاد ہوں' عرفان صاحب' نعیمہ' عبدل اور ہزاروں لاکھوں مقدمات عورتوں اور مردوں کی ناراضگیوں کا ثبوت ہیں' وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کی خواہش کے باوجود تصادم میں رہتے ہیں- کیا ایسی زندگی رہنے کے قابل ہے جہاں ایک دوسرے کو پیہم زیر کرنے کا جاری ہو- میرے سمجھانے بجھانے پر عبدل کا جنون کچھ کم ہوا ہے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے پر آمادہ ہو گیا ہے- یہ بات میرے لئے ناقابل فہم ہے' کبھی جنونیوں کی طرح اس کی بازیابی کے لئے اس نے ہزاروں روپے خرچ کر رہا تھا' طرح طرح کے مقدمات دائر کرنے کی تیاری کر رہا تھا- اب بالکل جھاگ کی طرح بیٹھ رہا ہے- کل میرے گھر آیا تھا- کچھ پریشان تھا- اس کے بینک میں انکوائری شروع ہونے والی ہے اور اسے خدشہ ہے کہ اسے نہ ملوث نہ کرلیا جائے--

"عبدل میں سینکڑوں مرتبہ تمہیں کہہ چکا ہوں کہ اپنے بینک کی سلیٹ صاف رکھو لیکن تم ہیر پھیر سے باز نہیں آتے"

"شاہ تم سیدھے ہو اسی لئے بلی بن کر رہتے ہو- مجھے وہ کیا پکڑیں گے- ہمارا

بینک پرائیوٹائز ہورہا ہے- جنہوں نے اسے خریدنا ہے وہ بینک کے خفیہ اثاثوں اور اندرونی ہیر پھیر کی رپورٹ چاہتے ہیں' اس کے عوض مجھے وہ بینک میں لون برانچ کا انچارج بنادیں گے' اس کے بعد جو چاہوں گا وہی کروں گا' میرا ایک مخالف افسر فراڈ کا کیس بنوانے کی کوشش کررہا ہے' نئی انتظامیہ کے آنے کے بعد یہ ساری خاک اس پرڈال دیں گے--''

میں عبدل کی چارسوبیسی پر حیران ہوگیا ہوں-

''عبدل تم نے واقعی ہیر پھیر کیا ہے'' میرے سوال پر وہ بے اختیار ہنسنے لگا تھا-

آخر کبھی تو میرے حالات بدلیں گے اور شاید میں وہ کچھ حاصل کرلوں گا جو میں چاہتا ہوں- میں ٹاپ کا فوٹوگرافر بننا چاہوں' یں نے اس فن کا کافی مطالعہ بھی کیا ہے اور اس میں کافی مہارت بھی ہے- میں نے مختلف مواقع پر جو سٹل تصاویر اور مووی فلمیں بنائی ہیں لوگوں نے بہت پسند کی ہیں- مشکل یہ ہے کہ میرا فوٹوگرافی کا سامان کافی پرانا ہوگیا ہے' میں نے ڈیجٹل کیمرہ خریدنا ہے اگر پھر مجھے ایڈورٹزمنٹ کے لئے ڈکیومنٹری بنانی ہے اس کے لئے بھی مجھے ڈیجیٹل مووی کیمرہ لینا ہے جو تین لاکھ روپے کا ہے- اتنی بڑی رقم میں نے عمر بھر نہیں دیکھی- لیکن اس میں رسک ہے کہ میرا کام نہ چلا تو پھر-- جب پھر کا مرحلہ آئے گا تو پھر دیکھیں گے- بات یہ ہے کہ میں طبعاً شکی نہیں ہوں لیکن تجربے نے مجھے یہ بتایا ہے کہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرنا چاہئیے کیونکہ ہر ایک دوسرے کو دھوکہ دینے پر تلا ہوا ہے کیونکہ سچ کے ذریعے کام نہیں ہوتے' کوئی دوسرے کو اپنے لئے استعمال کرتا ہے اور اس کی افادیت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس کا کام نکل نہیں آتا- کم سے کم ہمارے ملک میں تو یہی سرشت ہے- یوں تو کتابوں میں انسان کی اچھائی کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے- نہ جانے اس کی اچھائی کس دور میں تھی' شاید اس دور میں تھی جب یہ کتابیں لکھی گئی تھیں- اصل میں مجھے بھی ایک کتاب لکھنی چاہئیے' اسے حضرت آدم سے شروع کرنی

چاہیئے کہ حوا نے اس کے ساتھ کیا کیا' نہیں مجھے یہ کتاب ڈارون سے شروع کرنی چاہیے کہ بندر انسان ہوتے ہوتے کیسے رہ گیا- میں نے ڈسکوری چینل پر بندروں پر ایک فلم دیکھی ہے' ہو بہو انسان لیکن بندر مجامعت بہت زیادہ کرتے ہیں' انسان بھی تو یہی کچھ کرتا ہے- یہ کتاب مردوں کی بجائے عورتوں کے بارے میں ہونی چاہیئے کیونکہ زندگی میں آدھے سے زیادہ فساد عورتوں نے مچایا ہوا ہے- آدمی کی ہوس نے عورت کو اہم بنا دیا ہے وگرنہ وہ تو بچے پیدا کرنے کی مشین ہے- اصل میں مرد ہی دَلے ہیں جو چند لمحوں کی لذت کے لئے انسانی نظام کو درہم برہم کر دیتے ہیں- نہیں، یہ کتاب آدھی بندروں اور آدھی انسانوں کے بارے میں ہونی چاہیئے کیونکہ دونوں تہذیب کی ایک منزل پر رکے ہوئے ہیں لیکن دونوں میں ایک بات مشترک ہے وہ ہے بندر بانٹ' یہ ایک اچھی بات ہے' اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے انسان بندر بن جاتا ہے کیونکہ اس نے بانٹ کرنی ہے- تیسری دنیا میں انسان بہت جلدی بندر بن جاتا ہے جب سب کچھ حاصل کر لیتا ہے تو وہ پھر انسان بن جاتا ہے-

میرا ذہن بھی نشے میں آوارہ ہو جاتا ہے- مجھے اپنے نشے میں کمی کرنی چاہیئے- پہلے عبدل کے ساتھ ہفتے میں ایک دو مرتبہ چسکی لگا لیتا تھا لیکن جب سے بہن فوت ہوئی ہے میری رفتار میں اضافہ ہو گیا ہے' بعض دفعہ مجھے اپنے آپ سے ڈر آنے لگتا ہے- پہلے گھر میں بہن کی موجودگی کی وجہ سے مجھے اعتدال کو برقرار رکھنا پڑتا تھا لیکن اب میں آزاد ہوں- دفتر کا عیسائی چپراسی نذیر اتوار کے دن میرا گھر آتا ہے' اپنے ساتھ ایک ہوٹل سے وہسکی کے دو ادھے لے آتا ہے میں اسے کچھ پیسے دے دیتا ہوں' وہ خوش ہو جاتا ہے- شاید میرے لئے یہی ٹوٹی پھوٹی زندگی ہے' نہ زندگی نے مجھے کچھ دیا ہے اور نہ میں نے اسے' حساب برابر رہا-

میں نے بات شروع کی تھی عرفان صاحب کی کہ وہ میری مدد کیوں کرنا چاہتے

ہیں- پہلے ان سے ہر مہینے میں دو مرتبہ ملاقات ہوتی تھی- وہ اپنا مقدمہ بھگتنے آتے اور میں عبدل کا- میرے کہنے سننے پر یا عبدل کی کسی عورت میں دلچسپی کی بنا پر اپنے مقدمے سے دستبردار ہو گیا ہے لیکن ابھی تک عرفان صاحب اسی طرح پیشی بھگتنے آتے ہیں، پری سے ملتے ہیں، کبھی وہ بالکل اجنبی بن جاتی ہے اور کبھی ان کے لائے ہوئے تحفوں کو ایک لالچی بچے کی طرح وصول کرتی ہے- عرفان نے کچھ اس قسم کی روٹین بنالی ہے کہ مقدمے کی تاریخ سے ایک دن پہلے وہ ٹیلیفون پر اگلے دن آنے کے لئے کہہ دیتے ہیں- میں بھی اب قدرے فارغ ہوتا ہوں اس لئے وہاں چلا جاتا ہوں' ایک ایسے ہجوم میں جو ایک دوسرے سے بگڑا ہوا ہے' وہی جوڑے جو ایک ہی چھت کے نیچے زندگی نبھانے کے منصوبے بناتے تھے' تھوڑی تھوڑی سی آمدنیوں میں سے بچت کر کے اپنے گھر بنانے کا خواب دیکھتے تھے' وہ مائیں' ساسیں اور سسر جو اپنے دامادوں اور بہووں پر نیک دعاؤں کی بارش کرتے تھے' اب ایک دوسرے کو ہر اعتبار سے تباہ کرنے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں سارا سارا دن گرم اور بدبودار کمروں میں دو حریفوں کی طرح ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں- سب تنازعے ایک سے ہیں- یہاں صرف ناراض لوگ آتے ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی بات کا فیصلہ دوسرے سے کروانا چاہتے ہیں-

عرفان صاحب کا مسئلہ لمبا چوڑا نہیں ہے- ان کا ایک ہی بیٹا ہے ''میں اور اولاد پیدا کر سکتا تھا لیکن اولاد فساد' فتنہ اور تقسیم کا باعث ہوتی ہے' میری بیوی اور اولاد چاہتی تھی' اس نے بہت چیخ چہاڑا کیا' مجھے نامرد کہا' دوسری عورتوں سے میرے تعلقات ثابت کرنے کی کوشش کی' پھر بڑھاپے کی تنہائی کا واسطہ بھی دیا' میں ٹس سے مس نہ ہوا- میرے دس بہن بھائی تھے میرا باپ ایک کھاتا پیتا آدمی تھا جس کی اولاد اسے کو کھا گئی- اگر میں اکیلا ہوا تو بڑی سہولت کی زندگی بسر کرتا- شاہ جی میں نے زندگی میں بہت محنت کی ہے- ایک معمولی بینک آفیسر تھا

جسے وراثت میں تین کمروں کا شکستہ سا فلیٹ ملا تھا- میں نے آدھی سے زیادہ زندگی اس شکستگی میں بسر کر دی- میرے سسرال خوشحال تھے لیکن انہوں نے میری کبھی مدد نہیں کی- ان کا خیال تھا کہ داماد کی مدد کرنے سے وہ بگڑ جاتا ہے- چنانچہ راہ راست پر رہنے کے لئے میں نے اپنی جوانی تنگی ترشی اور بیوی کے طعنوں میں بسر کی- میں بھی اپنی برداشت کھو چکا تھا' دن کے طلوع ہوتے ہی جھگڑے شروع ہو جاتے- وہ اپنے بیٹے کو' جو شاید میرا بیٹا بھی تھا' چیفس کالج پڑھانا چاہتی تھی' میں نے منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانی بلکہ مجھے علیحدگی کی دھمکی بھی دی' میں خوشی سے علیحدہ ہو جاتا لیکن ہم نے یہ کورٹ میرج کی تھی -- خیر چھوڑیئے شاہ صاحب میں کن خرافات میں کھو گیا ہوں-،،

''نعیمہ عرفان کیسے آدمی لگتے ہیں؟'' خاموش طبع ہیں ایسے لوگ عورتوں کیلئے خطرہ ہوتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگی تھی- یہ کل کی بات ہے جب عرفان صاحب ہمیں ٹمپل روڈ پر اپنا فلیٹ دکھا رہے تھے جہاں ہم نے اپنی کمپنی کھولنی ہے-

''شاہ صاحب میں آپ کے بھروسے پر سب پر اعتماد کر رہی ہوں-''

''پھر تم غلطی کر رہی ہو' مجھ پر بھی اعتماد مت کرو' میں بھی کبھی بدل سکتا ہوں-''

''میں مردوں کو پڑھنا جانتی ہوں-''

''پھر تم نے جو پڑھا ہے وہ غلط ہے''

وہ میرا جواب سن کر خاموش ہو گئی' میرے دل میں آیا کہ اس سے کہوں تم ایک اچھی خاصی عورت ہے' ایک سرمایہ دار کو نہ پڑھ سکی' تم نے اس سے کیوں شادی کی تھی' تمہیں اپنے اور اس کے درمیان فاصلوں کا نہیں پتہ تھا؟

وہ مجھے گھور رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو شاہ صاحب آپ سے کیا چھپانا' وہ نیشنل کالج میں میرا کلاس فیلو تھا' ٹھیک ٹھاک نوجوان تھا ایک صنعت کار کا بیٹا تھا' وہ میرے

پیچھے اس طرح لگ گیا کہ اسے ہٹانا مشکل ہو گیا تھا-وہ بار بار رشادی کے لئے کہتا لیکن میں انکار کرتی جاتی''

''بس کرو بس کرو میں تمہاری کہانی آگے نہیں سننا چاہتا تھا تمہاری ساتھی امینہ نے مجھے دفتر میں مجھے کچھ بتا دیا تھا--''

اس وقت میں اور نعیمہ ٹمپل روڈ پر عرفان صاحب کے فلیٹ میں بیٹھے کمروں کی مرمت کرا رہے ہیں-اس میں تین کمرے ہیں جن میں سے ایک کمرے کو سٹوڈیو میں منتقل کیا جا رہا ہے-سٹوڈیو کم وبیش تیار ہو چکا ہے-اخبار میں فوٹوگرافی سیکشن کا لڑکا حماد میری مدد کر رہا ہے-میری ہدایات کے مطابق اس نے مختلف مقامات پر روشنیاں اور ریفلیکٹرز نصب کر دیئے ہیں-جہاں میں نے عکاسی کرنی ہے وہاں کا پس منظر ابھی تیار کرنا ہے-نعیمہ یہ کام خود کرے گی، وہ اس شعبہ میں تربیت یافتہ ہے-یہ ایک ملٹی نیشنل کے صابن کا اشتہار ہے جو پہلی مرتبہ متعارف ہو رہا ہے-ملک کے ہر اخبار کے فرنٹ پیج پر اس نے شائع ہونا ہے اور اس بارے میں عرفان صاحب اور ان کا سابقہ ماتحت جو اس ملٹی نیشنل میں کسی بارسوخ عہدے پر ہے مجھے ہدایات کا لیکچر پلا کر گیا ہے' میں بے وقوفوں کی طرح سر ہلا کر ہاں ہاں کرتا رہا اس کی ساری باتیں نان پروفیشنل قسم کی تھیں-میں نے اس شعبے میں گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے' دنیا ہی ایسی ہے ہر ایک کی بات سنی پڑتی ہے اور خاص طور پر اس صورت میں جب میرے مستقبل کا انحصار اس پر ہے ہے-میں نے اس کے اردو اور انگریزی میں ٹیلپ لکھ لئے ہیں جو ابھی کمپنی نے منظور کرنے ہیں-میں ے دو سٹول پر نعیمہ کا ٹھایا ہوا ہے اور مختلف زاویوں اور کیمرے کے لینزوں سے اس کے چہرے مہرے کا جائزہ لے رہا ہوں کیونکہ میں اس کا اتنا حساس پوز چاہتا ہوں کہ نعیمہ کے حوالے سے صابن کی بھی دھوم مچ جائے-میں صرف چہرہ نہیں چاہتا کیونکہ چہرے کے ساتھ بدن کا ابھار بھی

چاہتا ہوں- میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اسے کیسے کہوں کہ ڈریسنگ روم میں جا کر اپنے سینے کا ابھار اور زیادہ نمایاں کرے-

''نعیمہ میں سوچ رہا ہوں کہ صرف پروفائیل نہیں چلے گی بدن کا کچھ حصہ بھی فوکس میں آنا چاہئے چلو ڈریسنگ روم میں اپنے آپ کو سنوار کر آؤ-'' وہ میری بات سمجھ گئی ہے کچھ دیر کے بعد نمودار ہوئی بال اور میک اپ پہلے سے بہتر ہے- اور اپنی بریزر کس کر اس طرح باندھی ہے کہ اس کی چھاتیاں منہ کو آنے لگی ہیں-

''ویل ڈن سمجھ دار ہو'' اس نے مسکرا کر کہا ہے

''یہاں جسم ہی چلتا ہے- اب ٹھیک ہے''

'' بالکل''

''شاہ صاحب آپ کیمرے کے پیچھے اتنی محنت کر رہے ہیں' مجھ میں کون سی چیز نکالنا چاہتے ہیں؟''

''یہ تو مجھے بھی پتہ نہیں اور نہ ہی تمہیں پتہ ہے''

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۱۷

شمی کے بیوٹی پارلر میں میری روٹین کچھ اس قسم کی ہے کہ میں وہاں پہنچ کر شمی کے کمرے میں جاتا ہوں اور رات کی بکنگ کا پروگرام معلوم کر کے اپنے چھوٹے سے کمرے میں آ جاتا ہوں جہاں میں نے اپنے مطالعے کے لئے چند کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ پہلے مہینے میں ہی شمی میری قدر و قیمت کو جان گئی تھی۔ مجھے پورٹریٹ بنانے میں کافی مہارت ہے، میں نے اس فن پر کافی محنت کی ہے اور بہت کچھ پڑھ رکھا ہے۔ عام فوٹو گرافر فرد کے حسن میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن میں چہرے میں کل شخصیت کو تلاش کرتا ہوں اور چہرے میں پھر وہ نقطہ تلاش کرتا ہوں جو شخصیت تک پہنچنے کا راستہ ہوتا ہے۔

شمی کا بیوٹی پارلر ایک فیشن ایبل علاقے میں ایک فیشن ایبل کوٹھی میں قائم ہے۔ پہلے یہ کرایے پر تھا اب شمی نے یہ کوٹھی خرید لی ہے۔ اگرچہ اس بیوٹی پارلر کی شہرت اتنی اچھی نہیں ہے اس کے باوجود جس کسی کی شادی ہو وہ ادھر ہی اُمڈا آتا ہے۔ اس کی بدنامی کی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایکٹریسیں اور شوبز سے وابستہ لڑکیاں اور عورتیں آتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہاں عورتوں کا کاروبار ہوتا ہے اور کوئی کچھ۔ اس بدنامی کے باوجود شریف گھرانوں کی عورتیں پارٹی میک اپ شادی میک اپ اور نہ جانے کیا کیا کرانے آتی ہیں۔ شمی ہر ایک

سے خندہ پیشانی سے پیش آتی ہے- اس نے خود لندن سے بیوٹیشن کا ڈپلومہ کیا ہوا ہے- اس کا بیوٹی پارلر ایک بڑے ہال میں ہے جس میں بہت سے ائر کنڈیشنڈ کیبن ہیں- ایک گوشے میں ایک خوبصورت سی ریسپشنسٹ بیٹھی بار بار ٹیلیفون اٹھاتی ہے اور اپائنٹمنٹ دیتی ہے-شمی خود بہت کم کام کرتی ہے-کوئی مشہور ایکسٹرا یا بہت امیر گاہک ہوتو پھر باہر آ جاتی ہے- ساتھ ہی اس کا نجی کمرہ ہے جہاں وہ دن بھر ٹیلیفونوں پر گپیں مارتی رہتی ہے- پھر کچھ دیر کے لئے ہال کا چکر لگاتی ہے-وہ گاہکوں سے پیسے خود وصول کرتی ہے- ہر ایک گھنٹے کے بعد وہ اپنی نو عمر بیٹی کو ٹیلیفون کرتی ہے- وہ ساتویں جماعت میں امریکن سکول میں پڑھتی ہے-اس کے لئے شمی نے ایک کل وقتی آیا رکھی ہوئی ہے جو اس کے ساتھ سکول جاتی ہے -شمی نے یہی مشہور کیا ہے کہ اس کا شوہر دوبئی میں ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے- وہ جن کاموں میں مصروف ہے ان میں خاوندوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اس کا پرانا چوکیدار بیانی ہے کہ اس کا خاوند اسے ایک معذور بچی کا تحفہ دے کر ایک اور فاحشہ سے شادی کر کے مدتوں ہوئی اسے چھوڑ گیا ہے پولیو کی وجہ سے لڑکی کی ٹانگ میں نقص ہے-شمی چالیس پینتالیس برس کی سفید اور بھورے رنگ کی عورت ہے جس کا موٹاپے کی طرف مائل بدن ایک حد پر رک گیا ہے- اگر وہ زیادہ فربہ ہوگئی تو گوشت کا لوتھڑا بن جائے گی- وہ اپنی صحت کا خاص خیال رکھتی ہے- پارلر میں کچھ نہیں کھاتی صرف جوس پیتی ہے- اس کے کمرے میں ایک ایکسرسائزنگ سائیکل رکھا ہوا ہے اور دن میں تین مرتبہ وہ سائیکلنگ کرتی ہے- پھر بلند قامت آئینے میں اپنی فگر دیکھتی ہے- **ایک شام وہ اداس تھی'** آئینے میں اپنی فگر دیکھنے کے بعد کچھ دیر کے لئے مسکرائی' اپنے آگے پیچھے کو ہاتھوں سے ٹھیک کیا' کاندھے سکڑے اور قدرے افسردگی کے ساتھ کہنے لگی--

''شاہ صاحب وقت انسان کے ساتھ کیا کچھ کر دیتا ہے کبھی میں اتنی سلم سمارٹ

ہوتی تھی کہ راہ چلتے لوگ مڑ مڑ کر مجھے دیکھتے تھے اور اب دیکھیں ---؟''

''میڈم'' میں نے اس کا دل رکھنے کے لئے کہا ''میں نے پہلے تو آپ کو نہیں دیکھا لیکن جو گریس اب آپ میں ہے شاید وہ پہلے نہ ہو' ایک بات بتاؤں مرد سلم سمارٹ لڑکی نہیں پسند کرتے' سڈول بدن میں اکساہٹ پیدا کرتا ہے کیونکہ خوبصورت چہرہ بدن کا نعم البدل نہیں ہوسکتا -'' اس نے قدرے حیرت سے دیکھا اور پھر مسکرائی --

'' مرد گوشت چاہتے ہیں - عورت کی زندگی بھی کیا ہے ادھر بدن ڈھلنا شروع ہوا ادھر دنیا منہ موڑنے لگتی ہے' وہ توجہ وہ التفات سب ختم ہو جاتے ہیں' اور تو اور شوہر نامدار کو بھی بیوی باسی لگنے لگتی ہے' شاہ صاحب یہ انائے نہیں ہے؟ نعیمہ آپ کی مرید لگتی ہے' ایک دن کہہ رہی تھی کہ آپ بہت اچھے انسان ہیں اور تنہا عورت کی موجودگی میں اپنے آپ کو کھسکنے نہیں دیتے اور آپ نے ابھی تک شادی بھی نہیں کی - میں نے خود ابزرو کیا ہے کہ آپ عورتوں کے جھرمٹ میں بھی اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھتے ہیں -'' میں نے اس بات کا جواب نہ دیا البتہ کہا --

''میڈم ایک بات پوچھوں؟''

''کیوں نہیں''

''عورتیں میک اپ اتنے زور وشور سے کیوں کرتی یا کرواتی ہیں؟''

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے - اس لئے کہ وہ حسین لگیں -''

''کس کو؟''

''مردوں کو''

اگر میک اپ کے بعد کوئی مرد عورت کی طرف پیش قدمی کرے تو وہ شور کیوں مچاتی ہے؟''

''شاہ صاحب شریر ہیں، میں آپ کی بات سمجھ گئی ہوں،،

''میڈم میں سیدھا سا آدمی ہوں، اس لئے میں بہت سی باتیں جاننا چاہتا ہوں۔ میڈم اگر کوئی معمولی شکل کی عورت آپ کی میک اپ کی مہارت کی وجہ سے خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ صبح جب خاوند اپنی نویلی دلہن کا چہرہ دیکھتا ہے کہ وہ نہایت معمولی شکل کی عورت نکلتی ہے۔ کیا وہ سر نہیں پیٹ لے گا کہ میک اپ کی مدد سے اس کے ساتھ دھوکہ دیا گیا ہے۔؟،،

''آپ بڑے گہرے آدمی ہیں۔ عورت ہمیشہ دھوکے میں رہنا چاہتی ہے۔،،

''میڈم آج کا شیڈول۔۔؟''

''شاہ صاحب کافی ہیوی ہے۔ چار برائیڈل میک اپ ہیں اور پھر ان کا فوٹو گرافک سیشن ہے' میں نے رات کھانے پر جانا ہے' گارڈ وغیرہ باہر ہیں اگر یہاں دیر ہو جائے تو میری چھوٹی گاڑی آپ کو سلما کو ڈراپ کر آئے گی۔ سلما سے ذرا بچ کر رہیں' حوا کے دو چہرے ہوتے ہیں'' اس نے مسکرا کر کہا۔۔

نہیں تین چہرے۔۔ آپ نے شاید شرلے میکلین کی فلم three faces of eve دیکھی ہے؟،،۔ اس نے نفی میں سر ہلایا اور میں اپنے کمرے میں چلا آیا۔ شمی نے فوٹوگرافی کے لئے ایک چھوٹا سا سٹوڈیو بنایا ہوا ہے جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ فوٹو گرافر کے لئے ہے۔ شمی روپے پیسے کے معاملے میں تھوڑی سی شکی بھی ہے' اس نے پہلے فوٹوگرافر کو اس لئے فارغ کر دیا تھا کہ اس نے اپنے پرائیوٹ کلائنٹ بنا لئے تھے۔ براڈیل فوٹو کا شمی دس ہزار روپے لیتی ہے جبکہ پچھلا فوٹوگرافر اپنے گھر پر یہی تصویر ایک ہزار روپے میں بنا دیتا ہے۔ مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ پندرہ بیس دنوں تک شمی مجھے ابزرو کرتی رہی' اس نے دیکھا کہ میں اس کے گاہکوں سے بالکل بات نہیں کرتا ہوں اور

اپنے موضوع کی شخصیت کا خاص نقطہ تلاش کرنے پر ہوتا- شمی ایک دن مطمئن ہو کر کہنے لگی--

''شاہ صاحب مرد تو عورت کے پیچھے دیوانے ہوتے ہیں' اور کے لئے ہر نا جائز کام کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں لیکن آپ کمال ہیں آپ دونوں سے لاتعلق دکھائی دیتے ہیں- کچھ کھوئے کھوئے سے رہتے ہیں- آپ کی شکل مونٹگمری کلفٹ سے ملتی ہے- کالج کے دنوں میں وہ میرا ہیرو تھا-،، شمی میرے ساتھ یہ باتیں کمروں میں آتے جاتے ہوئے کرتی ہے- اس کی یہ بے تکلفی میرے لئے کچھ حیران کن ہے اُس کے پاس سب کچھ ہے لیکن اس کے باوجود ایک ڈسٹربڈ سائیکی کی عورت ہے جو بے سہارا ہے لیکن نئے سہارے سے خائف ہے- اس کے پارلر کی لڑکیاں کبھی کبھار زیر لب اس کے بارے میں باتیں بھی کرتیں جو باتیں کم اور سکینڈل زیادہ ہوتے- ایک کا خیال ہے کہ اسے نوجوان لڑکوں سے دوستی کا شوق ہے اس لئے امیروں کے لڑکے بڑی بڑی کاروں میں اس کے دفتر میں آتے ہیں وہ ان سے گپ شپ لگاتی ہے- دوسری کے مطابق شمی لالچی عورت ہے اتنا کچھ ہونے کے باوجود اس نے ایک صنعت کار اپنا انویسٹر رکھا ہوا ہے جس کے ساتھ وہ دو مرتبہ یورپ گئی تھی- ہوسکتا ہے اس کے بارے میں کچھ باتیں درست ہوں لیکن ساری سچی نہیں ہوسکتیں' میں نے دیکھا ہے کہ اس کے اندر ایک غمنا کی ہے- وہ کتابیں شوق سے پڑھتی ہے اسے مشہور شاعرہ بننے کا شوق ہے لیکن اس بارے میں وہ بڑی تلخ ہے- ایک دن وہ بہت جذباتی تھی اور میرا خیال اسنے دو تین پیگ بھی لگائے ہوئے تھے- رات کا وقت تھا- محرم کا مہینہ تھا اس لئے پارلر کا کام ٹھنڈا تھا- میں گھر نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ اس حرافہ سے میرا پھڈا تھا- وہ نہ گھر خالی کرتی تھی اور نہ کرایہ-

میڈم میری کرایہ دار نے بہت پریشان کیا ہوا ہے، میں نے اس کے بارے میں

جو کچھ بتایا ہے وہ بالکل سچ ہے۔اس سے مکان خالی کروانا ہے۔،،

'جب چاہیں گے یہ کام ہو جائے گا' جب آپ کو سب کچھ گھر بیٹھے بٹھائے مل سکتا ہے تو کفران نعمت کیوں؟'' وہ شرارت کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔۔

''میڈم معاف کرنا میں ایڈز کی نعمت نہیں لیا چاہتا میں پہلے ہی ستم زدہ ہوں''۔

'' شاہ صاحب میں آپ پر کچھ کچھ عاشق ہوتی جا رہی ہوں' اس نے سیٹ پر سے اٹھتے ہوئے کہا اور بری طرح لڑکھڑائی اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نشے سے مغلوب تھی۔ میں ے اپنے آپ کو سنبھالا۔'' شاہ جی میں بھی گھر جانا نہیں چاہتی' آپ کو پتہ ہے میرا کوئی گھر نہیں ہے' ایک پناہ گاہ ہے۔ گھر تو کچھ اور چیز ہوتی ہے۔اس نے میرا گھر بننے ہی نہ دیا۔ میں بہاولنگر کی رہنے والی ہوں اور ٹھیک ٹھاک گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرا باپ کپڑے کا سوداگر تھا دو بہن بھائی تھے گھر میں کوئی کمی نہیں تھی۔ وہ گورنمنٹ کالج میں بی اے میں پڑھتا تھا اور میں گرلز کالج میں انٹر میں زیر تعلیم تھی۔اسکا باپ کسی وکیل کا منشی تھا۔ ایک سنیما گھر میں ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ہمیشہ کے ملاپ کا جنون سوار ہو گیا۔اس زمانے میں میں نے نئی نئی شاعری شروع کی تھی عشق کا زور تھا روزانہ اس کی محبت میں دو تین غزلیں لکھتی۔شاہ صاحب لیکن میں یہ باتیں آپ کو کیوں بتا رہی ہوں؟''

''بتانے سے بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اگر سینے میں بوجھ لئے پھر تو پھر زندگی اجیرن ہے' انسان اگر انسان کو دکھ دیتا ہے تو ایک دوسرے کے دکھ کو بٹاتا بھی ہے۔'' وہ کرسی پر بیٹھی تھی اس نے اپنے پرس سے ٹشو پیپر نکالا اور اپنی نم آلود آنکھیں صاف کرنے لگی۔ پھر ایک دم سر جھٹک کر نقلی مسکراہٹ کیساتھ کہنے لگی'' اوشٹ میں کیا باتیں لے بیٹھی ہوں ان کا آپ سے کیا تعلق ہے' اب مجھ سے بھی ان کا تعلق نہیں رہا کیونکہ آدھی سے زیادہ زندگی ماضی بن چکی ہے۔ وہ میرے کمرے سے باہر نکل کر اپنے کمرے میں جانے لگی تو پل بھر کے لئے رک

کر کہنے لگی ہے--

''اس کے لئے میں نے کیا کیا نہیں کیا، اپنے جسم کے عوض چھوٹی چھوٹی نوکریاں کئیں کہ میرا گھر آباد رہے-لیکن وہ مجھ سے اکتا چکا تھا-ایک معذور بیٹی کا تحفہ دے کر چلا گیا کیونکہ میں اس کے نزدیک بد کردار تھی-خیر چھوڑیئے، مرد ہمیشہ عورتوں سے ناراض رہتے ہیں، ان کو پیٹنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈتے ہیں-اگر کوئی عورت مقابل کے لئے ڈٹ جائے تو وہ بد کردار اور اگر جھک جائے تو فرمانبردار--- ہاں شاہ صاحب آج پریس سے ٹیلیفون آیا تھا میرا نیا مجموعہ چھپ گیا ہے-پرسوں سے اسے سرکولیٹ کرنا ہے اور دس دنوں کے بعد پرل میں اس کی رونمائی کی تقریب کرنی ہے-باقی کام آپ کا ہے-''

مہمان خصوصی؟''-

اس نے کچھ سوچ کر جواب دیا''وزیر اطلاعات''-

''میڈم اس کا شاعری سے کیا تعلق ہے؟''-

''میڈیا سے تو اس کا تعلق ہے' ہمیں ددڑ نے بھاگنے کی ضرورت نہیں پڑے گی-''

''وہ آجائے گا''-

''کیوں نہیں' اسے معلوم ہے میرے پاس کیا خزانہ ہے-''-

شمی تو اپنے کمرے میں چلی گئی اور میں پل بھر کے لئے سناٹے میں آ گیا-

''ہم معمولی لوگ کس دنیا میں رہتے ہیں گناہ اور سزا' پاک اور پلید کن چکروں میں الجھے رہتے ہیں' ان لوگوں کی تو دنیا ہی اور ہے یہاں ازار بند اور نوٹ ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں-کون سی تعلیم کون سی حیا' یہ سب ڈھکوسلے ہیں-انسان کی فطرت کی درندگی اسی طرح قائم رہے گی اور ہماری اخلاقی کتابیں منہ دیکھتی رہ جائیں گی-

شمی نے میری کارکردگی سے متاثر ہو کر مجھے ایک خوبصورت سا موبائیل لے دیا

ہے کیونکہ اس کے بغیر اسے مجھ سے رابطہ میں کافی دقت ہوتی ہے۔ مجھ کو میرے معاوضے کی ادائیگی کا طریقہ نرالا ہے۔ ہر پندرہ دن کے بعد ایک بڑے سے خاکی لفافے میں ان تصاویر کی تفصیل ہوتی ہے جو میں نے کھینچی ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ان کا معاوضہ ہوتا ہے۔ یہ لفافہ اس کی اکاوٹنٹ لے کر آتی ہے، میں کاغذ پر دستخط کرتا ہوں اور لفافہ لے لیتا ہوں۔ میری مالی حالت پہلے کی نسبت کافی بہتر ہوگئی ہے۔ اگر یہ سلسلہ چلتا رہا تو میں ایک سیکنڈ ہینڈ سوزکی کار خرید سکتا ہوں۔ مجھے پہلی مرتبہ احساس ہوا ہے کہ زندگی اتنی بوجھل نہیں ہے۔ میں گاہے گاہے نعیمہ کو یہاں کے معاملات کی اطلاع دیتا رہتا ہوں کیونکہ یہ سب اس کی بدولت ہے ادھر ہماری ایڈورٹائزنگ کمپنی کا کام زوروں پر ہے۔ یہ کام میں صبح کے وقت کرتا ہوں اور شام پارلر کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ میری باتوں کی تفصیل سن کر نعیمہ کہنے لگی۔۔

''پیر بادشاہ' دھیان سے رہیں' اپنے آپ کو بچا کر رکھیں''۔

''یہ تم کیا نانیوں دادیوں والی نصیحتیں کر رہی ہو' سب معاملات ابھی تک ٹھیک ہیں''۔

''خدا کرے یا ایسے ہی چلیں' میں عورت ہوں اور عورت ذات کو الف سے یائے تک جانتی ہوں' شاہ جی میں آپ کی فکر کیوں نہ کروں' آپ نے مجھے وہ اعتماد دیا ہے جو کوئی مرد مجھے نہیں دے سکا۔

''چھوڑو جی ہم تو آپ کے مداح ہیں'' وہ یہ کہہ کر ہنس رہی ہے۔

۱۸

صبح گیارہ بجے سے میرا موبائیل ٹیلیفون بج رہا ہے' جب بھی میں بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ بیٹری کا گلا بیٹھا ہوا ہے' بیٹری چارجر کہیں رکھ بیٹھا ہوں مل نہیں رہا- مجھے معلوم ہے شمی ہی ہوگی' صبح کے تین اخبار دیکھ چکا ہوں ہر اخبار میں اس کی کتاب کی تقریب کو بڑے نمایاں طریقے سے شائع کیا گیا ہے' ہر اخبار میں وزیر کے ساتھ اس کی رنگین تصویر ہے- وزیر نے عورتوں کی آزادی اور شمی کے سوشل ورک کے حوالے سے اس کی بہت تعریف کی ہے- اخباروں میں اس کی رپورٹیں اور کالم شائع کروانا اتنا آسان نہیں ہوتا- میں نے انگریزی اور اردو میں تین دن پہلے ہی کالم اور رپورٹیں تیار کرلی تھیں- ہر اخبار میں میرے جاننے والے صحافی ہیں ان سے جا کر میل ملاقاتیں کیں' ہر ایک کو دعوت نامہ ذاتی سطح پر دیا اور آنے کی تاکید کی- فنکشن کے بعد پرتکلف چائے تھی صحافیوں نے اپنی جنم جنم کی بھوک مٹائی- وزیر صاحب شوقین مزاج مشہور ہیں- ان کے گرد رنگ برنگی ایکٹرسوں اور شوبز کی عورتوں کا جمگھٹا تھا- وہ اسلامی مملکت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی نہایت بہادری سے شوبز کی ایک حرافہ کو کار میں بٹھا کر ساتھ لے گئے- اس بات کا کسی نے براہ منایا-

جب سہ پہر میں شمی کے دفتر میں داخل ہوا تو اس کی میز پر اخباروں کا ڈھیر رکھا ہوا

تھا اور وہ اپنے بارے میں چھپے ہوئے کالم اور تصویریں کاٹ رہی تھی- مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر خوشی کا ایک طوفان بر پا ہوا اور اپنی کرسی سے اٹھ کر میری طرف بڑھی، میں کمرے کے وسط میں کھڑا تھا، اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اپنی مضبوط باہنیں میرے گرد حمائل کر کے پہلے میرا ماتھا چوما اور پھر اتنی شدت سے میرے ہونٹوں کا بوسہ لیا کہ اس کی حدت میری ناف تک جا پہنچی، میں اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتا تھا لیکن وہ مجھے چھوڑنے پر مائل نہیں تھی---

''پیر بادشاہ you are a wonderful man آپ نے تو ایک ہی رات میں مجھے سٹار بنا دیا ہے، صبح سے اتنے ٹیلیفون آئے ہیں کوئی کتاب مانگ رہا ہے اور کوئی مبارک باد دے رہا ہے اور تو اور ایک فلمساز مجھے اپنی فلم گیت لکھنے کے لئے کہہ رہا ہے''اس نے بمشکل اپنی گرفت ڈھیلی کی اور میں اس کے شکنجے سے آزاد ہوا ہوں--

''اجازت ہے''میں یہ کہہ کر اپنے کمرے میں جانے لگا تو اس نے مسکرا کر کہا

''ابھی نہیں، باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے''-

''کریں''میں نے آہستہ سے کہا-

''پیر بادشاہ آپ شرما کیوں رہے ہیں، میں بھی تو آپ کی طرح انسان ہوں''

''نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے-''

'' آپ تو بڑے غیر معمولی قسم کے آدمی ہیں، عورت کسی مرد کو تھوڑی سی لفٹ دے تو وہ جھپٹ پڑتے ہیں، آپ مجھے بیحد دکھی انسان لگتے ہیں جس نے اپنا سارا دکھ اندر رو کے رکھا ہوا ہے-''

میں کسی ردعمل کا اظہار کیئے وغیرہ اس کی باتیں سن رہا ہوں سمجھ میں نہیں آتی کیا جواب دوں، وہیں کھڑا رہوں یا اپنے کمرے میں چلا جاؤں- رات کے بارہ بج چکے ہیں

اور آج ایک دو ہی کلائنٹ تھیں وہ بھی جا چکی ہیں--

''میڈم اجازت ہے، بہت دیر ہوگئی ہے-''

''ابھی نہیں آپ کے کون سے بیوی بچے انتظار میں ہیں، میں آپ کو شیری پلاتی ہوں''-

یہ کہہ کر اس نے اپنی میز کے دراز سے شیری کی بوتل نکالی اور اپنی پشت کی جانب رکھے ہوئے ریک سے دو مہین گلاس اٹھا کر انہیں لبالب بھر دیا ہے- میں اس کی نیت بھانپ گیا ہوں- وہ پہلے ہی قدرے نشے میں ہے- اس نے تیزی سے شیری کا نصف گلاس پی لیا ہے- میں اپنے آپ کو بحال رکھنے کے لئے دھیرے دھیرے گھونٹ لے رہا ہوں کہ جونہی اس کا بلیک آوٹ ہو میں باہر نکل جاؤں، وہ میری پے ماسٹر ہے اور اس کی وجہ سے میری زندگی سہولت سے گزر رہی ہے-

چند لمحوں کی بات ہے، اس وقت اس کے اعصاب پر جنون سوار ہے- آخر اس انکار کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہئیے، انکار کی صورت میں پھر وہی بھوک اور دھکے-- لیکن میں جگلو تو نہیں ہوں- یہ کام میں بہت پہلے کر سکتا تھا- شمی تو بہت استعمال شدہ عورت ہے- اگر مجھے جانور ہی بننا تھا تو میں بہت سی کنواری اور جوان عورتوں کو دام میں لا سکتا تھا- میں کسی کے بدن میں شرکت نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی کسی کو اپنے بدن میں شریک کرنے کا خواہشمند ہوں- مجھ کو میں ہی رہنے دو، ایک سالم وجود- میں مہذب صنف نازک کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارے بغیر بھی زندگی ممکن ہے- ماہر نفسیات مجھے بیمار کہے گا، مجھے عورت سے خوف زدہ کہے گا، مجھے کمزور لبیڈو کا حامل شخص کہے گا لیکن وہ بے وقوف ایک وجود کی سالمیت کی گہرائی سے آگاہ نہیں ہے- یہ بھی ایک تصوف ہے اور صوفی زانی نہیں ہوتا--

شیری نے مجھے بھی تیزی سے مغلوب کر لیا ہے اور میں قدرے غنودگی میں ہوں

اور نظر میں بھی قدرے دھندلاہٹ ہے- میں ابھی فیصلہ نہیں کر پایا- وہ مجھے بازو سے پکڑ کر کمرے کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے دیوان پر لے گئی ہے اور اپنا ایک بازو میری گردن کے گرد حمائل کر دیا- وہ نقطہ عروج کی طرف جا رہی ہے- اس نے بیٹھے بیٹھے اپنا بلاوز اتار دیا ہے- اس کی سیاہ بریزیر اس کے سفید گداز بدن پر بیحد نمایاں ہے- اس کے لفظ لڑکھڑانے لگے ہیں اور وہ حیوانوں کی طرح آوازیں نکال رہی ہے- اس نے اتنا زیادہ پرفیوم لگایا ہوا ہے کہ دوسرے کے لئے اسے سنبھالنا مشکل ہے- اس نے میری گردن پر رکھے ہوئے بازو کو اس طرح دبایا ہے کہ میرا منہ اس کی چھاتیوں کے درمیان ہے- مجھے کچھ گھبراہٹ ہو رہی ہے- اس کے وجود کے بہت زیادہ قرب یا پرفیوم کی تیزی سے میری طبیعت متلانے لگی ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ مجھے ابھی قے آ جائے گی- میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کے شکنجے سے آزاد کیا ہے-- نشے کے باوجود شمی ایک دم مشتعل ہو گئی ہے--

''مجھے کسی نے کبھی انکار نہیں کیا' تم تو میرے ملازم ہو'' میں اس کے لب و لہجے پر متحیر ہو گیا--

''تم مرد لوگ کس بات پر اتراتے ہو just on a dirty rag of flesh--''

''ہاں میڈم یہی طوفان مچا دیتا ہے-Excuse me مجھے vomit آ رہی ہے--''، میں یہ کہہ کر جلدی سے اس کے کمرے سے باہر لان میں آ گیا ہوں---

۱۹

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ میرے حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں یا کسی بڑی خرابی کا پیش خیمہ ہیں' انکار کے بعد میں وہیں پہنچ گیا ہوں جہاں سے چلا تھا- نوکری انسان کا کاہل بنا دیتی ہے' کم سے کم یہ یقین تو ہوتا ہے کہ مہینے کے بعد کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے جو زندگی تو کیا کم سے کم موت سے بچا دیتا ہے- یہ سہارا ہر طرح کے ایڈونچر کو ختم کر دیتا ہے- میں اپنی تنخواہ پر قناعت نہیں کرتا تھا کیونکہ عام اخباروں میں تنخواہ باقاعدہ کم کم ہی ملتی ہے' اس لئے میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا رہا ہوں- لیکن اب نہیں- میں نے اور عبدل نے پہلے اپنی فوٹوگرافی کی دکان کھولنے کا منصوبہ بنایا لیکن بغیر کسی وجہ کے یہ منصوبہ ترک کر دیا- اس دوران عرفان صاحب نے ایڈورٹائزنگ کمپنی کھولنے کا منصوبہ بنالیا ہے- اس منصوبے پر کافی بحث ہو چکی ہے- اس بحث میں عبدل بھی شریک ہے- اس کا خیال ہے کہ عرفان صاحب سے ہم ان کی جگہ کرائے پر لے لیتے ہیں کیونکہ وہ ہائی پروفائل ہیں اور ہم نے جو گندے کام کرنے ہیں ان کو برداشت کرنا ذرا مشکل ہے- اس میں مَیں نے دھکازوری کر کے نعیمہ کو بھی شامل کر لیا ہے- حال ہی میں اس نے میری مدد کی ہے کہ میرے حالات بدلنے لگے تھے- جب آمدنی غیر مسلسل ہو یا کم ہو تو پھر احساس کمتری ایک طرف کچھ کرنے کو جی نہیں چاہتا' ہر بات میں ناامیدی اور شکست کا احساس غالب رہتا ہے-- مجھے اپنی

پروفائل بہتر کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہئیے - میں کافی کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں لیکن مجھے کچھ کرنے کا موقعہ نہیں ملا -- میں کافی عرصے تک اچھا موقعہ ملنے کے نتظار میں رہا - پھر احساس ہوا کہ موقعہ تو خود پیدا کیا جاتا ہے ---

میں نے ایک مرتبہ نعیمہ کو عرفان صاحب سے بھی ملوایا ہے اوران کی طویل کہانی کو مختصر طریقے سے بیان کیا ہے، جس پر اسے حیرت بھی ہوئی -

'' دنیا میں ایسے لوگ ابھی موجود ہیں جو اپنی اولاد کی اولاد سے بھی محبت کرتے ہیں، آجکل تو حالات بڑے مختلف ہیں ادھر میاں بیوی میں نا چاقی ہوئی بیوی کو گھر بٹھا دیا اگر بچہ بھی ساتھ ہے اور پھر کبھی خبر نہ لی --''نعیمہ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا - اس کی باتوں سے بعض دفعہ مجھے یوں لگتا اس کی اپنی کہانی میں سچائی کم ہے، اس کا خاوند ابھی زندہ ہے - عورتیں اپنے آپ کو کیمفلاج کرنے میں ماہر ہوتی ہیں اور معصومیت اور بے بسی ان کا روپ ہوتا ہے - دل میں آتا ہے کہ اس سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھوں لیکن پھر یہ سوچ کر رک جاتا ہوں کہ ماضی تو ہر آدمی کا راز ہوتا ہے جسے راز ہی رہنے دیا چاہئیے - یہ درست ہے کی وہ مجھ سے کافی بے تکلف ہوگئی ہے خاص طور پر جب سے ایڈورٹائزنگ کمپنی کا منصوبنا ہے - زیادہ تر باتیں ٹیلیفون پر ہوتی ہیں اس نے اپنا موبائل لے لیا ہے - مجھے اب یقین ہوتا جارہا ہے کہ اسے مالی اعتبار سے شاید نوکری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے خاوند نے اس کے لئے کچھ نہ کچھ چھوڑا ہے جس کی وجہ سے وہ اخبار کی ملازمت ختم ہونے کے باوجود اتنی پریشان نہیں ہے - اپنے بھائی کے ساتھ رہتی ہے آخر وہ بھی کچھ نہ کچھ کرتا ہوگا - جب عبدل نے اور پھر بشیر نے نعیمہ کے بارے میں بتایا کہ وہ اس کی چھوٹی بہن ہے تو مجھے ایک دم دھچکا لگا تھا - جیسے وہ مجھے دھوکہ دیتی رہی ہے - پھر میں نے اپنے آپ سے کہا میرا کون سا اس کے ساتھ معاشقہ ہے یا کوئی رشتہ داری ہے، دنیا اسی طرح چلتی

ہے باہر سے کچھ اندر سے کچھ- وہ مجھے بڑا سمجھ کر مجھ پر اعتماد بھی کرتی ہے کبھی کبھی لاڈ بھی کرتی ہے لیکن یہ سب باتیں ٹیلیفون پر ہوتی ہیں- وہ میری بہن کے انتقال کے بعد افسوس کرنے میرے گھر پر آئی تھی- اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ میرے یہاں آنے سے گریز کرتی ہے- ہر عورت کے دل میں ایک چور ہوتا ہے جب وہ اکیلے میں مرد سے ملتی ہے- وہ ہمیشہ خدشات کا اظہار کرتی ہے کہ اسے یہی دھڑکا ہوتا ہے کہ مرد اسے بستر پر گرا دے گا اور اس کے بعد وہ کہیں کی نہیں رہے گی-- بھئی اگر ایسی بات ہے تو پھر مرد سے مت ملو- وہ نہیں نہیں کرتی ہوئی بھی ہاں کر دیتی ہیں-- سنا ہے اب زمانہ بدل گیا ہے اور لڑکیاں اپنے جنسی معاملات کے بارے میں زیادہ بچی نہیں ہیں- میں کس لغو باتوں میں کھو گیا ہوں، یہ میری دنیا نہیں ہے، میں ابھی ان جھمیلوں سے آزاد ہوں' عرفان صاحب' نعیمہ' عبدل اور ہزاروں لاکھوں مقدمات عورتوں اور مردوں کی ناراضگیوں کا ثبوت ہیں' وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کی خواہش کے باوجود تصادم میں رہتے ہیں- کیا ایسی زندگی رہنے کے قابل ہے جہاں ایک شوسرے کو پیہم زیر کرنے کا جاری ہو- میرے سمجھانے بجھانے پر عبدل کا جنون کچھ کم ہوا ہے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے پر آمادہ ہو گیا ہے- یہ بات میرے لئے ناقابل فہم ہے' کبھی جنونیوں کی طرح اس کی بازیابی کے لئے سیکڑوں روپے خرچ کر رہا تھا' طرح طرح کے مقدمات دائر کرنے کی تیاری کر رہا تھا- اب بالکل جھاگ کی طرح بیٹھ رہا ہے- کل میرے گھر آیا تھا- کچھ پریشان تھا- اس کے بینک میں انکوائری شروع ہونے والی ہے اور اسے خدشہ ہے کہ اسے نہ ملوث نہ کر لیا جائے--

''عبدل میں سیکڑوں مرتبہ تمہیں کہہ چکا ہوں کہ اپنے بینک کی سلیٹ صاف رکھو لیکن تم ہیر پھیر سے باز نہیں آتے''

''شاہ تم سید ھے ہو اسی لئے بلی بن کر رہتے ہو- مجھے وہ کیا پکڑیں گے- ہمارا

بینک پرائیوٹائز ہورہا ہے- جنہوں نے اسے خریدنا ہے وہ بینک کے خفیہ اثاثوں اور اندرونی ہیر پھیر کی رپورٹ چاہتے ہیں' اس کے عوض مجھے وہ بینک میں لون برانچ کا انچارج بنا دیں گے' اس کے بعد میں جو چاہوں گا وہی کروں گا' میرا ایک مخالف افسر فراڈ کا کیس بنوانے کی کوشش کررہا ہے' نئی انتظامیہ کے آنے کے بعد یہ ساری خاک اس پر ڈال دیں گے--''

میں عبدل کی چارسوبیسی پر حیران ہوگیا ہوں۔

''عبدل تم نے واقعی ہیر پھر کیا ہے'' میرے سوال پر وہ بے اختیار ہنسنے لگا تھا-

یوں لگتا ہے میرے حالات بے یقینی کا شکار ہیں- میں ٹاپ کا فوٹوگرافر بننا چاہتا ہوں میں نے اس فن کا کافی مطالعہ بھی کیا ہے اور اس میں کافی مہارت بھی ہے- میں نے مختلف مواقع پر جو سٹل تصاویر اور مووی فلمیں بنائی ہیں لوگوں نے بہت پسند کی ہیں- مشکل یہ ہے کہ میرا فوٹوگرافی کا سامان کافی پرانا ہوگیا ہے- اگر مجھے ایڈورٹزمنٹ کے لئے ڈاکیومینٹری بنانی ہے اس کے لئے بھی مجھے ڈیجیٹل مووی کیمرہ لینا ہے جو تین لاکھ کے قریب آتا ہے- اتنی بڑی رقم میں نے عمر بھر نہیں دیکھی- لیکن اس میں رسک ہے کہ میرا کام نہ چلا تو پھر-- جب یہ مرحلہ آئے گا تو پھر دیکھیں گے- بات یہ ہے کہ میں طبعاً شکی نہیں ہوں لیکن تجربے نے مجھے یہ بتایا ہے کہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ہر ایک دوسرے کو دھوکہ دینے پر تلا ہوا ہے کیونکہ سچ کے ذریعے کام نہیں ہوتے' ہر کوئی دوسرے کو اپنے لئے استعمال کرتا ہے اور اس کی افادیت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس کا کام نکل نہیں آتا- کم سے کم ہمارے ملک میں تو یہی سرشت ہے- یوں تو کتابوں میں انسان کی اچھائی کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے- نہ جانے اس کی اچھائی کس دور میں تھی' شاید اس دور میں تھی جب یہ کتابیں لکھی گئی تھیں- اصل میں مجھے بھی ایک کتاب لکھنی چاہیئے 'اسے حضرت آدم سے شروع کرنی چاہیئے کہ حوا نے اس کے ساتھ کیا کیا' نہیں مجھے یہ کتاب

ڈارون سے شروع کرنی چاہیے کہ بندر انسان ہوتے ہوتے کیسے رہ گیا- میں نے ڈسکوری چینل پر بندروں پر ایک فلم دیکھی ہے' ہو بہو انسان لیکن بندر مجامعت بہت زیادہ کرتے ہیں' انسان بھی تو یہی کچھ کرتا ہے- یہ کتاب مردوں کی بجائے عورتوں کے بارے میں ہونی چاہیئے کیونکہ زندگی میں آدھے سے زیادہ فساد عورتوں نے مچایا ہوا ہے- آدمی کی ہوس نے عورت کو اہم بادیا ہے وگرنہ وہ تو بچے پیدا کرنے کی مشین ہے- اصل میں مرد ہی ڈھلے ہیں جو چند لمحوں کی لذت کے لئے انسانی نظام کو درہم برہم کر دیتے ہیں- نہیں یہ کتاب آدھی بندروں اور آدھی انسانوں کے بارے میں ہونی چاہیئے کیونکہ دونوں تہذیب کی ایک منزل پر رکے ہوئے ہیں لیکن دونوں میں ایک بات مشترک ہے وہ ہے بندر بانٹ' یہ ایک اچھی بات ہے' اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے انسان بندر بن جاتا ہے کیونکہ اس نے بانٹ کرنی ہے- تیسری دنیا میں انسان بہت جلدی بندر بن جاتا ہے جب سب کچھ حاصل کر لیتا ہے تو وہ پھر انسان بن جاتا ہے-

میرا ذہن بھی نشے میں آوارہ ہو جاتا ہے- مجھے اپنے نشے میں کمی کرنی چاہیئے- پہلے عبدل کے ساتھ ہفتے میں ایک دو مرتبہ چسکی لگا لیتا تھا لیکن جب سے بہن فوت ہوئی ہے میری رفتار میں اضافہ ہو گیا ہے' بعض دفعہ مجھے اپنے آپ سے ڈر آنے لگتا ہے- پہلے گھر میں بہن کی موجودگی کی وجہ سے مجھے اعتدال کو برقرار رکھنا پڑتا تھا لیکن اب میں آزاد ہوں- دفتر کا عیسائی چپراسی نذیر اتوار کے دن میرا گھر آتا ہے' اپنے ساتھ ایک ہوٹل سے وہسکی کے دو ادھے لے آتا ہے میں اسے کچھ پیسے دے دیتا ہوں' وہ خوش ہو جاتا ہے- شاید میرے لئے یہی ٹوٹی پھوٹی زندگی ہے' نہ زندگی نے مجھے کچھ دیا ہے اور نہ میں نے اسے' حساب برابر رہا-

میں نے بات شروع کی تھی عرفان صاحب کی کہ وہ میری مدد کیوں کرنا چاہتے

ہیں- پہلے ان سے ہر مہینے میں دو مرتبہ ملاقات ہوتی تھی- وہ اپنا مقدمہ بھگتنے آتے اور میں عبدل کا- میرے کہنے سننے پر یا عبدل کی کسی عورت میں دلچسپی کی بنا پر اپنے مقدمے سے دستبردار ہو گیا ہے لیکن ابھی تک عرفان صاحب اسی طرح پیشی بھگتنے آتے ہیں، پری سے ملتے ہیں، کبھی وہ بالکل اجنبی بن جاتی ہے اور کبھی ان کے لائے ہوئے تحفوں کو ایک لالی بچے کی طرح وصول کرتی ہے- عرفان نے اس قسم کی روٹین بنالی ہے کہ مقدمے کی تاریخ سے ایک دن پہلے وہ ٹیلیفون پر اگلے دن آنے کے لئے کہہ دیتے ہیں- میں بھی اب قدرے فارغ ہوتا ہوں اس لئے وہاں چلا جاتا ہوں' ایک ایسے ہجوم میں جو ایک دوسرے سے بگڑا ہوا ہے وہی جوڑے جو ایک ہی چھت کے نیچے زندگی نبھانے کے منصوبے بناتے تھے' تھوڑی تھوڑی سی آمدنیوں میں سے بچت کر کے اپنے گھر بنانے کا خواب دیکھتے تھے' وہ مائیں' ساسیں اور سسر جو اپنے دامادوں اور بہوؤں پر نیک دعاؤں کی بارش کرتے تھے' اب ایک دوسرے کو ہر اعتبار سے تباہ کرنے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں ' سارا سارا دن گرم اور بدبودار کمروں میں دو حریفوں کی طرح ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں- سب تنازعے ایک سے ہیں- یہاں صرف ناراض لوگ آتے ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی بات کا فیصلہ دوسرے سے کروانا چاہتے ہیں-

عرفان صاحب کا مسئلہ لمبا چوڑا نہیں ہے- ان کا ایک ہی بیٹا ہے ''میں اور اولاد پیدا کر سکتا تھا لیکن اولاد فساد' فتنہ اور تقسیم کا باعث ہوتی ہے' میری بیوی اور اولاد چاہتی تھی' اس نے بہت چیخ چہاڑا کیا' مجھے نامرد کہا' دوسری عورتوں سے میرے تعلقات ثابت کرنے کی کوشش کی' پھر بڑھاپے کی تنہائی کا واسطہ بھی دیا میں ٹس سے مس نہ ہوا- میرے دس بہن بھائی تھے میرا باپ ایک کھاتا پیتا آدمی تھا جس کی اولاد اسے کو کھا گئی- اگر میں اکیلا ہوا تو بڑی سہولت کی زندگی بسر کرتا- شاہ جی میں نے زندگی میں بہت محنت کی ہے- ایک معمولی بینک آفیسر تھا

جسے وراثت میں تین کمروں کا شکستہ سافلیٹ ملا تھا- میں نے آدھی سے زیادہ زندگی اس شکستگی میں بسر کردیا- میرے سسرال خوشحال تھے لیکن انہوں نے میری کبھی مدد نہیں کی- ان کا خیال تھا کہ داماد کی مدد کرنے سے وہ بگڑ جاتا ہے- چنانچہ راہ راست پر رہنے کے لئے میں نے اپنی جوانی تنگی ترشی اور بیوی کے طعنوں میں بسر کی- میں بھی اپنی برداشت کھو چکا تھا' دن کے طلوع ہوتے ہی جھگڑے شروع ہو جاتے- وہ اپنے بیٹے کو' جو شاید میرا بیٹا بھی تھا' چیفس کالج پڑھانا چاہتی تھی' میں نے منت سماجت کی لیکن وہ نہ ملی بلکہ مجھے علیحدگی کی دھمکی بھی دی' میں خوشی سے علیحدہ ہو جاتا لیکن ہم نے یہ کورٹ میرج کی تھی-- خیر چھوڑیئے شاہ صاحب میں کن خرافات میں کھو گیا ہوں-ا،،"

''ان کا بال بچہ ان کے پاس نہیں ہے' بالکل تنہا آدمی ہیں' بینک سے فارغ ہو چکے ہیں- ان کے پاس تھوڑے بہت پیسے ہیں جو وہ خرچ کرنا چاہتے ہیں- مجھے یوں لگتا ہے کہ وہ ایڈوٹائزنگ کمپنی میں اپنی مصروفیت ڈھونڈنے کے لئے ہماری مدد کر رہے ہیں-

نعیمہ عرفان کیسے آدمی لگتے ہیں؟''

''خاموش طبع ہیں، ایسے لوگ عورتوں کیلئے خطرہ ہوتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ ہنسنے لگی تھی- یہ بات کل عرفان ں احب کے فلیٹ پر ہوئی تھی--

''شاہ صاحب میں آپ کے بھروسے پر سب پر اعتماد کر رہی ہوں-''

''پھر تم غلطی کر رہی ہو' مجھ پر بھی اعتماد مت کرو' میں بھی کبھی بدل سکتا ہوں-''

''میں مردوں کو پڑھنا جانتی ہوں-''

''پھر تم نے جو پڑھا ہے وہ غلط ہے''

وہ میری بات سن کر خاموش ہوگئی- میرے دل میں آیا کہ اس سے کہوں تم ایک اچھی خاصی عورت ہو' ایک سرمایہ دار کو نہ پڑھ سکی' تم نے اس سے کیوں شادی کی تھی، تمہیں

اپنے اور اس کے درمیان فاصلوں کا علم نہیں تھا'

وہ مجھے گھور رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو شاہ صاحب آپ سے کیا چھپانا' وہ نیشنل کالج میں میرا کلاس فیلو تھا' ٹھیک ٹھاک نوجوان تھا ایک صنعت کار کا بیٹا تھا' وہ میرے پیچھے اس طرح لگ گیا کہ اسے ہٹانا مشکل ہو گیا تھا- وہ بار بار شادی کے لئے کہتا لیکن میں انکار کرتی جاتی''-

''بس کرو بس کرو میں تمہاری کہانی آگے نہیں سننا چاہتا تھا تمہاری ساتھی امینہ نے مجھے دفتر میں مجھے کچھ بتا دیا تھا--''

اس وقت میں اور نعیمہ ٹمپل روڈ پر عرفان صاحب کے فلیٹ میں بیٹھے کمروں کی مرمت کرا رہے ہیں- سٹوڈیو کم وبیش تیار ہو چکا ہے- اخبار میں فوٹو گرافی سیکشن کا لڑکا حماد میری مدد کر رہا ہے- میری ہدایات کے مطابق اس نے مختلف مقامات پر روشنیاں اور ریفلیکٹرز نصب کر دیئے ہیں- جہاں میں نے عکاسی کرنی ہے وہاں کا پس منظر ابھی تیار کرنا ہے- نعیمہ اس شعبہ میں تربیت یافتہ ہے- یہ ایک ملٹی نیشنل کے صابن کا اشتہار ہے- نعیمہ کرسی پر بیٹھی ہے اور میں کیمرے کے پیچھے سے اس کے چہرے مہرے کا جائزہ لے رہا ہوں میں خالی چہرے نہیں چاہتا کیونکہ چہرے کے ساتھ بدن کا ابھار بھی چاہتا ہوں- میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اسے کیسے کہوں-

''نعیمہ صرف پروفائل نہیں چلے گی' دن کا کچھ حصہ بھی فوکس میں آنا چاہیئے چلو ڈریسنگ روم میں اپنے آپ کو سنوار کر آؤ-'' وہ میری بات سمجھ گئی ہے کچھ دیر کے بعد نمودار ہوئی ہے- اور اپنی ریز یرکس کر اس طرح باندھی ہے کہ اس کی چھاتیاں منہ کو آنے لگی ہیں-

''ویل ڈن سمجھ دار ہو' اس نے مسکرا کر کہا ہے

''یہاں جسم ہی چلتا ہے- اب ٹھیک ہے''-

۲۰

میرا خیال تھا کہ میری مشکلات ختم ہو جائیں گی' میں سہولت کی زندگی بسر کروں گا' مالی خوشحالی مجھے احساس کمتری کے غار سے باہر نکالے گی' میں اتنے پیسے جمع کرلوں گا کہ میں کسی کا محتاج نہیں رہوں گا اور پھر ہمیشہ کے لئے کسی دور دراز مہذب ملک میں چلا جاؤں گا جہاں انسان کی عزت کی جاتی ہے جہاں انسان کمینوں اور حاسدوں کی طرح نہیں رہتے جہاں مرد اور عورت دشمنوں کی بجائے دوستوں کی طرح رہتے ہیں- یہاں ایک عجب منظر ہے- کاریں، ایلیکٹرونکس، بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ورود، اعلیٰ شاندار ہوٹل سب طرف کاریں ہی کاریں لیکن دوسری طرف گداگر ہی گداگر، ہر طرف انسانوں کے اڈتے ہوئے لشکر، آدھی سے زیادہ آبادی بیکار، چوری چکاری اور غنڈہ گردی انتہا پر اور اس میں دہشت گردی کا اضافہ، نوے فیصد آبادی جاہل ہے جس نے پڑھنے سے انکار کر دیا ہے حکمرانوں کو دکھائی کیوں نہیں دیتا یا وہ خود ہی دیکھنا نہیں چاہتے کہ ان کے پاس کوئی حل نہیں ہے- اس کے باوجود ہر کوئی پاکستان کا بچانے پر تلا ہوا ہے- آخر کب تک یہ صورتحال قائم رہے گی؟ -خواندہ طبقہ بڑی تیزی سے دوسرے ممالک میں ہجرت کر رہا ہے- ہر طرف تنگی ہی تنگی ہے، چلو یہ تنگی بھی برداشت کی جاسکتی ہے لیکن عزت نفس تو برقرار رہنی چاہیئے- یہاں ایک کانسٹبل سب کی پگڑی اتار سکتا ہے ابھی وقت ہے مجھے کسی اور ملک میں چلے جانا چاہیئے جہاں قول و فعل کی آزادی ہو، زندگی قید و بند سے آزاد ہو اور میں وہ کچھ کر

میں وہ کرسکوں گا جو میں نہیں کر سکا- میں یہ خواب دیکھتے ہوئے بھول گیا تھا کہ میں چھدیا چھپٹی کے معاشرے میں رہتا ہوں- میں بداعتماد نہیں ہوں لیکن ایسا سوچنے پر مجبور ہوں ہر کوئی دوسرے کو دھوکہ دینے پر تلا ہوا ہے- آپ کہیں گے کہ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں- میں یہ کہوں گا کہ پانچوں انگلیاں ایک ہی ہتھیلی سے پھوٹتی ہیں اس لئے وہ ایک ہی خصلت کی حامل ہیں- میں تمہید نہیں باندھ رہا اپنے آپ کو بداعتمادی سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں- ہوسکتا ہے انسانوں کی دنیا میں اچھے انسان بھی ہوں لیکن انہیں ڈھونڈنا پڑتا ہے- عرفان صاحب اچھے انسان ہیں لیکن جب کلیش اف انٹرسٹ ہوتو پھر ظرف کا پتہ چلتا ہے-لیکن عرفان صاحب نے میرا مکان خالی کرانے میں کافی مدد کی ہے ایک مہینے کے بعد خالی ہو جائے گا-عبدل کا اک مشٹنڈا رات کو میرے گھر پر سوتا ہے- ان لوگوں نے میری مدد کی ہے-اس کا مطلب ہے کہ ساری دنیا حرامی نہیں ہے---

''پیر بادشاہ' بات سن اگر واقعی ہمارا کام چل نکلا تو ہمیں پھر کچھ دفتری معاملات بھی کرنے ہوں گے- پہلی بات اس کمپنی میں تم اور میں برابر کے حصہ دار ہوں گے- ہم عرفان صاحب کو اس کا میجنگ ڈائریکٹر بنا دیتے ہیں اور انہیں ان کے فلیٹ کا کرایہ ادا کرتے رہیں گے' میرا نہیں خیال کہ انہیں پیسے کی ضرورت نہیں ہے' اکیلی جان ہے' ان کا بیٹا کافی کچھ کماتا ہے-''

''عبدل تم یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو' یہ پہلا کنٹریکٹ بھی ان کی وجہ سے ملا ہے' جو تم چاہتے ہو وہ قبل از وقت ہے-''

''چلو مان لی بات تمہاری' میں آڑھتی کا بیٹا ہوں اور خود بینکر ہوں اس لئے حساب کتاب کرنا میری عادت بن چکی ہے- یوں لگتا ہے کہ وہ کوئی مصروفیت چاہتے ہیں- بینک سے ریٹائر ہو چکے ہیں' بیوی بچے انہیں چھوڑ چکے ہیں' یار انہیں مشورہ دو گھر میں ایک آدھ کو

ڈال لیں، ان کا ہر طرح کا دھیان رکھے گی۔

''لاحول وللہ یار تمہارا تو اب دماغ پگھلنے لگا ہے، دنیا شلوار سے باہر بھی ہے۔''

''میرے پیارے سائیں جب ایک دفعہ عورت کی چاٹ لگ جائے تو اس سے جان چھوڑانی مشکل ہوتی ہے۔ میری اماں دوسری شادی کے لئے اصرار کررہی ہے لیکن میں گھریلو قسم کی عورتوں سے ڈرتا ہوں''

''تمہاری عقل موٹی ہے پہلی نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟''

''بس اندازے کی غلطی تھی، اکاونٹنٹ کے حساب کتاب میں کچھ اوپر نیچے ہو گیا تھا۔ اب سوچ سمجھ کر فیصلہ کروں گا اور ایسا فیصلہ کی تم حیران ہو جاؤ گے خیر چھوڑو تمہارا مکان کب خالی ہو رہا ہے؟''

''اس کے خاوند نے ایک ماہ کی مہلت لی لیکن مجھے شک ہے، دیہاتی ہم شہریوں کے بھی کان کاٹتے ہیں، اوپر سے جی جی اور اندر سے نہیں نہیں۔''

''چلو ایک ماہ اور انتظار کرلو اور اس حرافہ سے تعلق بڑھاؤ اگر تمہیں پسند نہیں ہے میرے لئے راستہ بناؤ ایک ہفتے میں مکان خالی کروادوں گا۔ تمہاری باتوں سے لگتا ہے کہ اسے مردوں کی چاٹ لگی ہوئی ہے، اصل معاملہ کیا ہے''

''یار ڈینجرس عورت ہے، نا قابل اعتبار۔''

''یہ تو ہر عورت ہوتی ہے۔ جب تک اس کی ہاں میں ہاں میں ملاتے رہو وہ بڑی مٹھاس کا اظہار کرے گی لیکن جونہی آپ نے اختلاف کیا وہ ایک دومونہی سانپ بن جائے گی، وہ آہستہ آہستہ وار کرے گی، لیکن میں سنیاسی ہوں اور میرے پاس ہر طرح کے ٹوٹکے ہیں۔۔۔''

''عبدل جب موقعہ آیا تو یہ بھی دیکھ لیں گے، تم باتیں زیادہ کرتے ہو۔۔۔۔۔

یار بہت جھوٹ بولتی ہے کبھی کچھ کبھی کچھ- بظاہر بڑی ہنس مکھ ہے- گندمی رنگ کی ہے، بالوں کا بلا نڈ کیا ہوا ہے، شربتی آنکھیں ہے، قد قدرے پست ہے، بلا تکان بولتی ہے اور ہر عورت کی طرح اپنے والدین کی شیخی بگارتی ہے- ایک دن وہ قدرے ٹپسی تھی، ہندوستانی فلمسٹاروں کی طرح پرانے فیشن کی میکسی پہنی ہوئی تھی نہایت واہیات طریقے سے سگرٹ ی رہی تھی اور سامنے ووڈکا کا گلاس رکھا ہوا تھا، ایک معمولی سے دیوان پر اس کا سیاہ فام خاوند آنکھیں فرش کی طرف کیئے سگرٹ پر سگرٹ پھونک رہا تھا جیسے وہ اس کی حرکتوں پر شرمندہ تھا- میرا چچا فلاں اخبار میں کام کرتا ہے، میرے ابا فلموں میں کام کرتے تھے، میرے ابا رات کو شراب پی کر آتے تھے اور میری ماں کی پٹائی کرتے تھے-- میں اسی شہر کی رہنے والی ہوں، میرا خاوند امجد پینیڈو ہے ایک چھوٹے سے قصبے کا رہنے والا ہے، میرے پلے بندھ گیا ہے- میرا حق مہر چھ لاکھ روپیہ ہے امجد میری رقم مجھے دو اور مجھے آزاد کردو-،،

وہ زیادہ چسکی لگا رہی تھی اس لئے اس کے حواس ٹھکانے نہیں تھے، وہ زیادہ سے زیادہ باتیں کرنا چاہتی تھی- تہارہ کر اس کا دماغ چٹخنے لگا ہے- اس کے خاوند نے اس کیلیئے ایک چالاک قسم کا نوعمر دیہاتی ملازم رکھا ہے، ملازم بھی عجیب قسم کا ہے- اسی کا باتھ روم استعمال کرتا ہے، اس کے ساتھ والے کمرے میں سوتا ہے- وہ منٹو کے کردار خوشیا قسم کی چیز ہے جو پنجابی کی بجائے اردو بولنے کو ترجیح دیتا ہے- وہ شام بالائی منزل کی بالکونی میں بیٹھ جاتی ہے جس کے سامنے پندرہ بیس فٹ کی کشادہ سڑک ہے جس کی دوسری طرف مکانوں کی قطار ہے جن میں بھانت بھانت کے لوگ رہتے ہیں کوئی کسی کو نہیں جانتا اور نہ ہی جاننے کی زحمت کرتا ہے- بیشتر مکین ورکنگ کلاس کے ہیں جو عرب ممالک سے یا دیہاتوں سے آئے ہوئے چھوٹے زمین دار ہیں جو ایک بڑے شہر میں دستیاب سہولتوں اور

اولاد کی تعلیم کے لئے اس بڑے شہر میں چلے آئے ہیں- یہاں اجنبت کا کلچر ہے- ایک شام میں نے دیکھا کہ وہ بالکنی میں بیٹھی ہوئی تھی اور باہر گلی کا گارڈ اس کے اشاروں پر چلتا تھا اور اس کے باہر کے چھوٹے موٹے کام کر دیتا- میں بور ہو کر برآمدے سے اٹھ کر باہر گیٹ پر آ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا- مجھے یہاں پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ گہری شام کو یہاں کی گھریلو عورتیں سیر کے نکلتی ہیں اور میری کرایہ دار ہر ایک کو بالکنی سے اشارہ کرتی یا ایک آدھ جملہ بھی کستی- مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ وہ میرے گھر کی بالکنی سے باتیں کرے-

وہ اتنی اکیلی نہیں تھی، وہ ہمسایوں کے گھروں میں پھیرے لگاتی رہتی ہے- اس کا حلیہ بالوں کا مصنوعی بلانڈ رنگ اور میک اپ کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ازار بند ڈھیلا ہے- اس کے باوجود محلے کی عورتیں اس سے ملنے سے پرہیز نہیں کرتیں- وہ ان کی نسبت زیادہ ماڈرن ہے اس لئے وہ ان کے لئے دلچسپی کا باعث ہے -عبدل تمہیں پتہ ہی ہے کہ میں زیادہ وقت گھر سے باہر رہتا ہوں، اس لئے مجھے اس کی دلچسپیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے سوائے اس کہ وہ مجھے باقاعدگی سے کرایہ دیتی رہی، جب سے اخبار بند ہوا ہے مجھے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں-،،

’شاہ جی ،مجھے یہ عورت ایک کریکٹر لگتی ہے، کیا کرتے ہو، وہ آمادہ ہے، دیر کس بات کی،،

’’عبدل، ہوس کے پتلے، یہ ایک جال ہے، اسی عورتوں سے پرہیز لازم ہیں کیونکہ ان سے تعلق تباہی کا پیش خیمہ ہے،،

’’سنو جی اس کا خاوند ہفتے میں ایک دن آتا ہے، اس کا نوکر یا دلال زیادہ وقت باہر پھرتا رہتا ہے، وہ کسی وقت یہ الزام لگا سکتی ہے کہ آپ نے اسے ریپ کرنے کی کوشش کی ہے-،،

'یار تم مجھ میں تشویش پیدا کر رہے ہو، اس بلا کو گھر سے فارغ کرنا ضروری ہے۔''

'پیارے ابھی نہیں، ہم اسے استعمال میں لائیں گے، اسے روپے پیسے کی ضرورت لگتی ہے۔ میں نے ایک دو مرتبہ اس کی جھلک بھی دیکھی ہے، ہماری بلیو فلموں میں خوب چلے گی، اس سے دوستی کرو، اپنا اعتماد قائم کرو۔۔''

میں نے حیرت سے عبدل کو دیکھا ہے اور دیکھتا ہی جا رہا ہوں، وہ مسکراتا ہوا سگرٹ پی رہا ہے۔

'فلم میں اس کا ساتھ کون دے گا؟''

بے شمار نوجوان ہیں جو دوطرفہ بھوک کا شکار ہیں۔ اگر دونوں بھوکیں ایک ہی وار سے سیر ہو جائیں تو یہ ثواب کی بات ہے۔''

''عبدل لگتا ہے کہ انسانیت اور اخلاق تمہیں چھو کر نہیں گئے، ہمیشہ ان چکروں میں رہتے ہو''

''میں نفسیاتی طور پر بیمار ہوں اپنا علاج کر رہا ہوں''۔

''میں نے دو تین مرتبہ سختی سے کہا ہے کہ وہ میرا مکان خالی کر دے کیونکہ مجھے کرایہ نہیں دے رہی۔ صرف ایک مہینے کا کرایہ دیا ہے۔ عبدل صاحب وہ میری جان کے درپے ہے، اس کا حرامی پلے نے بدمعاش میرے یہاں بھیجے تھے، اب خود ہی اس نے مہلت مانگ لی ہے کہ وہ ایک مہینے میں مکان خالی کر دے گا، لیکن مجھے شک ہے کیونکہ اس کی

رخصتی کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ میں نے اسے تڑی لگا دی ہے کہ میں اخبار نویس ہوں، رات کو یہاں چکلہ کھل جاتا ہے۔''

''یہ دھمکی چلے گی- شاہ جی صبر سے کام لیں،،

''نہیں مجھے اپنی بے بسی پر غصہ آ رہا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکا حالانکہ میرے ہاتھ میں موو زر تھا اور میری انگلی گھوڑے پر تھی- مجھے ذاتی دفاع کا حق تو حاصل ہے-،،-

''یار ایک سکیم میرے ذہن میں آئی ہے، نعیمہ کو اس کے گھر بھیجتے ہیں، تمہارے مطابق یہ اس بجو کی وسری شادی ہے اور ہفتے میں وہ دو مرتبہ اس سے مجامعت کرنے آتا ہے، اس نے یہ زندگی کیوں قبول کی- اس پر فیچر بن جائے گا تم اسے کسی اخبار میں چھپوا دینا- اس ایکسر سائز کا مقصد اس کے اندر کا حال جاننا ہے کہ وہ کس قماش کی عورت ہے، باقی اسے رام کرنا یا راہ راست پر لانا میرا کام ہے-،،

''سنو سٹوپڈ، بیچاری مظلوم عورت ہے، ہائی بلڈ پریشر کی مریض ہے اگر میں پانی کی موٹر ایک لمحے کے لئے بند کر تو دو تو غصے سے پاگل ہو جاتی ہے، گالیاں بکنے لگتی ہے، بار بار سیڑھیاں اترتی ہے اور پھر واپس چڑھ جاتی ہے- ابھی پرسوں کا واقعہ ہے میں باہر جانے لگا تو بالکنی میں کھڑی تھی بدتمیزی سے کہنے لگی ''اے مسٹر میں نے تمہاری وجہ سے پانچ گولیاں ویلیم کھائی ہیں، تم میری خودکشی کی وجہ بن جاؤ گے،، میں نے اس حرافہ کی بات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا-،،

'شاہ جی اس کا مسئلہ کیا ہے،،

'یہ میں بھی سوچ رہا ہوں- مسئلہ اس کا بھی کارل مارکس لگتا ہے لیکن میرے گھر سے دفعہ ہو جائے- دو مہینے سے کرایہ نہیں دے جب میں اس کے نوکر سے مطالبہ کرتا ہوں تو وہ جواب دیتا ہے کہ امجد صاحب دیں گے، وہ اتوار کو آئیں گے- میں اتوار کو اس کا منتظر رہتا ہوں اگر اتفاق سے ملاقات ہو جائے تو وہ اگلے ادا کرنے کا جھوٹا وعدہ کر کے فرار ہو جاتا ہے- سمجھ میں نہیں آ رہا کیا کروں؟،،

''بے دخلی کا مقدمہ پیارے شاہ صاحب،،

'میرے لئے ایک نیا جہنم، میں نے کیا سوچا تھا--؟،،

''جو وہ چاہتی ہے وہ کردو،،

''نہیں یار اسے مردوں کی کمی نہیں ہے- مجھے اپنی آمد کے دوسرے دن ہی کہنے لگی- اصل میں امجد کاروبار کرتا ہے، اس کے گاہک اور ملاقاتی پیچھے آتے ہیں میں ہی ان سے ڈیل کرتی ہوں- وہ دوسرے شہروں سے آتے ہیں بعض اوقات وہ رات بھی یہیں رہتے ہیں میرے لئے یہ بات کچھ عجیب سی تھی- ایک ہفتے کے بعد ملاقاتیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا- میں نے ایک بات نوٹ کی کہ اس کے ملاقاتیوں میں زیادہ تر بوڑھے اور ادھیڑ عمر کے آدمی تھے جو گئی رات تک بیٹھے کچھ کرتے رہتے یں ان کی سرگرمیوں کی جاسوسی کرتا رہتا لیکن کچھ سراغ نہ ملا- میں نے ایک اور طریقہ اختیار کیا، میں کرسی لے کر بیرونی صحن میں لیمپ جلا کر بیٹھ جاتا اور کتاب پڑھنے کا بہانہ کرتا اور ہر ملاقاتی کا جائزہ لیتا، ہر ایک ہاتھ میں کھانے پینے کا سامان یا کوئی مشکوک قسم کی ٹوکری ہوتی ہے- ایک دن میں سیر کا پروگرام بنا کر صبح صبح گھر سے باہر نکلا تو دیوار کے ساتھ لگے ڈسٹ بن میں سکاچ کی دو بوتلیں اوندھی پڑی ہوئی تھیں اور بہت سے استعمال شدہ کنڈوم ایک لفافے میں تھے-یار مجھے اب اس کے معاملات سمجھ آنے لگے- رات بارہ بجے کوئی شخص سیٹیاں بجاتا اور کبھی کار کی فلیشر بتیاں جلاتا بجھاتا، وہ چپکے سے نیچے آتی اور چلی جاتی - جب اس کا خاوند ویک اینڈ پہ آتا تو دو دنوں تک اس کا کوئی مہمان نہ آتا اور وہ اس کے ساتھ ناز نخرے کرتی خوشیا برگر منرل واٹر کی بوتلیں اور نہ جانے کیا کیا کچھ لاتا- جب میں امجد سے کرایے کے لئے کہتا تو وہ بہانہ بنا کر رفو چکر ہو جاتا- میری طبیعت میں جھلاہٹ اور تیزی آتی جا رہی تھی- کرایہ بند ہو جانے سے میری معشیت بالکل تباہ ہو رہی تھی، میری گزر اوقات شمی کے بیوٹی کلینک پر

ہے۔''

''شاہ جی بڑے خوش نصیب ہو جہاں جاتے ہو آگے پیچھے عورتیں اور یہاں انہیں تلاش کرنے میں پسینہ نکل آتا ہے۔''

''شاید عورتوں کو معلوم ہے کہ ان کے لئے میرے دل میں چاہت نہیں ہے اس لئے وہ میرے آگے پیچھے پھرتی ہیں۔''

''انہیں جیسے معلوم ہو جاتا ہے؟''

''عورت بڑی شاطر جنس ہے ایک ہی نگاہ میں مرد کے ارادے کو بھانپ لیتی ہے ،اسے مرد ہمیشہ ایک خطرہ لگتا ہے''

''شاہ جی مکان تو ہم خالی کرا لیں گے ڈنڈے کے زور سے یا عدالت کے ذریعے، میری مانو اس سے محبت کا ناٹک رچاؤ جب پگھل جائے تو مکان خالی کروالو''۔

''بڑی چھٹی ہوئی عورت ہے، کبھی وہ میرے ساتھ بڑی intimate ہو جاتی ہے اور کبھی غنڈے بدمعاش لے آتی ہے، لو سنو پچھلے ہفتے میں نے حکمت عملی بدلی اور آتا جاتا اس سے سلام دعا لیتا ہوں، وہ آہستہ آہستہ مجھ سے بے تکلف ہو گئی ہے، میں اصل میں اس کا بھید لینا چاہتا ہوں۔۔''

''بڑے دن ہو گئے تمہارے میاں نے چکر نہیں لگایا،

''شاہ صاحب کام کاج میں لگا رہتا ہے دو فیملیوں کو سپورٹ کرتا ہے، میں کہتی ہوں میری جان چھوڑ دے۔ میرا حق مہر، چھ لاکھ روپیہ ہے۔''

وہ اوپر کی منزل میں اپنے کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھی اپنے ایک پستان پر مسلسل ہاتھ پھیر رہی تھی، ایک دم مجھے کہنے لگی۔۔

''شاہ صاحب آپ نے شادی نہیں کی؟''

''نہیں،،

''عجیب بات ہے آپ عورت کے بغیر کیسے زندہ ہیں یا ادھر ادھر سے گذارہ کر لیتے ہیں

،،میں اس کے لچک پن پر حیران ہوا اور اس بات کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا---

'' شاہ صاحب اس مرتبہ مجھے بڑے heavy menses آئے ہیں، اس لئے ٹانگوں میں درد ہے وگرنہ آپ کے لئے چائے بناتی، میرا ملازم صبح کا دفعہ ہوا ہے،،

''نہیں چائے کا تکلف نہیں، دراصل میرا ایک کزن امریکہ سے آ رہا ہے، اسے یہ مکان چاہیئے ہے اس کی شادی ہے،،

''آپ یہ بات امجد سے کریں وہی آپکا کرایہ دار ہے،،عبدل یہ سن کر میرا خون کھولنے لگا اور میں نے بڑی مشکل سے ضبط کیا--

''لیکن آپ لوگوں نے دو ماہ کا کرایہ بھی نہیں دیا، مجھے خود ضرورت ہے-،،

اس نے میری بات کا جواب نہ دیا اور اپنی ٹانگوں کے درمیان کھجلانے لگی، عبدل میں زنخا نہیں ہوں، مجھے بھی اشتعال آ سکتا تھا لیکن ضبط میری زندگی کی حکمت عملی رہی ہے- چند لمحوں کی لذت کے لئے ایک پوری زندگی کے جہنم میں کیوں رہوں، ایسی عورتیں ایکپلا ئیٹرز ہوتی ہیں وہ پھر جگہ جگہ ڈھونڈ را پیٹتی ہیں،،-

''شاہ جی اس کہانی کا انجام کیا ہوا؟،،

''یار تم اسے کہانی کہہ رہے ہو، میں مکان خالی کرنے کی تدبیر ڈھونڈ رہا ہوں- لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے اس عورت کی حالت پر رحم بھی آتا ہے دن کے وقت وہ کمرے بند کر کے بیٹھی رہتی ہے، میں نے اس کے نوکر کو توڑنے کی کوشش کی لیکن وہ حرامی پلہ ایک لفظ بھی اس کے بارے میں نہیں بتاتا- بہر کیف میں نے جاسوسی کر کے ایک سراغ لگالیا ہے کہ

رات کو اوپر وہ جوئے کی بیٹھک چکاتی ہے- ایک شام کو میں نے ایک بوڑھے صحافی کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا مجھ سے نہ رہا گیا چوہدری صاحب کدھر؟ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے رک گیا اور ہاتھ سے تاش کے پتے پھینٹنے کا اشارہ کیا- چوہدری مشہور جواری ہے ایک اخبار میں کام کرتا ہے- مجھے اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ گڑ بڑ عورت ہے اور کے بہت سے روپ ہیں اور اس کا حبشی خاوند اس سے بھی دبتا ہے، ایک دو مرتبہ میرے سامنے اسے گالیاں دینے لگی------لیکن ڈّلی حوا کی بیٹی ہے- کچھ دنوں کے بعد ایک اور روپ نمودار ہوا ہے-،،

''پیر بادشاہ میں سارے معاملات سمجھ گیا ہوں- بس آپ دخل نہ دینا- پہلے میں اسے ٹٹول کر دیکھ لوں پھر اسے بلیو فلموں میں لاؤں گا- پیسے کی کسے ضرورت نہیں ہے- مجھے لگتا ہے کہ وہ بیوی ہیں ہے اس کی رکھیل ہے جو اس نے اس شہر میں رکھی ہوئی ہے- بس دو ہفتے اور صبر کر لو- بینک ایک دو دنوں میں پرائیوٹائز ہو رہا ہے''ادھر مصروف ہوں-،،

ذخیرہ کتب
انیس نقوی
03142893816

۲۱

میرے یہ گمان میں نہیں تھا کہ تھا کہ ہم اتنی جلدی منتشر ہو جائیں گے۔ مَیں گذشتہ دس پندرہ دنایڈز کی بیماری کے، ٹیلیپس لکھنے اور انہیں متعلقہ ایجنسی سے منظور کروانے میں مصروف رہا۔ مَیں نے ایک دو مرتبہ عرفان صاحب کی خیریت پوچھنے کے لئے ٹیلیفون بھی کیا۔ ان کا ہر جواب مختصر تھا۔ وہ مجھے کچھ بدلے بدلے سے لگے، مَیں نے سوچا کہ مجھ سے کوئی چوک ہوگئی ہے، اس مرتبہ مَیں نے ان سے پری کے مقدمے کی تاریخ نہ پوچھی اور نہ ہی ان کے ساتھ مَیں پیشی بھگتنے گیا تھا۔

پچھلے پہر مَیں جب ان کے گھر گیا تو وہ صوفے پر دراز سگریٹ پی رہے تھے۔ مَیں نے کمرے میں ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو سوائے صوفے اور کرسیوں کے کچھ نہیں تھا، کرسٹل کا سامان آرائش غائب تھا، دیواروں پر تصویریں بھی نہیں تھی۔ کمرے کے ایک گوشے میں سر بہ مہر کارٹنوں کا ڈھیر لگا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی انہوں نے ٹانگیں سکیڑیں اور صوفے پر بیٹھ گئے، انہوں نے زرد رنگ کی سپورٹس شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ان کی شیو کچھ بڑھی ہوئی تھی، ان کے سفید اور کالے گھنگریالے بال بے ترتیب تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ برجستہ طور پر کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن مناسب لفظوں کی تلاش میں تھے مَیں نے ان کی مشکل آسان کرنے کے لئے برجستہ طور پر کہا۔

''عرفان صاحب، مَیں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ یکا یک کہاں کی تیاری؟''

عرفان صاحب بدستور سگریٹ پیتے رہے اور مسکراتے رہے لیکن کوئی جواب نہ دیا۔

عرفان صاحب آپ جواب کیوں نہیں دیتے، کوئی نیا مسئلہ درپیش ہے؟''

''شاہ صاحب ایک فیصلے نے سب مسئلے ختم کر دیئے ہیں۔''

''اس مرتبہ مقدمے میں کچھ خرابی ہوئی ہے۔''

''نہیں، مَیں نے مقدمے سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

مَیں کچھ اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ عرفان صاحب صوفے سے اٹھے، سامنے الماری یں سے بے رنگ واڈکا کی بوتل نکالی۔ دو چھوٹے چھوٹے پیگ میز پر رکھے، اور پانی کی بوتل کا ڈھکنا کھول دیا۔

گذشتہ ایک ڈیڑھ برس میں عرفان صاحب سے میری کافی بے تکلفی ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود مجھے اپنی حد کا ہمیشہ احساس رہتا ہے۔ باتیں کرتے کرتے ایک دم کافی دیر کے لئے خاموش ہو جانا ان کی ناپسندیدگی کا اظہار تھا۔ وہ کمپنی کے دفتر میں ہفتے میں تین مرتبہ آتے۔ کچھ ٹیلیفون کرتے اور کچھ ان کے میل ملاقاتی آجاتے جن میں سے اکثر بینک میں کام کرنے والے ہوتے جو ان سے چھوٹے چھوٹے کاموں کی سفارشوں کے لئے کہتے۔

''شاہ صاحب ریٹائرمنٹ بھی ایک عجب تجربہ ہے! ایک طویل روٹین میں سے گزرنے کے بعد عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں۔ ایک صبح آپ کو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اب کبھی دفتر نہیں جانا، ان لوگوں سے نہیں ملنا جن کے ساتھ عمر بھر کا ساتھ رہا، ایک دو دنوں کے بعد ہی اپنے ناکارہ اور بے مصرف ہونے کا احساس مغلوب کرنے لگتا ہے، دوست، رشتہ

دار، ساتھی سب پیچھے ہٹنے لگتے ہیں۔ شاہ صاحب کیا بتاؤں بیوی بچے سب سرد مہر ہو جاتے ہیں، کیونکہ وہ سہولتیں جو آپ نے فراہم کی ہوتی ہیں، وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ گھر کا ہر فرد آپ سے چڑ کر بولتا ہے۔ پھر یہ نوبت بھی آتی ہے۔

''سارا دن پلنگ پر لیٹے رہتے ہو، جاؤ کوئی کام کاج کرو، گھر کے اخراجات میں تنگی ہے'' عرفان صاحب ایک دم بولتے بولتے خاموش ہو گئے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ اور باتیں کریں۔

''عرفان صاحب اب تو زندگی گزر چکی ہے۔''

''اسی کا ماتم کر رہا ہوں، نہ جانے کن گھروں میں شادی خانہ آبادی ہوتی ہے، میری تو بربادی ہی بربادی، مَیں جو مالی طور پر افورڈ نہیں کر سکتا تھا، وہ پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا، مَیں نے چھوٹی چھوٹی باتوں مین اپنا آپ کھو دیا۔ مجھے کیا ملا۔؟ مَیں بوڑھا ہو گیا ہوں، بیمار بھی رہتا ہوں، مجھے وہ دن یاد آ جاتے ہیں جب مَیں بینک میں ملازمت کرنے سے پہلے ایک دور دراز کے کالج میں پڑھتا تھا تو ایک مکان کے پورشن میں رہتا تھا، الف سے ے تک کام خود ہی کرنے پڑتے تھے، ایک زمانہ گزر گیا ہے، محنت کی، کچھ کمایا، کچھ پوزیشن حاصل کی، اب جب ہڈیاں زیادہ بوجھ نہیں سنبھال نہیں سکتیں سب کچھ خود ہی کرنا پڑتا ہے مَیں اسی سوچ میں تھا کہ پری کس طرح واپس جائے گی، وہ برآمدے میں بارش کی بوچھاڑ سے بھیگی ہوئی اپنی ماں کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی، مَیں اسے پیار کرنا چاہتا تھا لیکن متذبذب تھا کہ وہ اس کی ماں میری بے عزتی نہ کر دے۔

''مَیں تم لوگوں کو بارش میں چھوڑ آتا ہوں''۔

''ٹھیک ہے جی'' اس کی ماں نے میکانکی طریقے سے کہا

راستے میں کوئی بات نہ ہوئی۔ مَیں نے صرف اتنا کہا۔

''مَیں پری کا ایک سال کا خرچ کا چیک تمہیں بھیج رہا ہوں''۔

''ٹھیک ہے جی''۔

مَیں نے کار میں سے اتر کر پری کو گود میں اٹھایا، اس کے ماتھے کو چوما، میری آنکھوں میں آنسو آ گئے جو سیاہ چشمے سے پیچھے میرے رخساروں پر رینگنے لگے۔مَیں نے جلدی سے رومال نکالا اور آنسو صاف کئے۔اس کی ماں حیرت سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

باتیں کرتے کرتے عرفان صاحب کی آواز معدوم ہوگئی ہے۔مَیں نے نوٹس کیا ہے کہ گفتگو کے دوران انہوں نے تین پیگ پی لئے ہیں اور اب ان کی حرکات وسکنات میں ارتعاش ہے، وہ بہ مشکل صوفے سے اٹھ کر رائٹنگ میز کی طرف گئے ہیں اور اس کے دراز میں سفید رنگ کا لفافہ نکالا ہے، اس کے اندر جھانک کر دیکھا ہے پھر مطمئن ہوکر یہ لفافہ میری طرف بڑھا کر کیا۔

''شاہ صاحب یہ پچاس ہزار کا پہلا چیک ہے، جو کمپنی کا ڈپٹی مینجر دے گیا تھا۔ صابن کے اشتہار دے گیا تھا۔مَیں نے دوسرے اشتہار کی ادائیگی کے لئے بھی اصرار کیا ہے، سب لوگ نعیم کے چہرے مہرے کی بہت تعریف کرنے ہیں، یہ سب آپ کا کمال ہے۔ ''

''نہیں عرفان صاحب یہ سب آپ کی بدولت ہے، یہ چیک اپنے پاس رکھیں، ہم آپ کی جگہ اور آپ کے تعلقات استعمال کرر ہے ہیں۔''

''کوئی بات نہیں''انہوں نے مسکرا کر کہا اور چیک میز پر رکھ دیا

وہ خاموشی سے وہسکی پی رہے تھے۔ کمرے میں مدہم روشنی تھی، کمرے میں قدرے گھٹن تھی۔ اکتوبر کے مہینے کی قدرے خنکی کے باوجود پنکھا چل رہا تھا۔ عرفان صاحب نے مجھے خاص طور پر بلایا تھا، ان کے سفر کی تیاری دیکھ کر مجھے یہاں بلانے کی وجہ

سمجھ آنے لگی ہے۔

''عرفان صاحب کدھر کا ارادہ ہے؟''

''مالٹا، وہاں میرا ایک کزن ڈاکٹر ہے، چھڑا چھانٹ ہے، مجھ سے پانچ سال چھوٹا ہے، بچپن سے اس سے دوستی ہے۔ گاہے گاہے اس کے ٹیلیفون آتے رہتے ہیں، آج کل بخار رہتا ہے، مجھے بار بار بلا رہا تھا۔ مَیں نے سوچا چلو میاں عرفان اب اس نگر کو چلیں جہاں اجنبی رہتے ہیں، شناساؤں سے دل بھر گیا ہے، عرفان صاحب کے لب ولہجہ سے مَیں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ وہ تیزی سے نشے کی لپیٹ میں آ رہے ہیں۔

''عرفان صاحب، مَیں نہیں سمجھ پایا، آپ پری کے لئے نیچے سے اوپر کی عدالتوں تک گئے، ابھی مقصود کے خلاف خرچے اور واپسی جہیز کے مقدمات چل رہے ہیں۔ اگر آپ چلے گئے تو ---''

''یہ دنیا بھاڑ میں جائے اور وہ رشتے بھی۔ جو انسان حماقت کے لمحات میں تخلیق کرتا ہے۔ زندگی تنہائی سے بچنے کا کھیل ہے۔ پری میرے خاندان کا آخری نشان ہے۔ یہ انا کا مسئلہ نہیں تھا۔ مَیں اس کی پاگل ماں کے آسیب سے اسے بچانا چاہتا تھا، مَیں اسے حاصل کرنا چاہتا تھا، مَیں اس کی بہتر پرورش کر سکتا ہوں۔ پھر مَیں نے سوچا کہ اسے ماں کی ضرورت ہے، ادھر صاحبزادے دوسری شادی کی سوچ رہے ہیں۔ مَیں نے کہا میم سے کر لو، وہ کہتا ہے میمیں گشتیاں ہوتی ہیں۔ مَیں اس کی پہلی شادی کا نتیجہ بھگت رہا ہوں۔ مَیں نے اسے کہا کہ اپنی ماں سے بات کرو، اس نے جواب دیا۔ ماں تو ثواب کمانے گئی ہوئی ہے۔ خیر، اب زندگی کی ہر مصروفیت سے، ہر انسان سے، بلکہ اپنے آپ سے بھی دستبردار ہونے کا حملہ آ گیا ہے۔ پچھلی پیشی پر بہت بارش تھی۔

عرفان صاحب نے اپنی آنکھوں کو بمشکل کھول کر اپنی رسٹ واچ دیکھی، مَیں

ان کا اشامدہ سمجھ گیا-مَیں نے چیک اپنے تھیلے میں ڈالا ،میز پر سے سگریٹ کی ڈبیا اٹھائی اور جانے کی تیاری کرنے لگا-

''شاہ صاحب ،خیال تھا کہ جانے سے پہلے ہم ایک بہت زبردست گیٹ ٹو گیدر کریں گے ، پھر ایک دوسرے سے بچھڑ جائیں گے- نہ جانے کتنے لوگ ملتے ہیں اور کتنے بچھڑ جاتے ہیں ،شاید انسان بچھڑنے کے لئے ملتا ہے-لوگ تو بچھڑ جاتے ہیں لیکن ان کی یادیں سایوں کی طرح ادھر ادھر منڈلاتی رہتی ہیں-''

''عرفان صاحب آپ تو ہم سب کو چھوڑ کر جا رہے ہیں ، یہ ہمارے معاملات کیسے چلیں گے-''

''مَیں نے اپنے چھوٹے بھائی وحید کو بلایا ہے- آپ کا جب تک جی چاہے دفتر استعمال کریں جب بند کرنا ہو تو اس کی وحید کو اطلاع دے دیں-

''عرفان صاحب' مَیں نے دونوں ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا-

''الوادع'' آپ جیسے لوگ کہاں؟

انہوں نے مجھے گلے لگا لیا ''نعیمہ ہور عبدل کو میرا بہت بہت سلام ،مَیں سب کچھ یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں ، مجھے ڈھونڈنے والا کوئی نہیں ہوگا ،وحید کو ہی اس کمرے کی چابی دے رہا ہوں ،اسے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ مقصود یا میری بیگم اگر آئیں یا میرے بارے میں پوچھیں تو لاعلمی کا اظہار کرے ،مَیں نے سب کچھ اور سب کو چھوڑ دیا ہے-خدا حافظ ____-

۲۲

میں پچھلے چار دنوں سے عبدل سے مسلسل رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن کوئی اتہ پتہ نہیں- بینک کئی مرتبہ ٹیلیفون کیا تو ہر مرتبہ یہی جواب ملتا ہے باہر گئے ہوئے ہیں- گھر میں ٹیلیفون کرو تو یہی جواب ملتا ہے ابھی ابھی باہر نکلا ہے- عبدل روزانہ اپنے والدین کو ملنے کے لئے شہر جاتا ہے لیکن رات کو سوتا اپنے فلیٹ میں ہے- میں نے ایک دو مرتبہ عرفان صاحب سے بھی رابطہ کیا پھر یاد آیا ہے کہ وہ تو چلے گئے ہیں- میں نے ایک دو مرتبہ نعیمہ کے موبائیل پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بند ہے- مجھے یہ سب کچھ پراسرار لگ رہا ہے کہ میرا سب سے رابطہ کیوں کٹ گیا ہے- میں نے نعیمہ سے کافی واضح حد تک شمی کا واقعہ بیان کر دیا تھا- وہ میری بات سن کر خاموش ہو گئی تھی- میں انتظار میں تھا کہ مجھے شمی کا ٹیلیفون آئے گا کہ اس کا بزنس متاثر ہو رہا ہے- اسے ایک اچھے فوٹوگرافر کی ضرورت ہے- لیکن نعیمہ کا ٹیلیفون آیا نہ شمی کا- ظاہر ہے اس نے اور فوٹوگرافر رکھ لیا ہوگا- میں نے غلطی کی- میری یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ شمی کے پاس سب کچھ ہے-- اس کی ہر طرح کے لوگوں تک رسائی ہے، وہ پیشہ ور لڑکیاں بھیج کر ہر طرح کے کام کروا سکتی ہے- اسے مجھ میں کیا fascination نظر آتی ہے- میں اب اتنا جوان بھی نہیں ہوں- پہلی مرتبہ میری زندگی میں مالی سہولت کا دور آیا تھا- چند منٹوں کی بات تھی، جھک ہی مارنی تھی کیا

فرق پڑتا تھا- کسی کی خواہش کو پورا کرنا بھی تو انسان دوستی ہے- دو تین مہینوں میں ہی وہ مجھ پر اعتماد کرنے لگی تھی- جب کیش جمع کرانا ہوتا تو مجھے بینک اپنے ساتھ لے جاتی - وہ کرسی پر جا کر بیٹھ جاتی اور اس کی ہدایات کے مطابق بینک کے سارے معاملات نپٹا تا- آجکل بے اعتباری کا زمانہ ہے لیکن وہ مجھ پر اعتماد کیوں کر رہی ہے؟ میں بھی اسے دھوکہ دے سکتا تھا' اس کے گاہک توڑ سکتا تھا' اس کے یہاں کام کرنے والیوں کو ورغلا سکتا تھا' انہیں شادی کا چکمہ دے کر زنا کر سکتا تھا- لیکن شمی نے دیکھا کہ میں نے کچھ نہیں کیا' میں ایک کدو قسم کا انسان ہوں- ہوسکتا ہے وہ میرے وجود میں کسی اور کو آئیڈیلائز کر رہی ہو- وہ مجھے کیا دھوکہ دے سکتی ہے وہ عمر کی منزل میں ہے جب جبلتوں کے تقاضے ماند پڑنے لگتے ہیں- بظاہر اس کی شخصیت میں کسی اوچھے پن کا سراغ نہیں ملا- اس نے زندگی کو ایک چیلنج کے طور پر قبول کیا ہے- ایک شام اس کی ملازم دو بیوٹیشنز جو اس سے ناراض ہیں میرے کمرے کے دروازے کے ساتھ لگی باتیں کر رہی تھیں- ان میں سے ایک کو کسی اور بیوٹی پارلر میں زیادہ پیسوں کی آفر ہے' وہ اس بارے میں بحث کر رہی تھیں

''اس بیوٹی پارلر کا مالک مرد ہے اور اپنی نگرانی میں کام کرواتا ہے-''

''یار مرد موقعہ ملتے ہی ازار بند پر ہاتھ ڈال دیتے ہیں-''

''نہیں یار' مرد پہلے عورت کی مجبوری کا جائزہ لیتا ہے اور پھر اسے یقین دلاتا ہے کہ صرف وہی اسے بھنور سے باہر نکال سکتا ہے- عورت جلدی یقین کر لیتی ہے''-

''عورت انکار کیوں نہیں کر دیتی-''

''ضرورتیں اور کیا؟-''

''یار میڈم اس معاملے میں سخت ہے وہ یہاں ہر کام کرنے والی کا دھیان رکھتی ہے- کام کے دوران کوئی باہر کا مرد انہیں نہیں مل سکتا-''

''ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور- اس کے تین روپ ہیں- پہلا روپ ایک مظلوم عورت کا ہے جس کا خاوند عین جوانی میں اسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے- اس کا دوسرا روپ ایک ہنس مکھ اور خلیق بزنس وومن کا ہے جو صاف ستھرا بزنس کرتی ہے اور اصولوں پر چلتی ہے- اس کا تیسرا روپ اس وحشی عورت کا ہے جو دن میں تین مرتبہ سیکس کرتی ہے اور ویا گرہ کھاتی ہے- سنا ہے وہ اپنے خاوند سے بدسلوکی کرتی تھی- چونکہ اس کی آمدنی بہت کم تھی اسے مارتی اور گھر کا کام کرواتی تھی' پھر ایک امیر آدمی سے یارانہ ہو گیا جو گھر میں اس کے خاوند کی موجودگی میں اس سے سیکس کرتا تھا' وہی اسے یورپ لے گیا تھا-''

ان باتس میں کہاں تک سچائی ہے مجھے اس میں اب کوئی دلچسپی ہیں ہے کیونکہ میں اسے چھوڑ آیا ہوں- اب مجھے از سر نو زندہ رہنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے- بیٹھے بٹھائے رزق چھن گیا ہے- لیکن ایک بات ہے میں ایک جگلو کا رول ادا نہیں کر سکتا- مجھے زندگی میں اس سے بہت بہتر عورتوں کے قرب کا موقعہ ملا ہے لیکن میں نے عورت سے جفت ہونے سے انکار کر دیا ہے- یہ نہیں کہ میں بدنی یا ذہنی طور پر بیمار ہوں- بہت سے لوگ ہیں- جو شادی نہیں کرتا وہ مر تو نہیں جاتا، ہر ایک کا زندہ رہنے کا کوئی نہ کوئی فلسفہ ہوتا ہے- میرا فلسفہ اکیلاپے کا ہے، ایک گرہستی سے انکار کا ہے- تمام رشتوں کی بنیاد افادیت پر ہے اس لئے رشتوں کا افادی تعلق کہنا زیادہ بہتر ہے- میں اگر ہر طرح کے انکار میں رہتا ہوں تو پھر میں کس لئے زندہ ہوں' شاید ایک حیاتیاتی عمل کو مکمل کرنے کے لئے جس کو میں نے شروع نہیں کیا تھا جس کو میں صرف خودکشی کے ذریعے مکمل کر سکتا ہوں- خودکشی ایک احتجاج نہیں ہے' یہ زندگی کے مصرف ہونے کا ایک استدلال ہے- زندگی تو ایک شعور ہے اور خودکشی اس چراغ کو بجھا دیتی ہے- میں زندگی اور موت کی بحث میں کیوں الجھ گیا ہوں- جب اپنی مرضی سے زندگی بسر کرنے کا اختیار نہ ہو اور آدمی دوسروں کے ایما پر

زندگی بسر کر رہا ہو تو یہ اس شعور کی موت ہے جو اپنے جداگانہ وجود پر اصرار کرتا ہے۔

صبح گیارہ بجے پرل کا ٹی روم بے آباد ہوتا ہے۔ یہاں بیٹھ کر ہوٹل میں آتی جاتی مخلوق کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ میں اخبار کی طرف سے یا پرائیوٹ طور پر فوٹوگرافی کرنے کے لئے بے شمار مرتبہ یہاں آ چکا ہوں یہاں تماش بین قسم کے لوگ اونچے طبقے کی عورتیں تاڑنے کے لئے آتے ہیں۔ ایسے لوگ احمق ہیں۔ یہاں اونچے اور نیچے طبقے کی عورتیں ایک ہی طرح کی ہیں۔ بھڑکیلے کپڑے، بھدی آوازوں میں اونچی اونچی باتیں کرنا، مردوں کو چور نگاہوں دیکھتے ہی ناراض عورتوں کی طرح منہ بنا لینا، بار بار اپنے سینوں کو ڈھانپ کر مردوں کو متوجہ کرنا۔۔

صبح کے وقت پرل کا ٹی روم بے آباد ہوتا ہے تیسرے پہر یہاں رونق ہوتی ہے۔

آج صبح صبح عبدل کا ٹیلیفون آیا تھا۔ اس نے پہلی بات یہی پوچھی تھی کہ کرایہ دار چلا گیا ہے۔ میں نے کہا تھا رات کو اوپر مکان میں کافی ہلچل تھی۔ اگر چلے گئے تو مجھے گھر کی چابی اور کرایہ وغیرہ دے کر جاتے"

اچھا گیارہ بجے پرل کے ٹی روم میں بات کریں گے"۔

میں ٹی روم کے دروازے میں کھڑا ہو کر عبدل کو لوکیٹ کر رہا ہوں۔ وہ ایک گوشے میں نیا سوٹ پہنے بڑے افسرانہ انداز سے سگرٹ پی رہا ہے۔ میں فوراً اس کی قلب ماہیت کی وجہ سمجھ گیا ہوں۔ وہ بہت جلدی اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے۔ میں اپنی آمد کا اعلان کئے بغیر اس کے سامنے خاموشی سے بیٹھ گیا ہوں۔ وہ بدستور ایک انداز کے ساتھ سگرٹ پی رہا ہے اور مجھے نظر انداز کرنے کا بہانہ کر رہا ہے۔

"مجھے معلوم ہے تم نے بینک کی نئی انتظامیہ کے پاس بینک کے راز فروخت کر چکے ہو، مجھے معلوم ہے کہ تم افسر بن چکے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میری کرایہ دارنی سے

مجامعت کر چکے ہو اور اس کی بھانجی کو بھی استعمال میں لے آئے ہو- وہ میرا تین مہینوں کا کرایہ مار کر بھاگ گئے ہیں اور لمبا چوڑا بل اس فقیر کے لئے چھوڑ گئے ہیں-تم نے مجھ یہاں کیوں بلایا ہے-،،عبدل نے سلوموشن میں اپنی گردن کو موڑ کر میری طرف منہ کیا ہے اور میری طرف حقارت سے اس طرح دیکھا ہے جیسے مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو- اس کی ایکٹنگ کا یہ انداز دیکھ کر میں آستینیں چڑھانے لگا ہوں- وہ ایک دم کرسی سے اٹھا ہے-

''بینک بابو ہوش میں آؤ،،-

''پیر بادشاہ، معافی،، وہ تیزی سے صوفے سے اٹھا ہے اور میر گھٹنے پکڑ لئے ہیں--

''میں ذرا ریہرسل کر رہا تھا-،،

''بہت مصروف رہا- یار میں ایک ہفتہ منظر سے ہٹا تو بہت سے معاملات خراب ہو گئے ہیں- پہلی بات یہ بتاؤ کہ تم نے شمسی سے جھگڑا کیوں کیا؟،،

میں ہکا بکا ہو گیا ہوں کہ اسے کیسے معلوم ہوا ہے--

''تمہیں کیسے علم ہے؟،،

''نعیمہ نے سرسری طور پر مجھے ٹیلیفون پر بتایا تھا کہ میں تمہیں سمجھاؤں- روپے پیسے کو کیوں ٹھوکر مارتے ہو-،،عبدل نے قدرے عیاری سے کہا-

''وہ مجھے بھی ٹیلیفون پر کہہ سکتی تھی- اچھا تو تمہارا اس سے بھی رابطہ ہے-،،

''نہیں کوئی خاص نہیں، بس دو ایڈورٹائزمنٹس بنانے کے سلسلے میں بات چیت ہوتی ہے-،، یہ سنتے ہی مجھ ایک اور طرح کی تشویش شروع ہو گئی ہے-

''یار شمسی سے اختلاف کس بات پر ہوا تھا؟،،

''تم آجکل مصروف ہو پھر بتاؤں گا- اس کا اختصار یہ ہے کہ وہ وہ مجھے جگلو

''تم آجکل مصروف ہو پھر بتاؤں گا - اس کا اختصار یہ ہے کہ وہ وہ مجھے جگلو بنانا چاہتی ہے- کہ میں اس کی ملازمت کے ساتھ ساتھ دن میں ایک دو مرتبہ اس کے ساتھ ہمبستری بھی کروں-،،

''پیر بادشاہ اس سے بہتر آفر کیا ہو سکتی ہے-،،

''شٹ اپ عبدل- میں کسی کے سامنے برہنہ ہونا نہیں چاہتا اور نہ ہی کسی کو برہنہ کرنا چاہتا ہوں- اچھا یہ بتاؤ کہ اس حرافہ کو تم نے کیا سنگھایا کہ راتوں رات سامان لے کر چلی گئی ہے اور میرے ساتھ معاملہ طے نہیں کیا- میں اس کے خاوند کے خلاف کرایوں کی وصولی کا دعوی کروں گا-،،

''چھوڑو پیر بادشاہ ان کے جتنے پیسے بنتے ہیں وہ میں تمہیں ادا کردوں گا- میں نے اسے بلیو فلم کے لئے بک کرلیا ہے- معاملہ دس ہزار میں طے ہوا ہے- اب کسی نوجوان کی تلاش ہے- بہت سے تیار ہیں لیکن سب کی شرط ہے کہ ان کا چہرہ نہ دکھایا جائے-،،

''عجیب بات ہے ایک نہایت ہی شخصی فعل کو یہ لوگ برملا اور وہ بھی کیمرے کے سامنے کس طرح ادا کر سکتے ہیں- تم نے کسی کیمرہ من کا بندوبست کیا ہے-،، میں نے نہایت سنجیدگی سے اسے کہا ہے- اس نے افسرانہ طریقے سے کش لیا ہے- اپنی ٹائی کی ناٹ درست کی ہے- اور گلے کو صاف کیا ہے- ایک دم اپنا لہجہ بدل لیا ہے-

''مسٹر شاہ، تم یہ کام کرو گے- اپنی اخلاقیات کو جیب میں رکھو- تم نے گھوم پھر کر دیکھ لیا کہ ہماری سوسائٹی جو اپنے کو نیم مذہبی کہتی ہے اور مشرقی روایات کی پاسداری کے نعرے لگاتی ہے اس کے اندر کیا ہو رہا ہے- عورتوں کی تعداد بڑھ گئی ہے- نوکریاں نہیں ہیں- مہنگائی نے زندہ رہنا محال کر دیا ہے بے ہنر اور باہنر عورت کے پاس اپنی ضرودیات کو آسانی سے پورا کرنے کے لئے اب جسم کا حربہ رہ گیا ہے تعلیم یافتہ عورتوں نے کئی ایک

''بس کر، اپنا واہیت بھاشن بند کر- جب چاہو گے کیمرہ چلا دوں گا-''

''او میرے بھائی بہت شکریہ- اس کاروبار کی ایک اور منزل طے ہوئی-''

''عبدل شرم کر، تم اب افسر بن گئے ہو-''

''افسر ہی تو ایسی باتیں کرتے ہیں، دوسروں کی عورتوں پر نگاہ رکھتے ہیں- جہاں اور جتنے پیسے ملے وہ جیب میں ڈال لئے، جو فائدہ ہوا اٹھالیا- تمہاری سرکاری بیوروکریسی بھی تو یہی کر رہی ہے- بیوکریٹ سے کام کرنا ہو تو ایک گندی سی چھوکری لے جاؤ سب کچھ ہو جائے گا-''

''اچھا تو تم نے یہ خرافات سنانے کے لئے مجھے یہاں بلایا تھا-''

''نہیں پیارے، ایک اہم اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں''-

''کرو''-

''میں شادی کر رہا ہوں-''

''بے شک کرو-''

''پھر نہ کہنا-''

''میں نے کیا کہنا ہے-''

''میں نعیمہ سے شادی کر رہا ہوں-''

''کیا''، میں نے چیخ کر کہا ہے ''وہ تم جیسے بجو سے شادی کیسے کر سکتی ہے- میں اسے تمہاری ساری کرتوتیں بتا دوں گا-''

''پیر بادشاہ اس نے بڑی آسانی سے ہاں کہہ دی ہے-''

''میں اس سے پوچھوں؟''

''بے شک--''-

۲۳

بہت دنوں کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ میرا ذائقہ بدل چکا ہے، یہ کچھ کسیلا ہے اور کچھ کڑدا-- بہت دنوں سے میرا قلم خاموش ہے، نہ جانے کیا ہوا ہے کہ مجھے صبح و شام نیند آتی ہے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ زینب کس وقت آتی ہے اور کس وقت گھر کا کام کاج کر کے چلی جاتی ہے- میرا خیال ہے میں غنودگی میں اٹھتا ہوں اور کھانا کھا کر سو جاتا ہوں میری گردن اور شانوں میں مسلسل اکڑن ہے- شاید میں بیمار ہوں اور میرا علاج کیا جا رہا ہے، شاید عبدل میری دیکھ بھال کرتا ہے- ہوسکتا ہے نعیمہ میرے سرہانے بیٹھی رہتی ہو اور شام کو چلی جاتی ہو- یہ سب کچھ کیا ہوا اور کیوں ہو رہا ہے؟ -اگرچہ میں کافی نقاہت محسوس کر رہا ہوں لیکن میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنی نیند کو جھٹک کر گھر سے باہر نکلوں گا - یہ جاننے کے لئے کہ میں اسی دنیا میں ہوں اور میرا انتقال نہیں ہوا- کاپی اور پینسل پکڑ لی ہے، اپنی روداد کی چند ایک سطریں لکھی ہیں کہ سر چکرانے لگا ہے- میں اسے ادھوری نہیں چھوڑنا چاہتا، میں اسے کبھی نہ کبھی کام میں لاؤں گا-

وہ صاحب کدھر گئے؟ اگر میں بیمار ہوں تو میری عیادت کے لئے انہیں آنا چاہئیے تھا- کیا نام تھا ان کا؟ میرا حافظہ کمزور ہوتا جا رہا ہے- جو کچھ میں نے دیکھا تھا اور میں جن لوگوں سے ملا تھا کہیں وہ خواب یا ہذیان تو نہیں تھا- اوہ، ان کا نام یاد آ گیا ہے عرفان

صاحب، ان کا مسکراتا ہوا چہرہ تیرگی میں نمودار ہوا ہے، وہ حسب معمول دھیمے لہجے میں کہنے لگے ہیں--

''شاہ صاحب آپ ہمیں اتنی جلدی بھول گئے ہیں، آپ کو تو ہمارا نام بھی بڑی مشکل سے یاد آیا ہے- میں مالٹا پہنچ گیا ہوں- ابھی زندگی شروع نہیں کی- آپ کی کمپنی چل رہی ہے یا نہیں، نعیمہ اور عبدل کو میرا اسلام کہیئے-،، میں نے عرفان صاحب کی باتیں سن کر سگرٹ سلگا لیا ہے اور دونوں کانوں کو انگلیوں سے صاف کیا ہے جیسے ان کی آواز کی بازگشت میرے کانوں میں گھوم رہی ہے- کمرے میں مکمل خاموشی ہے لیکن اس کے باوجود گھٹی گھٹی سی آواز مجھے زچ کر رہی ہیں ان میں ایک آواز یقینی طور پر میری بہن کی ہے لیکن اسے گزرے ہوئے تو چھ ماہ ہو چکے ہیں، وہ میری مزاج پرسی کے لئے خود نہیں آ سکی؛ شاید اس نے اپنی آواز بھیج دی ہے- اس کی آواز ابھی تک فضا میں منڈلا رہی ہے- میں نے ایک جگہ پڑھا ہے آوازیں لہروں کی صورت میں فضا میں موجود رہتی ہیں- سائنس دانوں نے مختلف طریقوں سے ان آوازوں کو ریکارڈ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی- میرا خیال ہے وجدان کے ذریعے ان آوازوں کو کم سے کم شناخت کیا جا سکتا ہے- میں بستر سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں جھانکنا چاہتا ہوں لیکن نقاہت اتنی ہے کہ میں اٹھ نہیں سکتا-

میرے کمرے میں لیمپ جل رہا ہے، سامنے کلاک نے شام کے سات بجائے ہیں- مجھے دوسرے کمرے سے عورتوں کی مدہم آوازیں سنائی دے رہی ہیں- یہ کون ہو سکتی ہیں؟ میں نے انہیں پہچاننے کی کوشش کی ہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی- مجھے بس اتنا یاد ہے کہ کچھ دن پہلے میرا سر چکرایا تھا اور میں نیچے گر گیا تھا- اس وقت مائی زینب گھر کا کام کر رہی تھی اس نے شاید عبدل وغیرہ کو اطلاع دی تھی اسی لئے میرے سرہانے کے پاس میز پر

کافی دوائیں رکھی ہوئی ہیں- اگر میں واقعی بیمار ہوں تو مجھے اکیلا کیوں چھوڑ دیا گیا ہے؟۔

میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ڈرائنگ روم کے دروازے میں میری بڑی بہن اور نعیمہ کھڑی مسکرا رہی ہیں، مجھے یقین نہیں آ رہا، میری بہن کو مرے تو چھ ماہ ہوئے ہیں اور وہ نعیمہ کو کیسے جانتی ہے؟،،

،،نعیمہ، تم یہاں--؟،،

''آپ کی طبیعت پوچھنے، شکر ہے آپ نے ہمیں پہچان لیا ہے،،-

''لیکن باجی آپ کو تو فوت ہوئے چھ ماہ ہو گئے ہیں آپ یہاں کیسے--؟،،

وہ بے اختیار ہنسنے لگی ہے اور نعیمہ بھی مسکرا رہی ہے--

''اب تمہاری شادی کرنا ضروری ہے آخر کوئی تو تمہاری دیکھ بھال کرے، تمہارا علاج ضروری تھا، میں کئی دنوں سے تمہاری حرکات کا جائزہ لے رہی تھی- اگر تم فوراً بے ہوش نہ ہوتے تو تمہاری بیماری کا پتہ نہ چلتا،،

'آپ دوسرے جہان سے آ کر مجھے میری بیماریاں گنوانے لگی ہیں،،-

''شاہ صاحب، دھیرے بولیں،، نعیمہ نے کہا ہے''آپ کو نیند آنی بالکل بند ہو گئی تھی، آپ ساری رات ڈرنک کرتے تھے اور کچھ لکھتے رہتے تھے آپ کو آرام کی ضرورت تھی- ایک ماہر سائیکاٹرسٹ نے ایک ہفتہ آپ کا علاج کیا ہے اور آپ بہتر ہیں،،

'نعیمہ تم نے چپ کر کے عبدل سے شادی کر لی اور مجھے بلایا تک نہیں،، نعیمہ نے قدرے شرما کر کہا

''کون عبدل، میں تو اسے جانتی بھی نہیں،،-

''اب تم کہو گی کون عرفان صاحب،،-

''میں انہیں بھی نہیں جانتی،،-

''یہ بھی غلط ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ دو پبلسٹی فلمیں بنائی ہیں،،۔

''شاہ صاحب آپ کو کیا ہو گیا ہے، میں اخبار میں کام کرتی ہوں،،۔

''لیکن وہ تو کب کا بند ہو چکا ہے۔،،

''نہیں وہ باقاعدہ نکل رہا ہے۔سب آپ کی کمی محسوس کر رہے ہیں،،

''باجی اوپر جا کر دیکھیں وہ حرافہ کرائے دارنی یہاں سے دفعہ ہو گئی ہے یا ابھی تک ٹکی ہوئی ہے، اس نے مجھ پر حملہ کرانے کی کوشش کی ہے۔،،

''اوہ مائی گاڈ،، میری بہن نے یہ کہہ کر نعیمہ کی طرف دیکھا ہے۔

''نہیں بابا میں ٹھیک ہوں،،۔

''پھر یہ الٹی سیدھی باتیں کیا کر رہے ہو؟۔،، میری بہن نے مجھے مخاطب کیا ہے۔

''یہ سب باتیں سیدھی ہیں عبدل عرفان، شمی وغیرہ سب موجود ہیں اور میں ان کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں۔،،

''شاہ صاحب یہ سب وہم ہے، آپ کی سوچ ہے۔،،

''آپ کے بیمار ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی معاملات اسی طرح چل رہے ہیں، یہ لوگ جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں نہ جانے کہاں سے آپ کے دماغ میں ٹپک پڑے ہیں،، ''یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ایک طویل خواب دیکھتا رہا ہوں۔ اس طرح تو زندگی بھی ایک خواب جسے آدمی خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا دیکھتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میری روداد اک موج خیال ہے۔ نعیمہ تم بہت پڑھی لکھی ہو، یہ بتاؤ کیا کبھی عدم حقیقت حقیقت کا روپ دھار سکتی ہے؟،،

''شاہ صاحب جو کچھ آپ نے دیکھا اور جو کچھ لکھا ہے وہ ایک فلم سکرپٹ ہے۔،،

انیس ناگی

کے ناول

اب تمام ناول تین جلدوں میں یکجا دستیاب ہیں۔

جلد اوّل

☆ کیمپ ☆ قلعہ ☆ ایک لمحہ سوچ کا ☆ چوہوں کی کہانی

جلد دوم

☆ پتلیاں ☆ ایک گرم موسم کی کہانی ☆ ناراض عورتیں

جلد سوم

☆ دیوار کے پیچھے ☆ میں اور وہ ☆ زوال

زیر اشاعت

جمالیات

22۔ گنگارام مینشن مال روڈ۔ لاہور